دیوبندی تالیف رضاخانی مذہب کا علمی و تحقیقی جائزہ
آئینۂ اہلسنّت
تالیف
ابوکلیم محمد صدیق فانی
حسب الارشاد
ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی
اویسی بک سٹال
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب ——— **آئینۂ اہلسنت**

ازقلم ——— ابوکلیم محمد صدیق فانی

پروف ریڈنگ ——— محمد شکیل قادری عطاری (خانیوال)

کمپوزنگ ——— شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیروالا)

سن اشاعت ——— مارچ 2007ء

تعداد ——— 800

صفحات ——— 592

ہدیہ ——— 400

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- شمس و قمر ہال اُٹ لاہور ○ مکتبہ غوثیہ
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ ○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ
- مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر اُردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- مکتبہ اہلسنّت خانیوال ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا گرامر روڈ راولپنڈی
- مکتبہ امینیہ عطاریہ امین پور بازار فیصل آباد ○ نوریہ رضویہ فیصل آباد
- مکتبہ سلطانیہ ○ مکتبہ صبح نور محمد پورہ فیصل آباد

آئینہ مضامین

باب اوّل

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

ضمیمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تاثرات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور جامع دین ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت سے سرفراز وسربلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں حاسدین اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں کے باوجود بھی یہ غالب رہا ہے۔ اس کے بدخواہوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی ہے اور اس کے مخالفین ہمیشہ رسوا ہو رہے ہیں۔

کفار مکہ اور منافقین مدینہ سے لے کر آج کے استعمار تک اس کے خلاف مذموم عزائم کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ برطانوی استعمار کی گود میں جنم لینے والی ایک سازش نے اُمت مسلمہ کے جمہور اور سوادِ اعظم کے عقائد ومعمولات پر طعن زنی کی اپنا مقصد حیات قرار دیا اور انتشار وافتراق کا کام شروع کیا اس مکروہ سلسلے کی ایک نازیبا کوشش ''رضا خانی مذہب'' کتاب ہے۔ جس میں اسی سازشی گروہ نے اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اہلسنت وجماعت پر کیچڑ اُچھالا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حضرت مولانا ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو ٹھنڈا کرے، جنہوں نے پس پردہ چھپے ہوئے ان سازشیوں کو بے نقاب کیا ہے اور ''آئینہ اہلسنت'' کی وساطت سے غیر جانبدار دماغ کو سوادِ اعظم کی عظمت دکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طالبانِ حق کے لئے مفید بنائے......آمین۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور

۲۴۔۲۔۲۰۰۷

مولانا سعید احمد قادری

سابق دیوبندی کا اعلان حق

یاد رہے کہ ۲۵ سال دیوبندی مذہب میں رہ کر میں ان کے عقائد کی ترجمانی کرتا رہا ہوں آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے مناظر اسلام مولانا ابوالرضا محمد عبدالعزیز صاحب نوری مہتمم مرکزی دارالعلوم غوثیہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کے ساتھ تمام متنازعہ عبارات پر گفتگو ہوئی۔ جس سے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ دیوبندیوں کی تمام گستاخانہ عبارات کفریہ ہیں۔ میری جتنی بھی تصنیفات ہیں میں نے ان کو منسوخ کر دیا ہے۔ آج سے لے کر میری کسی تصنیف کو کوئی دیوبندی نہ چھاپے اور نہ اس کا حوالہ دے۔ تمام کفریہ عبارات اور اپنی دیوبندی دور میں سابقہ مطبوعہ کتب کو میں نے ''ردی کی ٹوکری'' میں پھینک دیا ہے اور عقیدہ حق سنی بریلوی کو دل و جان سے قبول کر کے علماء حق مسلک بریلوی کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حبیب اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین کے صدقے معاف فرما کر اپنی پناہ میں رکھے (آمین) اور مولانا پیر محمد عبدالعزیز صاحب نوری کے علم و عمل اور عمر میں برکت فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم و دائم فرمائے...... (آمین)

ان شاء اللہ آئندہ کیلئے میں اپنے بیانات میں دیوبندیوں کے عقائد کی بیخ کنی کروں گا تاکہ مسلمانوں کو حق و باطل کا پتہ چل سکے اور یہ واضح ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام حق محض عشق رسالت اور تحفظ ناموس رسالت کا پیغام ہے۔ اسی لئے علماء دیوبند نے بھی اعلیٰ حضرت کو ''عاشق رسول'' تسلیم کیا ہے اور اکابر علماء دیوبند میں سے مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی نے بھی اسا بات کا اعتراف کیا کہ

''اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے'' (کتاب اشد العذاب صفحہ نمبر ۱۳) اس اعتراف کے بعد اہل علم و انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف علماء دیوبند کا پروپیگنڈہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔

مولانا سعید احمد قادری صدیق اکبر ٹاؤن نیویں آبادی (دھلے) گوجرانوالہ

مورخہ ۲۳/ جولائی ۱۹۹۲ء

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جون ۱۹۹۹ء صفحہ نمبر ۱۲)

انتساب

صدرالافاضل حضرت علامہ

مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمت الباری

(المتوفی ۱۳۶۷ھ)

کے نام

"جن کی مذہبی، دینی اور سیاسی خدمات اہل سنت کیلئے مشعل راہ ہیں"

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو کلیم فانی

احوالِ واقعی

مولوی سعید احمد قادری دیوبندی کی تالیف "رضا خانی مذہب" حصہ اوّل و دوم کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ موصوف کی یہ تالیف کذب بیانی، دروغگوئی، الزام تراشی اور دھوکہ دہی کا پُر فریب مرقع ہے۔ اور جا بجا ایسی بیہودہ اور غلیظ زبان استعمال کی گئی ہے کہ شیطان بھی پڑھ کر پناہ مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے ایسے دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے جن میں اخلاقیات پر درس دینا شجرِ ممنوعہ کی حیثیت رکھتا ہے اور طعن و تشنیع کرنے اور گالی گلوچ دینے کی خوب مشق کرائی جاتی ہے۔ محققین صوفیاء نے سچ فرمایا ہے کہ بعض مرتبہ علم، حجاب اکبر بن کر انسان کو صراطِ مستقیم سے دور لے جا کر قعرِ ضلالت کی دلدل میں ایسا ڈالتا ہے جس سے نکلنا اُس کیلئے انتہائی دشوار ہو جاتا ہے اور پاکانِ امت پر طنز و مزاح کرنا اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتا ہے۔ مولوی سعید احمد بھی اسی مقام پر پہنچ چکا ہے۔

بعض مقامات پر مؤلف نے قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور عبارات فقہ کے خود ساختہ مفاہیم اور مطالب و معانی اخذ کر کے مذہب حقہ اہل سنت پر جاہلانہ تنقید کی ہے جو کہ اس کی جہالت و حماقت کی منہ بولتی تصویر ہے یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے۔ نیز بعض مقامات پر ایک طویل حدیث مبارکہ کا ایک جملہ نقل کر کے اُس پر جاہلانہ تبصرہ کر کے اپنے لئے جہنم میں جانے کا سامان بھی مہیا کیا ہے۔ میں اپنے اس دعوئ پر فقط ایک مثال پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

مولوی سعید احمد قادری دیوبندی مندرجہ ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ لیتا ہے"۔

(پھر لکھتا ہے) بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ طلب کرتا ہے کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم۔ (ترجمہ) بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۸۴)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

مولوی سعید احمد قادر دیوبندی کا جاہلانہ تبصرہ

تف ہے ایسے رضا خانیوں پر جو اس قسم کے باطل عقیدے رکھتے ہیں......الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

قارئین کرام! یہ ایک طویل حدیث مبارکہ کا ایک جملہ ہے جس کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے مسند احمد میں روایت کیا ہے۔ اور مولوی سعید احمد کا اس عقیدہ کو باطل کہہ کر بریلوی علماء اہل سنت کی طرف نسبت کرنا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔ اور حدیث رسول پر تمسخر واستہزا کرنا کفر ہے۔ حدیث نبوی ملاحظہ ہو۔

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق ہے اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا، میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری بار مجھ سے مشورہ طلب فرمایا، میں نے پھر وہی عرض کی۔ پھر میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری اُمت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میں تیرے ستر (۷۰) ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار اور ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد (فرشتہ) بھیجا کہ میرے حبیب تو دُعا کر تیری دُعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا

میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا تو اس قاصد نے عرض کی کہ حضور! اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے......الخ

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ نمبر ۳۹۴ طبع مصر)

افسوس صد افسوس اُن علمائے دیوبند پر جنہوں نے ایسی بے بنیاد اور لغو تالیف پر تقاریظ لکھ کر مؤلف کو محقق دوراں اور تالیف کو ایک جامع اور مدلل کتاب قرار دیتے ہوئے اس کی مدح وتعریف میں زمین کے قلابے ملانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ جن کی ایک ایک سطر سے بغض وحسد اور عداوت اہل سنت اظہر من الشمس ہے۔ اور اُن کے مبلغ علم کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے جن کے ناموں کے ساتھ مولوی سعید احمد نے محقق دوراں، غزالیٔ زماں، اور مفسر قرآن جیسے القاب لکھنے میں شرم محسوس نہیں کی، چند ایک تقاریظ ملاحظہ ہوں۔

تقریظ......نمبر۱

بقیہ السلف حجۃ الخلف الحافظ استاذ المحدثین مقدام المفسرین حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی، سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، وحال شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ۔

............احقر اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس طرح کی کتاب (یعنی رضاخانی مذہب) اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کیلئے اور کفر وشرک اور بدعات کی ظلمت کو مٹانے کیلئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اور ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب کے مصنف ایک برگزیدہ محقق عالم ہیں......الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵ حصہ دوم)

تقریظ......نمبر۲

غزالیٔ دوراں، استاذ العلماء، رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

............برادر عزیز مولانا سعید احمد قادری کی کتاب "رضاخانی مذہب" دیکھی،

الحمدللہ! کتاب ٹھوس دلائل اور ناقابل تردید حوالوں اور دلائل پر مشتمل ہے۔ اس دورِ پُرفتن میں موصوف محترم کی تالیف ایک گرانقدر تحفہ ہے……الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶ حصہ دوم)

تقریظ……نمبر ۳

ازیادگارسلف، قدوۃ العلماء، فاضل جلیل مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی (جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

…………جناب عزیز مولانا سعید احمد قادری نے رضائی پارٹی کی کتب سے جن حقائق کو پیش کیا ہے وہ لاجواب ہیں اور ایسے حقائق کہ جن کی تردید اہل بدعت قیامت تک نہیں کرسکتے! اور انشاء اللہ نہ کرسکیں گے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷ حصہ دوم)

الحمدللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے جناب ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنام آئینہ اہل سنت اس کا مدلل اور محققانہ جواب تحریر فرما کر علماء دیوبند کے دعویٰ باطل کو خاک میں ملادیا ہے اور انشاء اللہ علماء دیوبند آئینہ اہل سنت کا حقیقت پر مبنی اور مدلل جواب کبھی نہ دے سکیں گے جن علماء دیوبند نے رضاخانی مذہب پر تقاریظ لکھ کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا وہ اپنے قلم کو حرکت دیں اور آئینہ اہل سنت کا تشفی جواب دیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین……(محمد شکیل اختر رضوی)

تقریظ……نمبر ۴

فخر الاصفیاء، سلطان العارفین، سراج السالکین، پیر طریقت رہبر شریعت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور (لاہور)

…………برادر عزیز مولوی سعید احمد قادری صاحب جیسے باصلاحیت اور ہونہار نوجوان عالم دین نے جس محنت اور خلوص سے یہ عجالہ نافعہ مرتب کیا ہے اسے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی……الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸ حصہ دوم)

تقریظ……نمبر ۵

مفسر قرآن پروفیسر حضرت علامہ نور الحسن خان دامت برکاتہم العالیہ شعبہ

اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی (لاہور)

............اس پر آشوب و پُرفتن دور میں مولوی سعید احمد قادری جیسے نوجوان علماء کا وجود ہزار غنیمت ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے "رضاخانی مذہب" اس محنت اور کاوش سے ترتیب دیا ہے............ کہ بے ساختہ تحسین و آفرین کے کلمات زبان سے نکلنے لگتے ہیں...... الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳ حصہ دوم)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء دیوبند کی تقاریظ موجود ہیں۔ مولوی سعید احمد قادری نے تو کچھ عرصہ قبل اپنی تالیف سے رجوع کر لیا ہے اور توبہ نامہ شائع کرادیا ہے۔ مگر تقاریظ لکھنے والے علماء دیوبند میں سے کئی ایک بغیر توبہ کے دار فانی سے چل بسے ہیں۔ اور جو اس وقت موجود ہیں انھیں دعوت توبہ دی جاتی ہے۔

ع ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں

"رضاخانی مذہب" کو شائع ہوئے تقریباً ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے حصہ اول پر حکومت پاکستان نے پابندی بھی لگادی تھی۔ مگر اس کے باوجود یہ کتاب پاکستان کے مختلف علاقوں سے طبع ہوکر منظر عام پر آرہی ہے۔ علمائے اہل سنت نے اس کا رد لکھنے کی طرف اس لئے توجہ نہ دی کہ اس بے بنیاد کتاب کا جواب دینے کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو کسی اور نیک کام پر صرف کرنا چاہیے۔ لیکن جب مخالفین اہل سنت نے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو اس مرقع کذب کے ذریعے گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی تو اس کا جواب لکھنا از حد ضروری سمجھا گیا۔

....

راقم الحروف حضرت ابوکلیم فانی کا بے حد مشکور و ممنون ہے کہ جنھوں نے تہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے مولوی سعید احمد قادری دیوبندی کی تالیف "رضاخانی مذہب" کا مدلل اور محققانہ جواب لکھ کر عوام اہل سنت پر احسان عظیم فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اجابت کا سہرا پہنا کر موصوف کی اس مساعی جمیلہ کو دارین کی بے کراں نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

جماعت رضائے مصطفےٰ رجسٹرڈ پاکستان خانیوال کے اراکین قابل صد ستائش ہیں جن کی جدوجہد سے یہ کتاب منظر عام پر آئی اور شیخ محمد سرور اویسی صاحب مدظلہ العالی کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے آئینہ اہل سنت کو زر کثیر خرچ کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دُنیا و آخرت حسین فرمائے۔

آخر میں علمائے اہل سنت اور تعلیم یافتہ طبقہ سے استدعا کروں گا کہ وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کر کے مولوی سعید احمد دیوبندی کی خیانتوں کو طشت ازبام کریں اور صراطِ مستقیم کی نشاندہی کر کے لوگوں کو گمراہی و بے دینی کی بادسموم سے ہر ممکن بچانے کی کوشش فرمائیں۔

امین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

یکے از غلامانِ رضا

شبیر احمد رضوی

بلاک نمبر ۳، گلی نمبر ۶ مکان نمبر ۶۸،
خانیوال

۲۰ نومبر ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ (کنز الایمان)

باب اوّل

عقائد اہلسنت

توحید باری تعالیٰ

صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی وابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

حیوۃ، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہٗ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں (الآن کما کان)۔

شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

طبیب، بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمت انبیاء و اولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات و افعال الٰہیہ در پردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش و تدابیر، مہمات و مدافعت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ

مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت وجوداتِ مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا نہ ماننا یا قدرتِ کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر ومحدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کران سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، انتقال، تبدیل ذاتی وصفاتی، جہل، کذب، ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتِ حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

استوا علی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کذائی مثل صفات ثمانیہ سمع، بصر، علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیوۃ، تکوین، بے چون وبے چگون ہیں۔

ادراک حقیقۃ الٰہیہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی وصفاتی واسمائی، نصیب انبیاء و اولیاء حسب مراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کیلئے ثابت ہے، بلا کیف و بلا جہت۔

اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے۔ (یعنی ارادہ فرمانے والا) لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

تمام خیر وشر، خالق الکل جل شانہٗ کے ارادہ وخلق وتقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر وشجر میں فرق بدیہی ہے جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شئے کی خالقیت میں قادر مطلق پیدا کرے باطل ہے۔ زیادہ خوض و بحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ امور مذکور پر ایمان لانا باعث نجات

ہے اوران کا انکار ہلاکت۔ پس عقلمندی وسعادت یہ ہے کہ حصول نجات کی فکر ہو۔
بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

اس کے تمام افعال، حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شئ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، قبح وظلم وسفہ وعبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

افعال کا باعث ثواب وعقاب اُخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کرسکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء (علیہم السلام) کی محتاج ہے۔

مومن کو دین پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل وحواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزت کا عدل ہے۔

صفت عدل وفضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے۔

۱۔...... حق سبحانہٗ وتعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔

۲۔...... کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

۳۔...... کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

۴۔...... اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کیلئے اجر رکھتا ہے۔

۵۔...... کسی کو طاقت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

۶۔...... فوق الطاقت کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر متناہی، متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

حق سبحانہٗ کے بہت سے نام ہیں جن کی خبر اس نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔

اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر الٰہی انہیں اسماء سے ہونا چاہیئے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں۔ یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی وابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

وحدت وجود حسب تقریر محققین حق ہے۔ شریعت حقہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے فرق مراتب وحفظ احکام ضروری ہیں۔ جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا اور بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر مکشوف ہوا ہے۔ اور اولیاء متشرعین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے۔ بحفظ حدود شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعث تکمیل ایمان اور اس کا انکار خسران وحرمان ہے۔

شرک

شرک وکفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ اور محبوبانِ الٰہی کی ان قابل عظمت وصفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا وشدت، استجاب دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری تعالیٰ (سبحانہٗ، سبحانہٗ، سبحانہٗ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنا بریں نہایت عجز ونیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کئے جائیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق

کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے۔
ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ معلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال اور ممتنع بالذات ہے۔

شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔

خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ ان کی حقیقتِ واقعہ کا اظہار ہے، جس سے کہ صفاتِ ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہوتا ہے۔

عبادت کے معنی حد درجہ کی عاجزی اور انکساری ہے۔ مفسرین کرام اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں۔ حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں بلکہ حالت نماز میں تمام حرکات وسکنات عبادت ہیں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، سجدہ اور اس کے بعد حالت التحیات میں دوزانوں بیٹھنا، سلام، دائیں بائیں منہ پھیرنا یہ سب عبادت ہیں۔ اگر عبادت صرف عاجزی وانکساری کے آخری مرتبہ کا نام ہے اور یہ آخری مرتبہ سجدہ ہی ہے تو کیا یہ باقی چیزیں عبادت نہیں؟ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر یہ ساری چیزیں مطلقاً عبادت ہیں تو اگر کوئی شاگرد اپنے استاد کے سامنے اور بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھتا ہے یا ان کی آمد پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ اس نے اپنے استاد یا اپنے باپ کی عبادت کی یا ان کو اپنا معبود بنا لیا۔ حاشا وکلا پھر وہ کون سی چیز ہے جو ان حرکات وسکنات کو اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے اور یوں کھڑے ہونے کو (ہاتھ باندھے ہوئے یا کھولے ہوئے) اور اس طرح بیٹھنے کو اور دائیں بائیں منہ پھیرنے کو تذلل وانکساری کے آخری مرتبہ تک پہنچا دیتی ہے اور اگر یہی امور نماز سے خارج ہوں تو نہ ان میں غایۃ خضوع ہے اور نہ ہی عبادت سے متصور ہوتے ہیں۔ تو اس کا حل ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جس ذات کیلئے اور جس کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے اور اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں اور سب میں غایۃ تذلل خضوع پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ

اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں نہ خدا، نہ خدا کا بیٹا نہ اس کی بیوی نہ اس کا اوتاد تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں آپ ان کو احترام اور اجلال اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ البتہ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں غیر خدا کیلئے سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے۔

محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان وشرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفاتِ الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا عین ایمان وتوحید ہے۔

ایسا ہی خوارق وکرامات اولیاء واشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی...... جو انبیاء واولیاء کو عطا ہوتی ہیں اِن امور کا بتعلیم اللہ تعالیٰ وبعطا اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

اسلام وایمان کا رکن اعظم جس کے بعد کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی واقرار لسانی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ظاہری وباطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

میثاق توحید الٰہی وربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اس معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز

کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس ﷺ کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علم سے اوسع ہے کسی مخلوق کے علم کو علم اقدس سے زیادہ وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس ﷺ کو جو بعض علم غیب ان کے رب کریم جل جلالہ نے عطا فرمایا انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام و جملہ اوّلین و آخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم ما کان و ما یکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ قطعاً کافر ہے۔

تمام انبیاء بلحاظ بطون و تربیت روحانی تعین روحانی ختمی مآب خلفاء سرور عالم ﷺ کے ہیں۔ جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابۃً آپ ﷺ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوئے ویسے ہی انبیاء کرام باوجود خلعت نبوۃ و افضلیت مادون الانبیاء کے آپ ﷺ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کی وعید منصوص ہے۔

۱۔......آپ ﷺ کی اقتداء اور اتباع سنت اقوال و افعال میں اور آپ ﷺ کے اوامر و نواہی کی تعمیل۔

۲۔......زبان و دل سے آپ ﷺ کا ذکر کرنا۔

۳۔......آپ ﷺ کے جمال پاک کا مشتاق ہونا۔

۴۔......دل، زبان اور بدن سے آپ ﷺ کی تعظیم کرنا۔

۵۔......آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا اور ان سے بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

۶۔......آپ ﷺ کی سنت کے تارک کو برا سمجھنا......علامات محبت رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا

ہی اب بھی آپ کی حدیث، فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ پس ان میں باتباع سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں ان کا بوقت ذکر حضور ﷺ بجالانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجالس میلاد میں قیام کرنا عشاق درگاہ کا معمول ہوگیا ہے پس ان کا انکار روش سلف کا انکار ہے۔ اور بے بنیاد تعصب ہے۔

جو ممکنات ومخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں۔ سب کی طرف حضور ﷺ مبعوث ہیں۔ پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ واولیت خلق وختم نبوۃ وافضلیت مطلقہ وخلافت کبریٰ واولیت فی الشفاعۃ وفی دخول الجنۃ واصالت فی کل فضل ووساطت فی کل نعمۃ وغیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصافِ بشری سے برتر۔ اور تغیر وآفات وعیوب ونقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف تھی۔ پس آپ کا علم باللہ وصفاتہ قبل بعثت وبعد بعثت تمام عیوب ونقائص، شک وجہل وغیرہ سے مبرا ومنزہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں: اوّل ظاہر باعتبار صورت بشری۔ دوم ملکی سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کردے اور جب چاہے نورانیت کو احوالِ بشری پر غلبہ دے۔

جو بشریت عیوب ونقائص بشریت سے پاک ہو اس کا ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذاتِ مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی

ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ "معاذ اللہ" اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے۔

حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے؟ جس ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہو تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اوّل تھی بغیر اس کے ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادہ یا حصہ اور جز قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے۔ جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔

آثار شریفہ و آثار سلف الصالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

بہ نسبت علوم اوّلین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنہ و آیاتِ کبریٰ و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعدا و اشقیا و علم ما کان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔

علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

۱۔......علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے اور حضور ﷺ کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

۲۔......علم الٰہی بنا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام و سط حواس و بصیرت مقدسہ حادث ہے۔

حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الہیہ کا۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق، مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم

اقل قلیل ہیں۔

علم خلق عطائی، علم الٰہی ذاتی۔ جب خالق ومخلوق، مالک ومملوک۔ حادث وقدیم، واجب وممکن۔ متناہی وغیر متناہی مساوی نہیں تو علم عطائی وذاتی میں مساوات کیونکر ہوسکتی ہے؟

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اقدس کے متعلق لفظ ''کل'' دیکھیں تو اس سے کل غیر متناہی نہ سمجھیں بلکہ کل مخلوقات (جو متناہی ہے) اور اس کے علاوہ معرفت ذات وصفات کا علم کہ وہ بھی بالفعل متناہی ہے ہماری مراد ہے ورنہ علم الٰہی کی بہ نسبت ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ''کل'' نہیں کہتے۔ کیونکہ علم الٰہی محیط الکل اور غیر متناہی ہے۔

آپ کے تمام اخبار واقوال متعلق دین ودنیا صادق اور حق ہیں۔ شک ووہم وجہل نقائص ومداخلت شیطانی سے منزہ ومبرا ہیں۔

مِلک واختیار بالاستقلال تو خاصہ خداوندی ہے۔ اور مِلک واختیار ذاتی کسی فرد کیلئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک، عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور یہ ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مخبوط الحواس بھی تامل نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں، شانِ اقدس میں صریح توہین ہے اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے خلاف ہے جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مِلک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا، ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوۃ ورسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔

اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطاء خداوندی

کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہوسکتا۔ شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے۔ لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور ﷺ کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور ﷺ کیلئے حاصل وثابت ہیں۔

آپ قبل نبوت وبعد نبوۃ کبائر وصغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں بعض افعال بلاغیہ واحکام شرعیہ میں نسیان وسہو آپ سے بغرض تشریع وافادہ علم باارادہ الٰہیہ واقع ہوا ہے اور صدورِ نسیان منافی شانِ نبوت نہیں۔ بلکہ نسیان اور ذہول ازل ناسوت بوجہ استغراق درلاہوت ازقسم کمال ہے جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ البتہ ان کے نسیان وسہو کو اپنے سہو ونسیان پر قیاس کرنا اور بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہر صورت میں مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہیں، اور بلحاظ نتائج وآثار باطنی وحکمت خفیہ الٰہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دعا، تضرع اور موعظت امت بوقت الحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر لازم آئے کفر ہے

حضور سید عالم ﷺ کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات واحادیث سے بالتواتر ثابت

ہے منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

آپ روضہ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقۃً دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکساران امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں۔ اور احوال امت پر حاضر و ناظر ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت و نورانیت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب اور بعد مکاں یکساں ہے۔ کیونکہ عالم خلق زمان و مکان کی قید سے مقید ہوتا ہے۔ لیکن عالم امران قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا بیک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت میں دُور دراز مقاماتِ کثیرہ اور امکنہ متعددہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور کھلم کھلا بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہا سے مخصوص فرمایا:

۱۔......معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر سماوات وآیات کبریٰ و جنت ونار وغیرہ۔

۲۔......اپنا جمال پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا۔

۳۔......شق القمر۔

۴۔......ستون مسجد شریف کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔

۵۔......احجار واشجار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

۶۔......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت ہائے شریفہ سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔

۷۔......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزار ہا آدمی سیر

ہو جائیں۔

۸۔......بکری مذبوحہ کا آپ ﷺ سے کلام کرنا۔

۹۔......مذکورہ معجزات و دیگر خوارق مثل احیائے اموات جو احادیث سے ثابت ہیں، بلا تاویل حق و نفس الامری ہیں۔

تمام معجزات سے اعلیٰ و اقویٰ و اَدْوَم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی و محاسن معنوی و اخبار غیبیہ تمام معجز ہیں۔

حضور مظہر اللہ الاتم سر اللہ الاعظم ﷺ پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے علاوہ وحی ملکی کے دو قسم اور بھی ہیں۔ جن میں فرشتے کو دخل نہیں اور توسط نہیں ہوتا۔

قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی و ابدی ہے جو بلباس اصوات و حروف جلوہ گر ہے اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور محبوب حق ﷺ پر نازل ہوا۔

احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائی اور کبھی بلا توسط کذائی حضور ﷺ پر وارد ہوئی۔

ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حق ہیں۔ کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے بعد علم و ثبوت قطعی کسی بات کا انکار اگرچہ درپردہ تاویل باطل ہو کفر ہے۔ اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کا بلا وجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

۱۔......حشر اجساد و اعادۂ روح انہیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔

۲۔......جزائے اعمال خیر و سزائے شر۔

۳۔......صراط دوزخ پر ممتد ہے جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اہل جنت اس پر گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔

۴۔......حساب اعمال، میزان، جنت، نار اور یہ دونوں آخر الذکر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جل شانہٗ جانتا ہے۔

۵۔......شفاعت رسول اللہ ﷺ بحق اہل کبائر حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول

ہے۔ جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے۔

۶۔......عذاب القبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن کو قبر میں حق ہے اور عصات مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔

۷۔......سوال منکر نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

۸۔......تمام رُسل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

۹۔......ملائکہ اجسام نوری ہیں عوارض ظلماتی سے منزہ ہیں ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں پوری کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر۔ اور بعض عباد کے دل پر خطرات صالحہ القا کرنے پر۔ اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلے میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں جو خیالات فاسدہ کا القاء کرتے ہیں۔

۱۰۔......قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجال و قتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

۱۱۔......کل انبیاء علیہم السلام اور جو صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولیاء والخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ و مولی المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بترتیب خلافت افضل ہیں۔

عشرہ مبشرہ، خاتون جنت، ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ وام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین واصحاب بدر و بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران امت کے تکیہ گاہ ہیں۔

(الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر و اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا رفض و استحقاق دخولِ نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے امت کے سردار اور باعث شرف صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز

ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

(ب) فتح مکہ کے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرف باسلام ہوئے ان سے وہ صحابہ کرام افضل ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے حسنٰی یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان ببرکت ذکر و تلاوت و صوم و صلوٰۃ وہبی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاق، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجائے الٰہی سے مستغرق۔ اس حالات میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق و تربیت مریدین۔ پس ان کو وحی و عصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیاء میں سے ہے) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے۔ اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

عبادات بدنی (نوافل) و مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء و اولیاء و دیگر اہل ایمان کو کرنا ثابت ہے۔ اور اس کا مطلق انکار بدعت ہے۔

بالخصوص بروز وفات اولیاء کرام، ثواب طعام و کلام سے فاتحہ رسانی باعث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے۔

تاریخ معین پر مزاراتِ اولیاء پر مسلمانوں کی حاضری اور بزرگوں کی روحانیت سے فیض حاصل کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ بشرطیکہ وہاں فسق و فجور اور معصیت نہ ہو۔

تیجہ، چالیسواں، گیارہویں شریف کے کھانے یا شرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا سب جائز اور باعث اجر و ثواب ہے۔ ان کاموں کو بدعت قرار دینا اور ان کاموں کے کرنے والے سنی مسلمان کو بدعتی قرار دینا سخت گناہ اور بدعت و ضلالت ہے۔

(عقائد اہلسنت (بتغیر قلیل) از حضرت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ (المتوفی ۳ر جولائی ۱۹۶۰ء)

۱؎ تیجہ، دسواں، چالیسواں جو بھی میت کیلئے ایصال ثواب کریں جائز ہے۔ ہاں ایک بات ضرور پیش نظر رہے کہ میت کے ورثاء سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت بھی ہو اگر کچھ ورثاء نابالغ ہوں اور وہ بخوشی اجازت بھی دیں تو بھی ان کے حصے سے صدقات وخیرات کرنا ناجائز ہے۔ قل خوانی یا جہلم جو بھی خیرات کریں ورثاء بالغ ہی کریں اور اپنے حصے سے کریں۔ نابالغوں کا حصہ شامل نہ کریں۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

باب دوم

اشعار و عبارات فوائد فریدیہ

اور دیوانِ محمدی وغیرہ کا جواب

عبارات و اشعار، فوائد فریدیہ، دیوان محمدی اور ان جیسی تمام عبارات جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ مسئلہ وحدت الوجود پر مبنی ہیں۔ ان کا تعلق سُکر اور غلبہ محویت سے ہے جیسا کہ خود حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "فوائد فریدیہ" میں مسئلہ وحدت الوجود پر بحث کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۶۸ پر دلائل قرآن مجید صفحہ نمبر ۶۹ پر احادیث نبویہ اور اقوال اصحاب رسول نقل کرنے کے بعد صفحہ نمبر ۷۱ پر ان تمام واقعات کو جن کو مصنف "رضا خانی مذہب" اور مصنف "گمراہ کن عقائد" نے اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ نقل کرنے سے پیشتر واضح الفاظ میں یہ تحریر کیا ہے "کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و مستی میں کلام فرمایا ہے۔ صوفیاء کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن کو عوام الناس بلکہ ظاہرین علماء بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔[1]

[1] حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفاء عاری اند قوت و درک آں نمی دارد" (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۱۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

"تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی مابہ الموجودات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں، ہر شئے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتفا ہو جائے تو حقیقت حقہ کے سوا کچھ نہ ہوگا اس میں نبی غیر نبی حتی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خصوصیت نہیں۔ لیکن عامہ خلائق مظاہر ناقصہ ہیں اور اولیاء کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں اور

انبیاء کرام علیہم السلام ان سے زیادہ مظاہر کمال اور جمیع کائنات سے اکمل و افضل مظہریت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے کہ اس لئے کہ کمال امور اضافیہ عینی سے ہے"۔

(ازافادات علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۶ء)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کاملین کی تصانیف میں اسی قسم کی عبارات موجود ہیں۔ خدا جانے پھر دیوبندی اور وہابی حضرات ان افراد کو کافر و مشرک کہنے سے کیوں گریزاں ہیں اور اگر کفر کی مشین چلتی ہے تو خواجہ غلام فرید چشتی، مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہلسنت اور سنی مسلمانوں پر۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں

"تم محمد عظیم الشان صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد گمان کرتے ہو۔ جیسے کہ تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہر نظر میں پانی ہی ہے، مگر حقیقتاً آب نہیں ہے بلکہ سراب ہے۔ اسی طرح جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آؤ گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے اور رؤیۃ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے"۔

(فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ نمبر ۱۱۲۷ از علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں

"صورت مرشد کہ ظاہر میں دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ حق سبحانہٗ حق تعالیٰ کا ہے آب وگل (پانی اور مٹی) کے پردے میں اور جو صورت مرشد کہ خلوت میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ مشاہدہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ہے۔ بے پردہ آب وگل کے "ان اللہ خلق ادم علی صورت الرحمن و من رانی فقد رای الحق" اس کے حق میں درست ہے۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء، صفحہ نمبر ۱۵۵، مطبوعہ فیصل آباد از حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنی انا میں جو عبارت ہے ان کی "ھویت" سے توحید صفاتی کا جلوہ دیکھیں اور ان کیلئے انا آئینہ بنتا ہے۔ پس

اصل جس نے مختلف مظاہر کائنات میں ظہور فرمایا، چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ جب سالک اپنے "انا" پر نظر کرتا ہے تو اس کی نظر اپنے "انا" پر رک نہیں جاتی بلکہ وہ اس "انا" کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب "اناؤں" کا مبداء اوّل ہے پہنچ جاتی ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے اور تمام کے تمام مظاہر و اشکال درمیان سے غائب ہو جاتے ہیں یہ توحید ذاتی کا مقام ہے۔

(ہمعات، صفحہ نمبر ۴۰ مطبوعہ حیدر آباد پاکستان، از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

توحید صفاتی سے مراد یہ ہے کہ سالک مختلف صورتوں اور مظاہر میں صرف ایک کو جلوہ گر دیکھے اور بغیر کسی شک و شبہ کے اس بات کو بداہۃً مان لے کہ سارے اختلافات ایک ہی اصل میں ثابت اور موجود ہیں پھر وہ اس اصل کو نوع بنوع صورتوں میں جلوہ گر بھی دیکھے اور ہر جگہ اس اصل کو پہچانے۔

(ہمعات، صفحہ نمبر ۳۹ مطبوعہ حیدر آباد پاکستان، از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

وجود تیرے اس وجدان کا نام ہے کہ حق اپنے اسماء وصفات کے ساتھ تیری ذات میں جلوہ گر ہو اور تو، تو نہ رہے اور وہی ہو، بس بندہ ایسا ہو جائے جیسا کہ نہیں اور حق کو جیسا کہ لم یزل سے تھا۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲۳۵، مطبوعہ لاہور از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں

یعنی تو نہ رہے اصل کمال یہی ہے جب تو رہے گا تو خدا نہیں رہے گا۔ بس ایک گھر میں دو مہمان نہیں سماتے۔

(انفاس رحیمیہ فارسی صفحہ نمبر ۲۱ بحوالہ انوار الواحدۃ صفحہ نمبر ۵۹ مطبوعہ گوجرہ)

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۵ھ) فرماتے ہیں

اے بھائی حجاب نہیں ہے۔ تو اپنے ہونے کے ساتھ ہی حجاب میں ہے۔ تو اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دے اور جب تو نہ رہے گا تو تو خدا تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ دیکھے گا اور نہ جانے گا۔ (منتخب مکتوبات قدوسیہ صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ مجتبائی)

حضرت باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۱ھ) فرماتے ہیں

اے سید جب آپ نے سب کو ایک دیکھا تو سب کہاں رہے؟ بلکہ ایک ہی رہ گیا۔ اے سید آپکے اور آپکے مقصود کے درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں۔ اگر فاصلہ ہے تو صرف اتنا کہ آپ اسکو اپنے آپ سے خود جدا سمجھ رہے ہیں اور جب آپ نے جان لیا کہ آپ آپ نہیں ہیں بلکہ وہی (یعنی حق) ہے تو پھر کوئی فاصلہ نہ رہا۔

(رسالہ نور وحدت صفحہ نمبر ۶۵ مطبوعہ مجتبائی از حضرت خواجہ باقی باللہ)

حضرت ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ پیرو مرشد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس (صورتیں) مختلف رنگارنگ ہیں اور وہ وجود تمام موجودات کی حقیقت اوران کا باطن ہے اور تمام کائنات اسی وجود سے خالی نہیں ہے۔

(تحفہ مرسلہ مع شرح صفحہ نمبر ۱۴، مطبوعہ لاہور، از حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ)

نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ

شیخ عین رسول ہے، بلکہ عین حق ہے، نہیں بلکہ صورت حق ہے۔

(فیوض الرحمٰن[1] صفحہ نمبر ۱۹، مطبوعہ پشاور، ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی)

[1] ملفوظات حکیم الامت صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۱۵ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال
چشم دل سے پھر دیکھ حق کا جمال
دوسرا ہے کون یہاں حق کے سوا
کس لئے احول بنا ہے بے حیا

(غذائے روح صفحہ نمبر ۱۷، مطبوعہ دیوبند، از حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ست دریں مسئلہ شکے وشبہے نیست۔

(رسالہ دربیان وحدۃ الوجود صفحہ نمبر ۲، مطبوعہ دیوبند، از حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

فرمایا کہ "یہ مسئلہ (وحدۃ الوجود) حسن وصحیح مطابق للواقع ہے۔اس میں کچھ شک و شبہ نہیں،معتمد علیہ تمامی مشائخ کا ہے"۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴۱،مطبوعہ لاہور،از مولوی اشرف علی تھانوی)

چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جسکو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے یہاں تک کہ سالک کے مشاہدہ میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ مرتبہ مشاہدکا ہے۔(ضیاء القلوب صفحہ نمبر ۲۸،مطبوعہ دیوبند،از حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

علمائے دیوبند اور مسئلہ وحدۃ الوجود

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی (المتوفی ۱۳۵۲ھ)

اور حدیث مذکورہ (فکنت سمعہ) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے اور ہمارے بزرگ شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی کے زمانہ تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے اور میں اس کا قائل ہوں لیکن متشدد نہیں۔

(فیض الباری صفحہ نمبر ۴۲۸ جلد ۴،مطبوعہ انڈیا،از مولوی انور شاہ کشمیری)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (المتوفی ۱۳۶۲ھ)

مسئلہ (وحدت الوجود) حسن وصحیح للواقع ہے اس مسئلہ میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴۱،مطبوعہ لاہور،از مولوی اشرف علی تھانوی)

خلاصہ دعویٰ کا یہ ہوا کہ کل ممکنات تو صرف موجود ظاہری ہیں اور حقیقت میں کوئی موجود حقیقی یعنی موصوف بکمال ہستی نہیں بجز ذات حق کے۔

(التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۸۵،مطبوعہ دہلی،از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ) لکھتے ہیں

اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں دریائے احدیت کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو "انا الحق" اور "لیس فی جنبی سوی اللہ" کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی "کنت

سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها اور ایک روایت کی رو سے "ولسانه الذی یتکلم به" اسی حال کی حکایت ہے اور حدیث اذ قال الله علی لسان نبیه سمع الله لمن حمده ...... اور حدیث "یقضی الله علی لسان نبیه ماشاء" اسی سے کنایہ ہے۔ اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑ دیئے۔

ے وراء ذاک فلا اقول لانہ

سر لسان النطق عنہ اخرس

یعنی اس کے سوا میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی اور زنہار خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادیٔ مقدس کی آگ سے ندائے "انی انا الله رب العالمین" صادر ہوئی تھی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہٗ وتعالیٰ کا نمونہ ہے اگر "انا الحق" کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

(صراطِ مستقیم صفحہ نمبر ۳۴۳، مطبوعہ لاہور، از مولوی اسماعیل دہلوی)

قائلین مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق

اولیائے کاملین کے ارشادات گرامی

حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں

جو شخص قائل توحید وجودی کا ہو اس کو کافر کہنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا اور ان سے مناکحت نہ کرنا، اور اس کا ذبیحہ نہ کھانا ہرگز گوارا نہیں بلکہ اس کو مسلمان اور اہلسنت سے جاننا چاہیئے ۔ اور جو معاملات فیما بین مسلمانان اہلسنت کے ہیں ان کا برتاؤ اس کے ساتھ کرنا چاہیئے ۔ مثلاً سلام کی ابتداء و جواب سلام و جواب عطسہ، عیادت مریض و جنازہ و دعائے مغفرت و رحمت، ایسے معاملات میں ان سے پرہیز نہ کرنا چاہیئے ۔ البتہ یہ اعتقاد یعنی اعتقاد توحید وجودی کا ضروریات عقائد اسلام سے نہیں اگر کسی کو اس مسئلہ کا اعتقاد نہ ہو اور وہ اس مسئلہ کو نہ جانے تو اس کے اسلام میں

کچھ نقصان لازم نہیں آتا۔

لیکن اولیاء اللہ جو قائل توحید وجودی گزرے ہیں ان کی تحقیر واہانت وتکفیر وتذلیل نہ کرنا چاہیئے۔ اور عوام کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس مسئلہ میں نفی واثبات سے سکوت اختیار کریں اور اس میں بحث وتکرار نہ کریں۔ اس واسطے کہ ہر شخص کی عقل میں یہ مسئلہ نہیں آتا۔ اور باعث فساد عقیدہ ہوجاتا ہے۔ (فتاوٰی عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ کراچی)

حضرت علامہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۷ھ) فرماتے ہیں

اگر محویت میں اولیاء کرام سے خلاف شرع بھی کوئی قول وفعل سرزد ہوجائے تو ان کو برا بھلا نہ کہنا چاہیئے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۹۰، مطبوعہ کراچی، از علامہ فریدالدین عطار)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں

صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیئے کہ یہ امور ظاہر طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر وحال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں۔ ان بزرگانِ دین کی عزت وکمال کا میدان طعن وتشنیع کے گرد وغبار سے صاف ومبرا ہے۔

(مرج البحرین صفحہ نمبر ۱۳۳، مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

مشائخ کی لغزشیں سکر وحال کے غلبہ کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں غلبہ حال میں جو اقوال و افعال ان سے رونما ہوتے ہیں وہ تقلید و اتباع کیلئے ضروری نہیں اور وہ لوگ ان معاملات میں مجبور ومعذور ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بزرگ ان چیزوں میں بے اختیار تھے۔ (مرج البحرین صفحہ نمبر ۸۲، مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شیخ عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۰۱ھ)

آپ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

"اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک باد ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا"۔

اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار ہی کر دو اور کبھی ان کی تاویل کر لو۔ اور ظاہر شریعت اور امور دین حق سے ان کی متابعت بیان کرو اور پھر اگر تطبیق و تاویل بآسانی نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو۔

(عجالہ نافعہ از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(مع فوائد جامعہ از شارح مولوی عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۲۴۴ مطبوعہ کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں

"صاحب سُکر[1] معذور ہوتا ہے۔ تقلید کے لائق صحو کے علوم ہیں۔ سُکر کے علوم لائق تقلید نہیں ہیں۔ (مکتوبات دفتر اوّل صفحہ نمبر ۲۶۸ مطبوعہ کراچی)

[1] "سُکر" روحانی حال کے غلبہ کو کہتے ہیں اور صحو یہ کہ محویت کے بعد افعال واقوال کو ترتیب اور تہذیب کے ساتھ انجام دینے کا ہوش آجائے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۵۹۸)

۔ محویت: جب انسان کی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

(عوارف المعارف، صفحہ نمبر ۵۸۲، از شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۸ھ)

خواجہ صاحب سے ایک شخص نے سوال کیا کہ خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے لوائی اعظم من لواء محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کیونکر ہے۔ جناب خواجہ صاحب نے فرمایا: بعضے کلمات مشائخ از قسم حال و کیفیت ہوتے ہیں ان کو ہفوات کہتے ہیں جیسے یہ قول ان کا ہے کہ "لیس فی جنبی سوی اللہ تعالی" اور یہ کہنا "سبحانی ما اعظم شانی"

سوان سب کو ہفواتِ عشاق کہتے ہیں، یہ باتیں غلبات احوال میں ان سے سرزد ہوتی ہیں کہ ہمارے فہم سے خارج ہیں۔

(خیر المجالس، ملفوظات خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جمع کردہ مولانا حمید قلندر، مجلس ہفتاد وششم قول نمبر ۶۲)

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں

بزرگوں کے کلام کا انکی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔

(الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی، صفحہ نمبر ۵، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ)

امام ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی یافعی (المتوفی ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں

فقراء سے علم ظاہر کے خلاف جو افعال صادر ہوئے ہیں ان کے واسطے صحیح محل میں ایک یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس حکایت کی نسبت ہی ان کی طرف غلط ہے یہاں تک کہ اس نسبت کی صحت یقینی طور پر معلوم ہوجائے۔ دوسرا یہ ہے کہ ثبوت صحت کے بعد اس فعل کی ایسی تاویل کی جائے جو ظاہر شرع کے مطابق ہوجائے اگر علم ظاہری کے مطابق کوئی تاویل نہ ملے تو کہا جائے ممکن ہے۔ اس کی کوئی باطنی تاویل ہوگی۔ جن کو علمائے باطن جانتے ہیں جو عارفین ہیں اور اس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ یاد کیا جائے۔ تیسرا محل یہ ہے کہ وہ فعل ان سے سکر اور بیہوشی میں صادر ہوا ہے اور جو شخص جائز طریق سے بیہوش ہوا ہو وہ اس حالت بیہوشی میں غیر مکلف ہے۔ باوجود ان تمام تاویلات کے، انکے ساتھ سوء ظن رکھنا بے توفیقی ہے حق تعالیٰ خسران سے اور بری قضا سے اور بلا سے محفور رکھے۔...... آمین

(اردو ترجمہ روض الریاحین صفحہ نمبر ۵۴۲ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۷ھ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ) فرماتے ہیں

اسے بخوبی ذہن نشین رکھو اور اولیاء اللہ میں سے کسی ایک کے متعلق بھی ان کی ان

بعض عبارتوں کے، جو بظاہر شریعت کے مخالف ہیں، بارہ میں سوءِ ظن مت رکھو۔ اس لئے کہ ان حضرات نے ایسی عبارتوں میں اسرار و رموز کو پوشیدہ رکھا ہوتا ہے۔ اور ان سے ان کا مطلب وہ باریک معانی ہوتے ہیں۔ جن تک ہم جیسوں کے ذہن نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ عزوجل ان سے راضی رہے اور انہیں ہم سے راضی رکھے اور ہمیں ان کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں نفع دے۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) جلد دوم صفحہ نمبر ۳۴۸ مطبوعہ لاہور)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں

اور کبھی ان (صوفیاء کرام) پر ردوقدح کا سبب یہ ہوگا کہ منکر و معترض اس قوم کے مصطلحات سے جاہل و بے خبر ہوگا اور وہ ان کے احوال و نظام کے مطابق ذوق نہیں رکھتا ہوگا جیسے سیدی عمر بن الفارض کے قصیدہ تائیہ وغیرہ میں معترض کو اسی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ الغرض عقلمند وہی ہے جو اعتراض و انکار کے قریب نہ پھٹکے اور جو کچھ اس کی سمجھ میں نہ آئے اس کو ان امور میں سے خیال کرے جو اس کے عقل و فہم کی رسائی سے ماوراء ہیں۔ نہ کہ ان کو خلافِ عقل قرار دے دے۔

(شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق صفحہ نمبر ۵۸۴، طبع لاہور از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

علمائے دیوبند کی سات اہم شہادتیں

پہلی شہادت از مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ مشائخ کے کلام میں جو کہیں دلیل صحیح کے ساتھ تعارض ہوتا ہے اس کی توجیہ میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ آج کل ایک رسالہ شروع کر رکھا ہے وہ رسالہ مشائخ چشتیہ کی نصرت (مدد) میں لکھ رہا ہوں۔ یہ حضرات بہت بدنام ہیں کہ ان کے افعال سنت کے خلاف ہیں۔ نام بھی اس رسالہ کا میں نے تجویز کرلیا ہے۔

"السنۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ"

یہ محض شاعری نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے اس لئے کہ چشتیہ کے یہاں سنت کا بہت زیادہ اہتمام ہے۔ اور اصل مذہب ان حضرات کا سنت ہی ہے۔ مگر بعض جگہ غلبہ کی وجہ سے معذور ہیں۔ آخر جب کوئی مضطر ہو تو کیا کرے۔ باقی اصل مذہب ان حضرات کا کتاب وسنت ہی ہے مگر عذر میں کیا الزام ہے معترضین انکو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں۔

(افاضات یومیہ جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۲۱ مطبوعہ ملتان)

اور مشائخ سے جو اقوال وارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوتے ہیں ان کا تعلق انہی کے مرتبہ کے ساتھ ہے۔ (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظاہر ان کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ یہ قول "لیس فی الدارین غیر اللہ" اور "انا الحق" اور "سبحانی" (انکے متعلق تحقیق یہ ہے) کہ ان کا انکار اور رد جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہلسنت وجماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں اس لئے کہ وہ معصوم نہیں ہیں ممکن ہے کہ انکو لغزش ہو گئی ہو۔

(معارف اشرفیہ صفحہ نمبر ۴۹، جلد ۲۵ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، از اشرف علی تھانوی)

اگر کسی بزرگ کا کوئی قول وفعل خلاف سنت منقول ہو یا تو سکر اور غلبہ حال میں وہ امر صادر ہوا یا وہ حکایات غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی ودقیق تھی خطا اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کو بُعد نہیں ہوا۔ (تعلیم الدین، صفحہ نمبر ۱۴۳ مطبوعہ ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

سو جس طرح مجنون ومعتوہ شرعاً معذور ہے۔ اسی طرح صاحب سکر ومغلوب الحال بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے۔

(التکشف عن مہمات التصوف، صفحہ نمبر ۴۰ مطبوعہ کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

اگر مستی کے غلبہ میں طاعت وصلاح میں ان سے کوئی کوتاہی ہو جاوے تو ان سے دار گیر وملامت مناسب نہیں۔ (التکشف صفحہ نمبر ۱۱۷، مطبوعہ کراچی)

دوسری شہادت از مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ)

بزرگوں کی حکایات اکثر جہلا نے غلط بنا دی ہیں اور اگر کوئی واقعہ ایسا ہو کہ مفہوم نہ ہووے تو شطحیات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ رد کرے سکوت کرے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۱ مطبوعہ کراچی)

تیسری شہادت از مولوی محمد حسین نیلوی صدر مدرس مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا

بعض غیر معتبر لوگ شطحیات کی نسبت ان کی طرف صحیح مانتے ہیں پر وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ سکر کی حالت میں ان سے صادر ہوئی ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ خلاف شرع ان سے ثابت نہیں۔ (دمدمۃ الجود صفحہ نمبر ۸۰ مصدقہ مولوی محمد حسین نیلوی)

چوتھی شہادت از مولوی عبید اللہ سندھی (المتوفی ۱۹۴۴ء)

ایسے ہی مجھ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے حق میں انہوں نے سوال کیا۔ جس کا میں نے جواب دیا کہ ہمارے امام (امام ولی اللہ) ان کے علوم کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کے فضل و امامت کے معترف ہیں اور ان کے شطحیات سے اعراض فرمایا ہے جو ان سے صادر ہوئے ہیں تو میں بھی اسی طریق سے ان کا معتقد ہوں۔

(الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن، صفحہ نمبر ۱۴۵ مطبوعہ ملتان، از مولوی عبید اللہ سندھی)

علمائے اہلسنت کے نزدیک ابن تیمیہ کو اس کے گمراہ کن عقائد کی بنا پر شیخ الاسلام کہنا درست نہیں تفصیل کیلئے دیکھیے "سیرت رسول عربی" صفحہ نمبر ۶۰۸ مطبوعہ لاہور، از پروفیسر نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ۔ ملک شام کے مشہور حنفی عالم علامہ محمد زاہد کوثری (م ۱۳۷۱ھ) ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ومع ہذا کلہ ان کان ہو لا یزال بعد شیخ الاسلام، فعلی الاسلام السلام" (الاشفاق علی احکام الطلاق صفحہ نمبر ۸۹ مطبوعہ کراچی) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ "شرح شفاء" میں ارشاد فرماتے ہیں ابن تیمیہ حنبلی نے بارگاہ نبوت میں انتہائی تفریط سے کام لیا اور شان نبوۃ کی توہین و تحقیر کا ارتکاب کیا حتی کہ سفر زیارت کو حرام قرار دے دیا۔ (شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۰۰ مطبوعہ لاہور، از علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

پانچویں شہادت از مولوی ظفر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۹۴ھ)

بعض عارفین سے جو بعض شطحیات و دعاوی منقول ہیں وہ یا تو کسی خاص حالت

میں ان سے صادر ہوئی ہیں یا کبھی نعمت الٰہی کے اظہار کیلئے انہوں نے ایسا کیا ہے جس کا امر آیت واما بنعمة ربك فحدث میں آیا ہے۔

(الدر المعضو د ترجمہ البحر المورود صفحہ نمبر ۸ طبع تھانہ بھون، از ظفر احمد عثمانی)

چھٹی شہادت از مولوی محمد نذیر عرشی دھنولوی

جو بزرگانِ دین اس (مسئلہ وحدۃ الوجود) کے معتقد ہیں ان کے حق میں کلمات نازیبا کہنے سے پرہیز لازم ہے۔ اور عوام الناس کو واجب ہے کہ اس مسئلہ میں اثباتاً ونفیاً کوئی بات منہ سے نہ نکالیں اور اس بارہ میں بحث نہ کریں کہ فساد عقیدہ کا اندیشہ ہے۔

(مفتاح العلوم شرح مثنوی، صفحہ نمبر ۴۸، دفتر اول حصہ اول، مطبوعہ لاہور، از مولوی محمد نذیر عرشی دیوبندی)

ساتویں شہادت از مفتی محمد شفیع کراچی (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقامات میں اگر آپ کو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلافِ شرع ہو تو اس کے متعلق ان کی طرف سے تو اتنا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے نقل میں غلطی ہو گئی ہو۔ اس لئے بدگمانی سے اپنے آپ کو بچایئے مگر اس کا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرے۔ اتباع اسی چیز کا چاہیئے جو جمہور امت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔

(تقریظ مفتی محمد شفیع اردو ترجمہ روض الریاحین از امام ابی محمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۸ھ) صفحہ نمبر ۶ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۷ھ)

مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائلین مشہور اولیاء کرام کے اسماء گرامی

۱۔......حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۔......حضرت شیخ صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۔......حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ۔
۴۔......حضرت شیخ عبدالرزاق جھجانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔......حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔......حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۔......حضرت شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔......حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔......حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔......حضرت شیخ سید جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔......حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲۔......حضرت ملا نور الدین جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳۔......حضرت ملا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴۔......حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵۔......حضرت شیخ عبد الرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶۔......حضرت شیخ شمس الدین فغازی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷۔......حضرت شیخ قیصری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸۔......حضرت شیخ سعید الدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹۔......حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۰۔......حضرت شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱۔......حضرت شیخ حسام الدین علی متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۲۔......حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۳۔......حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۴۔......حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بزرگ (خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ) اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بھی اسی طرح (مسئلہ وحدۃ الوجود پر اشارہ پایا جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۳۰، مطبوعہ کراچی، از حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی)

مصنف ''فوائد فریدیہ'' حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے دیو بند کی نظر میں

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)

پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے فرمانروایان ریاست بہاولپور کے پیرو مرشد تھے۔ ان کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ''مقابیس المجالس'' کے نام سے ہے۔ (ماہنامہ ''الرشید'' لاہور دارالعلوم دیو بند نمبر صفحہ نمبر ۷۶۱)

کوثر نیازی

''حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے روحانی حکمران تھے۔ آپ کے علمی مقام، فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت پر غور فرمایئے، مجھے تو خواجہ صاحب سرائیکی زبان کے رومی نظر آتے ہیں۔ ان کا کلام زندگی اور حلاوت کا پیغام ہے اور عمل کی دعوت ہے۔''

(شرح دیوانِ فرید، صفحہ نمبر ۱۴۱ مطبوعہ ملتان، از مولانا نور احمد خاں)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

گلخن عشق چشتیاں بہ طپید ...... شعلہ از خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ
ہر کہ از عشق جرعہ زچشید ...... اوچہ داند کہ چیست خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ
مرغِ فکرم ز آشیاں بہ پرید ...... نالہائے فرید رحمۃ اللہ علیہ بشنید
رہبر عاشقانِ پاک سرشت ...... شاہد عاشقانِ بزم وحید
دیگران نجیہ کار و خواجۂ ما ...... جامۂ عشق پارہ پارہ ورید
سرمۂ چشم شد بخاری را ...... خاکپائے غلام خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ
حسرتے از دلِ ندیم نہ رفت ...... کہ نصیبش نہ شد نگاہِ فرید رحمۃ اللہ علیہ

(۱)......(سواطع الالہام، صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲، مطبوعہ ملتان، از سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

(۲)......(شرح دیوان فرید صفحہ نمبر ۱۴۶ مطبوعہ ملتان، از مولانا نور احمد خاں)

مکتبہ معاویہ، دار معاویہ، ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ، ملتان شہر (جس کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے) نے اپنے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۷ (جنوری ۱۹۸۴ء) کے سرورق پر خواجہ صاحب کا نام نامی اس طرح تحریر فرمایا ہے:

"حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ"

سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ مدفون چاچڑاں شریف (بہاولپور سٹیٹ)۔(حاشیہ سواطع الالہام صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ ۱۳۷۴ھ)

مولوی لال حسین اختر (سابق ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) لکھتا ہے:

ا۔......حضرت خواجہ غلام فرید صاحب عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ

(سلسلہ اشاعت نمبر ا، مجلس تحفظ ختم نبوۃ بہاولپور ۱۹/ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ/ یکم مارچ ۱۹۶۷ء)

۲۔......حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہٗ

(سلسلہ اشاعت نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸، مجلس تحفظ ختم نبوۃ بہاولپور ۱۹/ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ/ یکم مارچ ۱۹۶۷ء)

دامن کو ذرا دیکھ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت حق کو آپ کی شکل وہیئت میں دیکھا ہے۔

(امداد المشتاق، صفحہ نمبر ۱۴۶ مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ شیخ عین رسول ہے بلکہ عین حق ہے نہیں بلکہ صورت حق ہے۔

فیوض الرحمٰن، ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ پشاور ۱۹۴۷ء مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

جنہوں نے حضرت شیخ (حاجی امداد اللہ) کو دیکھا گویا انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔(قصص الاکابر، صفحہ نمبر ۹۰ مطبوعہ لاہور، از مولوی اشرف علی تھانوی)

منیٰ میں ایک فقیر حجاج کا منہ تکتا پھرتا کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو؟ جواب دیا خدا کو دیکھتا ہوں۔ (امداد المشتاق، صفحہ نمبر ۱۲۳ مطبوعہ لاہور، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

قسم بقبلہ روئے تو یارسول اللہ
رواست سجدہ بسوئے تو یارسول اللہ

ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے روئے مبارک کے قبلہ کی قسم ہے کہ سجدہ کرنا آپکی طرف جائز ہے۔ (السنۃ الجلیہ فی الجشتیۃ العلیہ صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ کراچی از مولوی اشرف علی تھانوی)

خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ لوائی اعظم من لواء محمد و (یعنی میرا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈا سے بلند ہوگا)۔

(السنۃ الجلیہ فی الجشتیۃ العلیہ، صفحہ نمبر ۳۶ طبع کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

اَلْاَوْلِیَآءُ عَرَائِسُ اللّٰہِ وَلَا یَرَی الْعَرَائِسَ اِلَّا الْمَحَارِمُ۔

یعنی اولیاء کرام اللہ کی دولہنیں ہوتی ہیں اور دولہنوں کو صرف محرم لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ (مفتاح العلوم شرح مثنوی، صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ لاہور، از مولوی محمد نذیر عرشی دیوبندی)

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ دیوبند، از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

دورانِ درس حضرت امام صاحب (مولوی عبدالجبار غزنوی غیر مقلد) نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابِ صفہ میں سے کسی صحابی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ تو وہ گھڑیالہ میں شاہ محمد شریف صاحب (امیر جماعت اہلحدیث) کو جا دیکھے۔

(رسالہ ڈاڑھی و مونچھ صفحہ نمبر ۱۰۴، مطبوعہ ملتان مصنفہ سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث (پنجاب)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں......

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مقدس سے خود بصورت حضرت میانجیو صاحب قدس سرہٗ نکلے اور عمامہ لپٹا ہوا تر اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے تھے، میرے سر پر رکھ دیا

اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی)

مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیئے کہ شیخ (پیرومرشد) کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اسکی روحانیت سے دور نہیں۔

(امداد السلوک صفحہ نمبر ۶۸، طبع لاہور از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سبحانی ما اعظم شانی

(کلیات امدادیہ، صفحہ نمبر ۲۲۱، طبع کراچی، از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے اپنے رب کو فردوس کے باغیچہ میں دیکھا تو جوان کی صورت میں"۔

(البدر الساری الیٰ فیض الباری، صفحہ نمبر ۴۰۷، مطبوعہ انڈیا، از مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رایت ربی علی صورۃ امرد جعد قطط"۔

"دیکھا میں نے اپنے رب کو امرد بہت گھونگر بالوں والے کی شکل پر"۔

(السنۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۳۶، طبع ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔

(السنۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۱۷۱، طبع ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیرومرشد کی قبر کے متعلق فرماتے ہیں:

جس کو ہووے شوق دیدارِ خدا
ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

....

دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقین

اس کو ہو دیدار رب العالمین

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸، طبع کراچی)

جب ان حضرات (اولیاء کرام) کی تحقیق یہ ہے کہ جب کبھی رویت حق ہوگی، شیخ ہی کی صورت میں ہوگی تو ظاہر ہے کہ جب غیر صورت میں ہوگی تو وہ رویت حق نہ ہوگی۔ پھر اس سے اعراض محل اعتراض واشکال کیا ہوسکتا ہے۔

(بوادر النوادر صفحہ نمبر ۵۹۷ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے:

"تو پھر خدارا بتاؤ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ برتر کا جلوہ اپنی اسی سرزمین پر دیکھا ہے"؟

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۱۱۳ ناشر مکتبہ مدنیہ (گوجرانوالہ، پاکستان)

مصنف رضاخانی مذہب اور مصنف گمراہ کن عقائد کیلئے لمحہ فکریہ

"یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم"۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ:- "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (البیان)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔

قال علماء نا فالظن ھنا وفی الآیۃ ھو التھمۃ۔

(الجامع لاحکام القرآن، صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۱۷ مطبوعہ بیروت، از محمد بن احمد الانصاری القرطبی (م ۶۷۱ھ)

علماء فرماتے ہیں:

مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے۔ اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان صفحہ نمبر ۸۲۳ مطبوعہ لاہور)

حضور ﷺ نے فرمایا:

کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، مسلمانوں کا مال اور مسلمانوں کے حق میں بدگمانی کرنا تینوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

(کیمیائے سعادت، صفحہ نمبر ۳۸۸ مطبوعہ لاہور، از امام محمد غزالی)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: حیا اختیار کرنا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ اور فحش گوئی اور بیہودہ باتیں منافقت کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی شریف) ۱

۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث ۶۰۶۴، ۶۰۶۵، مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۹، ابوداؤد رقم الحدیث ۴۹۱۷، ترمذی رقم الحدیث ۱۹۸۸، مسند احمد رقم الحدیث ۴۸۴۵ (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص میرے واسطے ضامن ہو جائے اپنی زبان اور شرمگاہ کا تو اس کے واسطے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔...... انتہیٰ۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

(مشکوٰۃ مع شرح مرأت المناجیح صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد ۳)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا:

نیک خو اور خوش خلق صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے۔

(مخزن اخلاق صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ لاہور)

زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت خطرناک ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادت سے ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔ (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

بد خلقی نجاست باطنی کی دلیل ہے۔ (حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

اولیاء کرام سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض و حسد فرعون و شیطان کی عادت ہے۔ (حضرت احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک بار حضرت (حاجی امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے دوسرے شخص کے کسی عمل کی کوئی شکایت کر کے اس پر طعن شرک کا کیا۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا۔ میاں کسی پر کیا طعن کرتے ہو جس روز حقیقت منکشف ہوگی دوسروں کا شرک و کفر سب بھول جاؤ گے۔ اپنے کو کافر و مشرک سے بدتر دیکھو گے۔

(کمالات امدادیہ صفحہ نمبر ۵۱، مطبوعہ لاہور)

مومن کے دل میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی دوستی کا ہونا ہزار ہا سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ پس لوگوں کو چاہیئے کہ ان کا ذکرِ خیر کرتے رہیں۔

(خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے۔ اس کی دعا چند روز تک قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر بغیر توبہ کے مر جائے تو گنہگار ٹھہرتا ہے۔ (خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ)

جو شخص فحش کلامی کرے گا۔ قیامت کے دن کتے کی شکل میں ہوگا۔

(حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ)

عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان کند

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقراء کے ساتھ سوءِ ظن رکھنا بے توفیقی ہے۔ حق تعالیٰ بری قضا سے اور بلا سے محفوظ رکھے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۵۴۲)

صوفیاء کرام کے منکر سب سے زیادہ شریر اور رذیل ہیں۔ کیونکہ ان کی صحبت

رذیلوں اور شریروں سے ہوتی ہے۔

حسن خلق کا پہلا اور بنیادی تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے اخلاق درست رکھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ رکھے۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرے۔ مخلوقات کے ساتھ اپنے اخلاق درست رکھے۔ بزرگوں کا ادب اور احترام کرے۔ چھوٹوں سے محبت وشفقت کا برتاؤ کرے۔ (حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

شریعت کیلئے ادب ضروری ہے۔ اس لئے جہاں ادب نہیں وہاں نہ تو شریعت ہے نہ ایمان اور نہ توحید۔ (حضرت عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

پوری احتیاط سے زبان کی حفاظت کر۔ کیونکہ یہ معمولی سا عضو بعض دفعہ بہت جلد انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

بلاشبہ زبان انسان کے دل پر دلیل ہے۔ جو گفتگو کرنے والوں کی عقل کا اندازہ بتاتی ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ)

زبان سے ایسی بات نہ نکالو جسے سن کر لوگ تمہارے دانت توڑ دیں۔

(حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ)

زبان کو خاموشی کی لگام دے کر لغویات سے بند رکھ۔ اس طرح تو بہت سی آفات و بلیات سے بچ جائے گا۔ (حضرت ابن ابی ملیح رحمۃ اللہ علیہ)

کتنے بدقسمت اور احمق ہیں وہ لوگ جنہوں نے زبان کی لگام ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ اور لغویات میں مشغول رہتے ہیں۔ (حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس بن جاتی ہے۔ (حضرت امام ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ)

اولیاء کرام سے خوش اعتقادی سعادت اور بداعتقادی شقاوت ہے۔

(حضرت ابویحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ)

در نیا بد حال پختہ ہیچ کام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

ناقص انسان پختہ شخص کے حال سے واقف نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا بات ختم کرنی چاہیئے والسلام۔ (مکتوبات شریف حصہ اوّل صفحہ نمبر ۷ مطبوعہ کراچی)

مسلمانوں کیلئے یہی مناسب ہے کہ غیر مفید باتوں کو ترک کردیں۔

(مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۳۷ مطبوعہ کراچی)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی جب غسل دینے والی عورت نے غسل دیا تو اس نیک بخت عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ فرج کس قدر زنا کار تھی (یعنی اس نیک بخت عورت پر الزام لگایا) فوراً اس کا ہاتھ فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اس کے جدا کرنے کی سب نے کوشش کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کا علاج و تدبیر دریافت کی۔ سب کے سب اس سے عاجز ہوئے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی عورت کو حدّ قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کیلئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جب اس کے ۸۰ ر کوڑے لگائے گئے تو ہاتھ فرج سے علیحدہ ہوگیا۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۵، مطبوعہ کراچی، از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(ف) معلوم ہوا کسی پر تہمت لگانا، بدگمانی کرنا اور الزام تراشنا کس قدر گناہِ عظیم ہے۔

سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "قوم صوفیہ کے اقوال کو تسلیم کرنا سلامتی کا ضامن ہے اور انکے حق میں اعتقاد عظیم غنیمت ہے اور ان پر انکار و اعتراض دین و ایمان کو تباہ کرنے والا زہر قاتل ہے۔ بعض اوقات ان پر زبان طعن دراز کرنے والے نصرانی بن گئے۔ اور اسی حالت پر آنجہانی ہوگئے"[1] (نسال اللہ العافیۃ)

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۵۸۵، مطبوعہ لاہور از علامہ نبہانی)

[1] پس عاقل وہ ہے جو انکار نہیں کرتا بلکہ جو سمجھ میں آئے اسے ان باتوں

میں سے قرار دے جو اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں کیونکہ کامل اس وقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے جبکہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔......(ملخصاً)

(الیواقیت والجواہر صفحہ نمبر ۴۴ طبع لاہور)، (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

قول فیصل

علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''رسالہ دربیان وحدۃ الوجود'' میں فرماتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: سبحانی ما اعظم شانی

(اور) منصور حلاج (نے فرمایا) انا الحق۔ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۲۱، طبع کراچی)

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است دراں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ۔ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۱۸ ناشر دارالاشاعت کراچی)

مولوی محمد سعید دیوبندی اور دیگر علمائے دیوبند مذکورہ بالا عبارات کا جو جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ان عبارات اور اشعار کا ہوگا، جن کا تعلق مسئلہ وحدۃ الوجود سے ہے۔ اور مولوی محمد سعید دیوبندی نے اپنی تالیف ''رضا خانی مذہب'' حصہ اوّل و حصہ دوم میں جن کو درج کیا ہے۔ نیز دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء بھی حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو مشائخ چشتیہ نظامیہ میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر میں درج ذیل الفاظ مذکور ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ غلام فرید پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے...... الخ۔ (ماہنامہ الرشید لاہور، دارالعلوم نمبر صفحہ نمبر ۷۶۰)

اس لئے مصنف رضا خانی مذہب نے ان کی تالیفات سے جو مختلف عبارات نقل کی ہیں ان کا جو جواب علماء دیوبند دیں گے وہی جواب ہمارا ہوگا۔ (ماھو جوابکم فھو جوابنا)

علاوہ ازیں خوابوں پر شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

(بخاری (مترجم) اردو صفحہ نمبر ۶۳۱ جلد ۳ طبع لاہور)

اور صوفیاء کرام کے کلام شطحیات پر تنقید کرنا سراسر جہالت ہے۔

باب سوم

''تذکرہ غوثیہ'' کے متعلق

امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کا فتویٰ

قارئین کرام!

آج کل مخالفین اہلسنت بالخصوص علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین (وہابی) ''تذکرہ غوثیہ'' نامی کتاب کے بعض حوالے لکھ کر (جیسا کہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' اور ''مصنف گمراہ کن عقائد'' نے اپنی اپنی تصانیف میں مختلف صفحات پر تذکرہ غوثیہ کی عبارات نقل کی ہیں) اہلسنت وجماعت کے خلاف غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔حالانکہ ''تذکرہ غوثیہ'' نہ علمائے اہلسنت کی تصانیف میں سے ہے اور نہ ہی علمائے اہلسنت کے نزدیک مستند و معتبر ہے۔اس کتاب میں شاہ غوث علی پانی پتی کے ملفوظات جمع ہیں اور شاہ غوث علی اپنی تصریح کے مطابق مولوی اسماعیل دہلوی (دیوبندیوں اور وہابیوں کے مشترکہ امام) اور شاہ محمد اسحاق دہلوی کے بھی شاگرد ہیں۔

(دیکھیے تذکرہ غوثیہ صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ لاہور)

لہٰذا!

اگر ان کی بات حجت ہو سکتی ہے تو مولوی اسماعیل دہلوی کے محبین کیلئے نہ کہ اہلسنت کیلئے۔

(۵) تیسرے شعر میں خدا کے بھول جانے کی فرمائش اور یہ کہ یہ بھی بڑا دھوکا ہے۔ (۶) چوتھے شعر میں اپنے آپ کو اللہ کہنا (۷) رسول کہنا (۸) قرآن کہنا (۹) پانچویں شعر میں شریعت کا انکار (۱۰) انا الحق کہنے پر اصرار (۱۱) چھٹے شعر میں بھی یہی (۱۲) بندہ بننے کی مخالفت (۱۳) ساتویں میں وجہ (۱۴) بروجہ انکار نماز روزے حج کی مخالفت (۱۵) آٹھویں شعر میں خدا کی نفی (۱۶) شریعت کو فرضی وساختہ بتانا کہ سیاق وسباق سے یہی مراد متعین ہے۔ (۱۷) وہی انا الحق (۱۸) دسویں شعر میں خدا بننا (۱۹) گیارہویں میں بھی یہی (۲۰) تیرہویں میں مومن کو اچھا نہ کہنا کافر کو برا نہ کہنا۔ یہ بیس کفر تو زید کے کلمات مذکورہ میں کھلے کھلے ہیں۔ (۲۱) سولہویں شعر میں عذاب وثواب کا انکار (۲۲) سترہویں شعر میں جنت کو برا برے کو بھلا کہنا (۲۳) ان صریح عقائد کفر ملعون کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا (۲۴) کفر کو وصول الی اللہ بتانا (۲۵) نماز کے لئے اس کا کہنا کہ خدا کو دھوکا دے لوں، اس کے کلمات سابقہ کے لحاظ سے لائق تاویل نہ رہا، معنی استہزا میں متعین ہوگیا اور وہ کفر ہے۔ (۲۶) شریعت سے نفرت دلانا (۲۷) شریعت کو راہ خدا نہ ماننا۔ بالجملہ زید ان کافروں میں ہے جن کو فرمایا گیا ہے،

من شک فی عذابه وکفره فقد کفر، جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ سلطنت اسلام ہوتی تو اس کی تعزیر یہ تھی کہ بادشاہ اسلام اسے قتل کرتا۔ اس کا اختیار غیر سلطان کو یہاں نہیں، مسلمانوں کو اس سے میل جول حرام اس سے سلام کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کا وعظ سننا حرام۔ وہ بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، جنازہ اٹھانا حرام جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، اس پر نماز حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے مسلمانوں کی طرح دفن کرنا حرام، اس کے لئے دعائے بخشش حرام، اسے کچھ ثواب پہونچانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام، جو ان باتوں میں سے کوئی بات اسے مسلمان جان کر کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے بخشش کرے گا یا اسے ثواب پہنچائے گا اگرچہ اسے کافر جان کر وہ خود کافر ہوجائے گا۔ جو لوگ مرید اس کے ہوچکے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہوں دور بھاگیں کہ وہ بیعت اس کے ہاتھ پر نہیں ابلیس کے ہاتھ پر ہوئی، پھر ان مریدوں میں جو اس کے ان کفروں سے آگاہ تھے اور اس کے بعد مرید ہوئے یا بعد مریدی کے آگاہ ہوئے اور اس کی بیعت سے الگ نہ ہوئے وہ سب بھی اسلام سے خارج ہیں۔ ان پر بھی فرض کہ نئے سرے سے مسلمان ہوں توبہ کریں توبہ واسلام کے بعد ان کی عورتیں اگر ان سے دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہوں تو ان پر جبر نہیں۔ عورتیں جس سے چاہیں اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی ورنہ بعد عدت اپنا نکاح کرلیں اور اگر انھیں سے دوبارہ نکاح کریں تو مہر جدید لازم آئے گا اور پہلا مہر بھی اگر باقی ہے دینا ہوگا۔ کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے، مثلاً غوث علی شاہ، جگن ناتھ کی جوگی پر اشنان کرنے چلے کسی نے پہچانا تو بولے کہ اس شخص کے دو باپ تھے۔ ایک مسلمان اس کی طرف سے حج کر آیا ہے، دوسرا باپ ایک پنڈت تھا، اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے، ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کردے، واللہ الہادی الی صراط مستقیم، واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئولہ عبدالرحمٰن طالب علم مدرسہ چھیپوں احمد آباد گجرات، ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص کی موجودگی میں ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا اور پیر نے اس قصیدہ کو سن کر پڑھنے والے کو کہا کہ تو میرا حبیب ہے اور اس کے بعد یہ قصیدے منبر پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کے جواز کا حکم پیر نے دیا،

فتاوی رضویہ صفحہ نمبر ۱۹۵ جلد ششم طبع انڈیا کا عکس

تذکرہ غوثیہ کے متعلق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال:- کتاب "تذکرہ غوثیہ" مسلمانوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب:- کتاب "تذکرہ غوثیہ" جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے۔ ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے.......................... ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام، جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔

والله الهادی الی صراط مستقیم، والله سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۲۷۹ جلد ۱۵، طبع لاہور)

"تذکرہ غوثیہ" کی ایک حکایت کے متعلق امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ

سوال:- ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو آپ نے جواب عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز آتی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا۔ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ اگر غلط ہے تو اسکا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

الجواب:- یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافترا ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد ۱۴ طبع لاہور)

دوسری جگہ اس روایت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

یہ روایت محض کذب وباطل ومردود وموضوع وافترا واختراع ہے "قال اللہ

اِضعھا" (اللہ تعالیٰ ایسی روایت گھڑنے والے کو برباد کرے) اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا سب حرام ہے۔ واللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی رضویہ جدید صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد ۱۵ طبع لاہور)
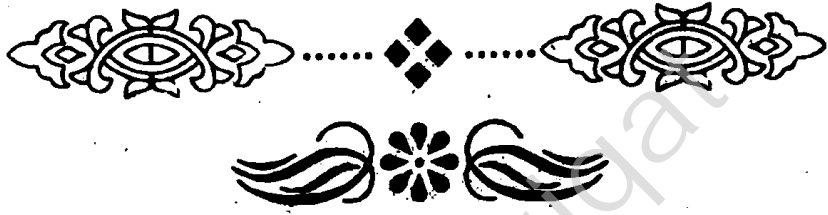
باب چہارم

علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کی تصانیف وتالیفات کی بعض عبارتوں پر اعتراضات کا جواب

"رسالہ تقریر منیر" کی عبارت

"کسی حکمت کی بنا پر (خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور ﷺ پر ذہول و نسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کہ وہ ذہول و نسیان، عدم توجہ وغیرہ سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول اللہ ﷺ کے علم میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ علم الٰہی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں۔ اور حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے"۔ (مقالاتِ کاظمی صفحہ نمبر ۱۳۰، ۱۳۱ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

مذکورہ بالا عبارت احادیث نبویہ اور علمائے سلف الصالحین کے عقائد ونظریات کے عین مطابق بالکل صحیح ودرست ہے۔ مگر مصنف "رضا خانی مذہب" کا اس کو گمراہی سے تعبیر کرنا سراسر نادانی وکم فہمی کا نتیجہ ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم نے فرمایا:

"انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرنی"۔

(صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۲ جلد اوّل)

ترجمہ:- "میں انسان ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ میں جب بھولوں مجھے یاد دلایا کرو"۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''انی لانسی او انسی لاسن'' (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۴ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:۔ ''مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرادیا جاتا ہے تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پائیں''۔

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان وسہو کی حالت طاری ہونا افادۂ علم اور بیان شرع کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ وہ تمہارے لئے سنت بن جائے۔ بلکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں تاکہ اسے سنت بناؤں۔ (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۴ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا۔ بلکہ فوراً آپ کو محسوس ہوجاتا ہے۔ تاکہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہوجائے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس قسم کا نسیان اور سہو کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں واقع ہونا آپ کے معجزے کے مخالف اور تصدیق کے منافی نہیں ہے۔ اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بشر ہی ہوں اسی طرح بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو۔ لہٰذا جب بھول واقع ہو تو یاد دلایا کرو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم فرمائے کہ اس نے فلاں فلاں آیت مجھے یاد دلائی۔ جس کو میں نے (سہواً) چھوڑ دیا تھا۔ (الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۴ جلد ۲)

امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں گاہے گاہے سہو ونسیان بھی ایک احسان ہے۔ جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ بشر ہوں تمہاری طرح بھول جاتا ہوں، بھول جاؤں تو آگاہ کردیا کرو۔

(سفر سعادت (اردو) صفحہ نمبر ۴۲ مطبوعہ لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں

ان السھو جائز علی الانبیاء فیما طریقہ التشریع۔

(فتح الباری صفحہ نمبر ۸۷ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں

جان لو ذوالیدین کی اس حدیث سے بہت سے فوائد اور اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے ایک انبیاء علیہم السلام کے افعال اور عبادات میں نسیان کا جواز ثابت ہوتا ہے.

(شرح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۴، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی)

حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان اقوال میں سہو و نسیان کا طاری ہونا جائز نہیں جو شرعی احکام کے اخبار و ابلاغ سے تعلق رکھتے ہوں اور آپ کے افعال میں سہو ہو جانے میں اختلاف ہے۔ اہل حق کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ان میں سہو لاحق ہو جانا جائز ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ لہٰذا ناچار اس کا قائل ہونا پڑتا ہے اور اس کے جواز میں کوئی خلل و عیب بھی نہیں۔ بلکہ آپ کا سہو حکمت کو متضمن ہوتا ہے۔ حقیقت میں آپ کا سہو امت پر اکمالِ نعمت اور ان کیلئے دین کی تکمیل کا موجب ہے تا کہ امت آپ کی اقتداء و اتباع کے شرف سے مشرف ہو۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ''انما انسی لاسن'' یعنی میں اس لئے بھولتا ہوں تا کہ وہ فعل میری سنت قرار پائے اور اگر چہ آپ کی سنت آپ کے قول سے بھی موجود ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ یوں فرمادیں جو شخص نماز میں بھول جائے اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سہو کا واقع ہونا اور فعل سجدہ کا مشروع ہونا آپ کے شرفِ اقتداء کے حصول کو مستلزم و متضمن ہے۔ (خوب سمجھ لو) پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں بھی نسیان و سہو لاحق ہوا ہے وہ کسی مقام خاص میں اشتغال و استغراق کی بنا پر ہوا ہے کہ عقولِ انسانی کے ہاتھ اس مقام کے دامن ادراک کو چھونے سے قاصر و کوتاہ ہیں۔

(۱)......(اشعۃ اللمعات (اردو) صفحہ نمبر ۳۴۷ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

(۲)......(شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ لاہور)

علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین کا مسلک

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرادیا جاتا ہے۔ (تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پاویں)

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۸۹، مطبوعہ کراچی، از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں

اور شیخ (یعنی مولوی انور شاہ کشمیری) نے کہا اسے لزوم نہیں بسا اوقات ذہول اور نسیان کی حالت میں ایسا ہوتا ہے مگر بار بار ایسا نسیان نہیں ہوتا اور اس طرح تسلیم کرنے میں کچھ حرج نہیں اس کے بعد ہم نے ایسے نسیان کا نبی کریم ﷺ کیلئے جائز ہونا تسلیم کرلیا ہے میں کہتا ہوں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کیلئے اقوالِ تبلیغیہ میں نسیان کے جائز نہ ہونے اور دیگر افعال میں نسیان جائز ہونے پر اجماع ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ اس کیلئے دوام نہیں ہے۔

(معارف السنن صفحہ نمبر ۴۹۵ جلد ۳ مطبوعہ کراچی از مولوی محمد یوسف بنوری)

مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں

بھول انسانی مزاج کا خاصہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی بھول واقع ہوئی ہے۔ تاکہ اس میں بھی وہ امت کیلئے اسوہ بن سکیں۔ جس طرح وہ طریقہ اختیار فرمائیں اسی طرح امت بھی ان کی پیروی کرے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

"انما انا بشرا نسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی"۔

(صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۱۲ جلد اوّل)

ترجمہ:۔ "میں انسان ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ میں جب بھولوں مجھے یاد دلایا کرو"۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کیلئے بھول کے مواقع مہیا فرمائے

تاکہ بھول اور اس کی تلافی میں امت کیلئے نمونے قائم فرمائیں۔

(رسول اکرم کی نماز، صفحہ نمبر ۱۰۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، از مولوی محمد اسماعیل سلفی)

مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی (المتوفی ۱۴۰۲ھ)

"موطا امام مالک" کی حدیث "انی لانسی او انسی لاسن" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

"وفیه اشارة الی ان افعاله ﷺ تبلیغية للامة فامثال هذه الامور یصدر منه ﷺ لضرورة التعلیم و هذا اصل وجیه و عندی یکون لسهوه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم فی الظاهر"۔

(اوجز المسالک جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۱۸ ناشر مکتبہ امدادیہ، ملتان شہر)

ترجمہ:۔ یعنی "اس میں اشارہ ہے کہ نبی ﷺ کے افعال مبارکہ امت کی تبلیغ کیلئے ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے امور نبی ﷺ سے صادر کروائے جاتے ہیں ضرورتِ تعلیم امت کیلئے اور یہ ہی اصل وجہ ہے۔ (نسیان کی)"۔

علامہ ابن قیم علیہ الرحمۃ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

"وفائدة جواز السهو فی مثل ذالك بیان الحکم الشرعی اذا وقع مثله لغیره"۔

ترجمہ:۔ "اور ایسے امور میں نبی سے جوازِ سہو کا فائدہ حکم شرعی کا ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ اس جیسا سہو غیر نبی سے واقع ہو۔"

(نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۰۹ مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ از علامہ محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ)

رسول اکرم ﷺ کے فرمان "انما انا بشر انسی" کی مختصر تشریح

مذکورہ بالا فرمانِ عالی کو علمائے ربانیین نے تواضع، انکساری اور اظہارِ عبدیت پر محمول کیا ہے۔ حضور ﷺ مخلوق ہونے کی حیثیت کے علاوہ اپنی ذات و صفات میں تمام کائنات سے افضل، اکمل، بے مثل اور بے مثال ہیں۔ اور اس دعویٰ پر فرامین رسول

"ایکم مثلی[1]"، "لست کاحد منکم" شاہد عادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم، حقیقت ومعرفت کے تمام ظاہری وباطنی کمالات کا مخزن اور روحانیت کے تمام محاسن واوصاف کا معدن بنایا ہے۔ نبی کے افعال امت کی تعلیم کیلئے ہوتے ہیں۔ انکی ہر ادا معلمانہ شان رکھتی ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

بہت سے عقل کے دشمن بڑائی کی لیتے ہوئے اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات پر قیاس کرتے ہیں۔ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو تیلی، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بری طرح برباد ہوتے ہیں کہ نشان بھی نہیں ملتا۔ نعوذ باللہ، خدا ہمیں کور باطنی سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ یہ ظاہری اندھا ہونے سے بدتر ہے۔ ظاہری آنکھ کا اندھا تو اپنے عجز اور بے کسی کا اعتراف کر لیتا ہے اور کسی کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے پر ہولیتا ہے۔ لیکن یہ باطن کے اندھے اس قدر فریب نفس میں گرفتار ہوتے ہیں کہ کسی صاحب نظر کی انگلی تھامنا ذلت سمجھتے ہیں۔ پھر نہ ان کا نور تکمیل پاتا ہے نہ وہ سیدھے راستہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ ان کے مال کی خرابی یہاں تک بڑھ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں رہتی کہ وہ کسی وادی میں ہلاک ہوئے۔ (میزان عمل (اردو) صفحہ نمبر ۶۸ مطبوعہ پاکستان، از حضرت امام محمد غزالی)

[1] مسلم صفحہ نمبر ۳۵۱ جلد اول، وفی روایۃ لست کھیئتکم بخاری صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد اول، وفی روایۃ انی لست کاحدکم ترمذی صفحہ نمبر ۹۷ جلد اول، ابوداؤد صفحہ نمبر ۳۲۲ جلد اول مسند احمد صفحہ نمبر ۲۸۱ جلد ۲، سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۴ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

واحسن منك لم تر قط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ:- (اے میرے محبوب) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں
گویا آپ کی تخلیق آپ کی مرضی سے کی گئی
آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے نہیں دیکھا
آپ سے زیادہ باکمال کسی ماں نے جنا ہی نہیں

علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد شریف کو اس شان کا پیدا فرمایا ہے کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا۔ (مواہب لدنیہ جلد اوّل)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں

جاننا چاہیئے کہ خلق محمدی دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی مناسبت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(مکتوبات جلد سوم صفحہ نمبر ۱۵۵۲، مکتوب نمبر ۱۰۰)

جو محجوب تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح ان کو تصور کیا تو انہوں نے ان کا انکار کر دیا اور صاحب دولت لوگ کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت اور رحمت عالمیان کے عنوان سے جانا اور دوسرے لوگوں سے ان کو ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور اہل نجات ٹھہرے۔

(مکتوبات دفتر سوم صفحہ نمبر ۱۴۳۱، مکتوب نمبر ۶۴)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں

جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشریت کی نظر سے دیکھا تو لازماً ان کی حقیقی تعظیم بھی اس کے دل سے رخصت ہوگئی۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت اور ابدیت کی نظر سے دیکھا تو اس کا اس دنیا سے جانا یا اس میں رہنا اس کے نزدیک یکساں ہے۔

(ارشادات گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ لاہور)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ)

زیر آیت ان اللہ اصطفیٰ ادم الخ لکھتے ہیں:

واعلم ان تمام الکلام فی ھذاالباب ان النفس قدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتھا سائر النفوس الخ ،بلفظہٖ ، کہ انبیاء علیہم السلام کا نفس قدسیہ تمام انسانوں کی نفوس سے اپنی ماہیئت میں مختلف ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۲۲۴ جلد ۲، طبع بیروت ۱۳۹۸ھ)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وعلمنہ من الدنا علماً۔فنقول جواھر النفس الناطقہ مختلفہ بالماھیۃ ،بلفظہٖ ۔نفوس ناطقہ ماہیئت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۴۸۳ جلد ۷، طبع بیروت)

پس معلوم ہوا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیئت دوسرے نفوس سے جداگانہ ہے۔اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اور احکام فطرت اور حصہ بشریت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں باقی رکھنا ایک خاص جامعیت ہے جو آپ کے جوہر حقیقت کا مخصوص کمال ہے محققین نے کہا ہے، سلطنت ربانی کا ظہور اور احکام الٰہی کا قیام اس کا مقتضی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبودیت کی اس حد پر سمجھا جائے جو کہ تمام اوصاف میں اشرف اور سب خوبیوں میں اجل ہے اور عبودیت کے اوصاف ان پر جاری ہوں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن بھوکا ہوتا ہوں اور ایک دن سیر ہوتا ہوں۔کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور بیٹھتا یوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور قلب کا حزین ہونا، بچے کی

وفات پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا اسی باب سے ہے۔ احکام سہو اور نسیان کا ظہور بھی اسی میں داخل ہے۔ اور اسی کے ضمن میں امت کیلئے ان احکام کے شروع اور ان کی اقتداء والی حکمت بھی مضمر ہے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۰۱، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مصنف رضا خانی مذہب کی دھوکہ دہی

رسالہ تقریر منیر کی اصل عبارت:۔

"حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے"۔

مصنف رضا خانی مذہب کی نقل کردہ عبارت:۔

"حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے"۔

چونکہ اہلسنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتدریج علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اس لئے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ مذہب حقہ اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ علم الٰہی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں اور حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے"۔

مگر!

"مصنف رضا خانی مذہب" نے یہودیانہ فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے اصل عبارت میں جو لفظ زیادتی اور ذہول کے درمیان قومہ (،) تھا اس کو محو کر کے عبارت یوں بنادی:۔

"حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے"۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۳ حصہ دوم)

یعنی زیادتی کا لفظ علم کی بجائے ذہول ونسیان کے ساتھ چسپاں کر دیا جو سراسر بددیانتی اور صاحب "رسالہ تقریر منیر" کے منشاء کے خلاف ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت

ہے اس کا کوئی اچھا نتیجہ بر آمد نہیں ہو سکتا"۔ (الکلام انجی صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف

(اصل عبارت) "حضور سید عالم ﷺ پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا تو زہر کے اثر سے شہادت کا جو کمال حاصل ہوا وہ اسباب ظاہری میں کیسے حاصل ہوتا"۔

(مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۳۱)

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

"حضور سید عالم ﷺ پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا زہر کا ایک لقمہ حضور کیسے تناول فرماتے"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۲ حصہ دوم)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف کر کے حضور علیہ السلام کے علم غیب عطائی کی نفی کرنا بد باطنی نہیں تو اور کیا ہے۔ خداوند قدوس کور باطنی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یاد رہے! ذہول اور نسیان علم کے منافی نہیں بلکہ یہ امور مثبت علم ہیں کیونکہ جو چیز معلوم ہی نہیں اس کی طرف سے توجہ کا ہٹنا یا اسے بھولنا متصور ہی نہیں۔

رہا یہ امر کہ عدم توجہ اور نسیان کے بعد لاعلمی ہو گئی۔ لہٰذا حضور ﷺ کیلئے عدم علم ثابت ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہنا یا اس کا بھول جانا لاعلمی کو مستلزم نہیں۔ اگر ایسا ہو تو ایک دفعہ بھولی ہوئی چیز کبھی یاد ہی نہ آئے۔ لیکن بے شمار بھولی ہوئی باتیں یاد آ جاتی ہیں۔ اگر بھول کی وجہ سے علم زائل ہو جاتا ہے تو وہ بات کبھی یاد نہ آتی۔ اسی طرح ایک امر معلوم کی طرف سے توجہ ہٹنے کے بعد جب اس کی جانب توجہ مبذول ہوتی ہے تو وہ امر معلوم اجنبی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حیثیت معلومیہ ہی ہوتی ہے۔ جو پہلے تھی یہ بھی بقائے علم کی دلیل ہے۔ (مقالات کاظمی مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۳۱، ۱۳۲)

رسالہ عید میلاد النبی کی عبارت

"حضور علیہ السلام کا بدن مبارک بھی نور تھا"۔ (رسالہ میلاد النبی صفحہ نمبر ۱۵)

اگر اس عقیدہ کی بنا پر کہ "حضور علیہ السلام کا جسم بھی نور تھا" آپ نے علامہ کاظمی

قدس سرہٗ کی ذات گرامی کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے تو ان علمائے اہلسنت اور علمائے دیوبند کے متعلق بھی حکم صادر فرمائیں جن کے بیانات علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید و توثیق کرتے ہیں تاکہ آپ کی حقانیت اور جرأت مندی کا اندازہ ہو سکے کہ آپ حق بات کہنے میں کس قدر بے باک ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۹ھ) فرماتے ہیں

آپ کا بدن نور تھا اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

(تاریخ حبیب الٰہ، صفحہ نمبر ۱۶۱ مطبوعہ انڈیا، از مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ احمد سعید محدث دہلوی ثم المدنی قدس سرہٗ (م ۱۲۷۷ھ) فرماتے ہیں

"سایہ آپ کا نہ تھا، وجود آپ کا نوری تھا"۔

(سعید البیان فی مولد سید الانس والجان، صفحہ نمبر ۱۱۳ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۲ء، از شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ)

ا حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ابو سعید و شاہ احمد سعید و شاہ رؤف و مولوی بشارت اس زمانہ میں ستون دین محمدی ہیں۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۷) ......(نوٹ) صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی نے شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو تیرھویں صدی کا مجدد لکھا ہے۔ (تحفہ ابراہیمیہ صفحہ نمبر ۱۷۳)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس سے پاؤں مبارک تک سراسر نور تھے"۔

(مدارج النبوۃ (فارسی) صفحہ نمبر ۱۳۷، جلد اوّل)

۲ بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۸ طبع ملتان)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں

ابن سبع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ سرتاپا نور تھے۔

(خصائص کبریٰ، جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۶۹ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو یا شیخ السنہ سے مخاطب فرمایا، شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ سرورِ ذیشان کے دیدار بہجت آثار سے کتنی دفعہ مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا ستر بار سے زیادہ۔

(مقدمہ تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ مطبوعہ کراچی ☆ مقدمہ الخصائص الصغریٰ عربی صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک اور بدن نور ہے اور جملہ نور اسی نور سے ہی روشن اور مستنیر ہیں۔ (شرح شفا برحاشیہ نسیم الریاض صفحہ نمبر ۲۱۵ جلد اوّل طبع ملتان)

مشہور زمانہ ہو کر سنہ ہزار کے سرے پر آپ درجہ مجددیت کو پہنچے۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۲۱) ان کی تمام تالیفات مفید ہیں اور ان کے مجدد الف ثانی کے مرتبہ پر فائز ہونے کو بتاتی ہیں۔

(التعلیقات السنیہ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ قاہرہ)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم اقدس کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا اور نہ چاندنی میں کیونکہ آپ نور تھے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۵۵۲ جلد اوّل مطبوعہ لاہور)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قاضی عیاض علوم حدیث، فقہ، نحو، کلام عرب اور عرب کے ایام وانساب کی معرفت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اس لئے بڑے دلآویز شعر کہتے تھے۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۴۶ مطبوعہ کراچی)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ کثرت یہ دعا فرماتے تھے کہ الٰہی میرے تمام حواس و اعضاء

سارے بدن کو نور کر دے اور اس دعا سے مقصود یہ نہیں کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا کہ اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کیلئے تھی کہ واقع میں حضور ﷺ کا تمام جسم نور ہے۔ اور یہ فضل اللہ تعالیٰ نے حضور پر کر دیا۔ جیسا کہ ہمیں حکم ہوا کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا کریں۔ وہ بھی اسی اظہار وقوع فضل الٰہی کیلئے ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہوتی ہے۔ کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ پیدا نہ ہوتا۔ اس لئے کہ سایہ تو کثیف ہوتا ہے اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے سراپا نور کر دیا۔ لہٰذا حضور ﷺ کیلئے سایہ اصلاً نہ تھا۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ (شرح ام القریٰ) شرح شعر نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۹، ۱۲۸ جلد اول طبع ابوظہبی)

شیخ نجم الدین غزنی لکھتے ہیں: متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔ (فوائد جامعہ صفحہ نمبر ۳۲۱ مطبوعہ کراچی)

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بے شک نبی اکرم ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ سایہ کثیف کا ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔ (التعلیق العجیب صفحہ نمبر ۱۳ بحوالہ الانوار المحمدیہ صفحہ نمبر ۱۶۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ

سوال:— وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب:— امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہٗ ظل فی الشمس ولا قمر الخ اور "تواریخ حبیب الٰہ" میں مولانا مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ آپ کا بدن نور تھا

ہے خصوصیت کے ساتھ یا یہ مطلب ہے کہ اس کا کہنے والا ولی اللہ ہوتا ہے (۲) چونکہ اس میں ما سوا کی نفی اور اللہ کی توحید کا اثبات ہے اس لئے بہ نسبت اسم ذات مجرد یا دیگر اسما کے جس میں نفی اور اثبات دونوں جمع نہ ہوں افضل فرمایا یا اسی وجہ سے جو لیس لہا حجاب دون اللہ میں ہے۔ یہ افضل ہے اور یہ بھی علماء نے فرمایا ہے کہ اس کو افضل الذکر کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر اذکار افضل الذکر نہ ہوں (۳) تحرکت بی شفتاہ کا یہ مطلب ہے کہ میرے ذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ ہلتے رہیں یا زبان سے میرا ذکر تسبیح و تہلیل وغیرہ کرتا ہے۔ (۴) صیقل ہونے کا یہی مطلب ہے کہ دل وساوس و اثر معاصی سے صاف ہو اور اللہ کی محبت پیدا ہو

تا بجاروب لا نروبی راہ ۔ نرسی در سرائے الا اللہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے متعلق حدیث | **سوال** (۱۰۴) وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر[1] اور تواریخ حبیب الٰہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔ اس قطعہ میں

پیغمبر ما نداشت سایہ
تا شک بدل یقین نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست
پیدا است کہ یا زمین نیفتد

---

[1] اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تفصیل مدد المفتین ص۱۲ جلد اول کتاب السیر والمناقب کے ضمن میں بعنوان ماحول القبول فی ظل ... ملاحظہ فرمائیں ... اشفاق احمد قاسمی

فتاویٰ دارالعلوم صفحہ نمبر ۱۶۳ جلد اول کا عکس

اسی وجہ سے آپکا سایہ نہ تھا۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے اس قطعہ میں:

پیغمبرما نداشت سایہ
تا شک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہرکس کہ پیروِ اوست
پیدا است کہ یا زمین نیفتد

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۶۳، جلد اوّل، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے

ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سرتاپا نور ہی نور تھے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپکا سایہ نہ تھا۔ (شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ صفحہ نمبر ۳۱ مطبوعہ کراچی)

قاری محمد طیب دیوبندی لکھتا ہے

کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے۔ (آفتاب نبوت صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

مولوی عابد میاں دیوبندی (ڈابھیل)

اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین"[1] میں لکھتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نورانی تھا۔ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمدورفت فرماتے تھے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ نمبر ۵۳ مطبوعہ کراچی)

[1] اس کتاب پر مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند کی تقاریظ اور تائیدات درج ہیں۔

...... مفتی کفایت اللہ دہلوی ...... مولوی انور شاہ کشمیری ...... مولوی اصغر حسین ...... مولوی شبیر احمد عثمانی ...... مولوی حبیب الرحمٰن ...... مولوی اعزاز علی ...... مولوی عبدالشکور لکھنوی ...... مولوی احمد سعید (دیوبندی)

تسکین الخواطر کی عبارت

لفظ حاضر وناظر کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضر: حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتب لغت میں مرقوم ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں۔ اور حاضر کے معنی شہروں اور بستیوں میں رہنے والا، بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں یہ تمام معانی منجد، مختار الصحاح اور مجمع بحار الانوار وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔

منجد الحضر صفحہ نمبر ۱۳۴، ایضاً والحضر ۃ خلاف الغیبۃ، الجنب، القرب، ایضاً مکان الحضور ذات الحاضر ایضاً الحی العظیم، الحاضرہ (فا) ساکن الحضر خلاف البادی، مجمع بحار الانوار جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۷۵ الحاضر المقیم فی المدن والقری مختار الصحاح صفحہ نمبر ۱۵۹ (حاضر) بموضع کذا ای مقیم بہ۔

انکے علاوہ جن معنی سے ہماری بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے انکی تفصیل یہ ہے کہ حضر، حضرۃ، حضور سب کے معنی ہیں سامنے ہونا، اور حاضر کے معنی ہیں سامنے ہونے والا۔

جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ منجد، صراح اور مختار الصحاح میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیبۃ کی ضد ہیں۔

(صراح صفحہ نمبر ۱۷۰ حضور حاضر شدن نقیض الغیبۃ (حضور کے معنی حاضر ہونا غیبۃ کی نقیض ہے)۔

مختار الصحاح صفحہ نمبر ۱۵۹ الحضور ضد الغیبۃ (حضور غیبت کی ضد ہے، یقال حضرت القاضی امرأۃ (کہا جاتا ہے قاضی کے سامنے عورت حاضر ہوئی)

اور لغت قرآن کی مشہور کتاب مفردات ؒ امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوگیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ

بات ثابت ہوگئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

سے مفردات راغب مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۳۷۶،۳۷۷ الغیب مصدر غابت الشمس وغیرہا اذا استترت عن العین یقال غاب عنی کذا قال اللہ تعالیٰ ام کان من الغائبین واستعمل فی کل غائبۃ عن الحاسۃ والغیب غابت الشمس کا مصدر ہے جب سورج وغیرہ آنکھ سے اوجھل ہو جائے یعنی نگاہوں کے سامنے نہ رہے تو محاورات عرب میں غابت الشمس کہا جاتا ہے۔ ایک محاورہ غاب عنی کا بھی ہے (فلاں چیز مجھ سے غائب ہوگئی) قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے "کیا ہے؟" میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ام کان من الغائبین، کیا وہ غائب ہے، اہل علم غور فرمائیں کہ معانی منقولہ کے اعتبار سے کیا اللہ تعالیٰ پر لفظ حاضر کا اطلاق ممکن ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۱۲ منہ

ہمارے اس روشن بیان سے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ لفظ حاضر اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے اور قبیلہ ہونے سے پاک ہے۔ جتنے معانی لفظ حاضر کے منقول ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب سے منزہ و مبرا ہے۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ حواس اور نگاہوں کے ادراک سے بھی بلند و بالا ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں ہے **لاتدرکہ الابصار وھو یدرك الابصار وھو اللطیف الخبیر** "آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں وہ تمام آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے"۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنی کی تحقیق سنیئے۔ مختار الصحاح[۱] میں ہے آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے، ناظر کہتے ہیں اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے۔ (مختار الصحاح صفحہ نمبر ۶۹۱ والناظر فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین وقد یقال للعین الناظرۃ ۱۲)

ناظر کا ماخذ نظر ہے۔ مفرداتِ راغب، مختار الصحاح، منجد اور صراح میں نظر کے حسب ذیل معنی منقول ہیں۔ ؎

؎ مفردات راغب صفحہ نمبر ۵۱۷ النظر تقلیب البصر والبصیرۃ لادراک الشئی ورؤیتہ وقد یراد بہ التامل والفحص وقد یراد بہ المعرفۃ الحاصلۃ بعد الفحص وھو الرؤیۃ۔ مختار الصحاح صفحہ نمبر ۶۹۱ والنظر والنظران بفتحتین تامل الشئی بالعین منجد صفحہ نمبر ۸۱۹ نظر ینظر نظرا ومنظرا ومنظرۃ وتنظارا وانظرانا والیہ ابصرہ

وتاملہ بعینہ نظر نظرا فی الامر تدبرہ وفکر فیہ یقدرہ ویقیہ الشئی ،صراح مطبوعہ مجیدی کانپور صفحہ نمبر ۲۱۴ نظر نظرا بفتحتین نظران نگریستن درچیزے بتامل یقال نظرت الی الشئی ۱۲

کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا۔ اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل وتلاش کے معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی اس سے وہ معرفت اور رؤیت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنی دیکھنا نہیں بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیٰمۃ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا" مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام واحسان نہ ہوگا۔

(مفردات امام راغب صفحہ نمبر ۵۱۷ ونظر اللہ تعالیٰ الی عبادہ وھو احسانہ الیھم وافاضۃ نعمہ علیھم قال ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیامۃ۔)

تفسیر روح المعانی میں اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے۔ لا ینظر الیھم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ "کفار" پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا (روح المعانی صفحہ نمبر ۱۸۰ پ ۳ تحت آیہ کریمہ ولا ینظر الیھم الآیۃ: ای لا یعطف علیھم ولا یرحمھم)۔ اس کے بعد صاحب تفسیر فرماتے ہیں کہ جس کے حق میں لفظ "نظر" کا استعمال جائز نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کیلئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے۔ (ثم جاء فی من لا یجوز علیہ النظر مجردا لمعنی الاحسان)

مجمع بحار الانوار لغت حدیث کی مشہور کتاب میں ہے کہ حدیث پاک ان اللہ لا ینظر الی صورکم الی اخر الحدیث میں نظر کے معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اس کے بعد صاحب بحار الانوار فرماتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ کی نظر کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے۔

اس روشن اور مدلل بیان کو پڑھ کر ہمارے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ان دونوں لفظوں کے اصلی اور حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ ان معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔

اس کے بعد یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ جب حاضر و ناظر کے اصل معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا واجب ہے تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن و حدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذاتِ باری تعالیٰ کیلئے وارد نہیں ہوا۔ نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کیلئے یہ لفظ بولا، کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

اور اسی لئے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علمائے نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا۔ بالآخر یہ مسئلہ (کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے یا نہیں) جمہور علماء کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے یہ اطلاق کفر نہیں۔ اور تاویل یہ کی "حضور" کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور "نظر" کے مجازی معنی رویت مراد لے لئے جائیں۔ اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم و بصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہوگا ملاحظہ فرمایئے درمختار اور شامی[1]۔

---

[1] شامی جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۲۷ (ویا حاضر یا ناظر لیس بکفر) صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں، اس پر علامہ شامی رقمطراز ہیں قولہ لیس بکفر فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجویٰ ثلاثۃ الا ھو رابعھم والنظر بمعنی الرؤیۃ الم یعلم بان اللہ یریٰ فالمعنی یا عالم یا من رائ،

بزازیہ "لیس بکفر" کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ "حضور" علم کے معنے میں عام طور پر مستعمل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما یکون من نجویٰ ثلاثۃ الا ھو رابعھم کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ انکا چوتھا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں ہے اسی طرح یا حاضر یا عالم کے معنی میں ہوگا اور نظر رؤیت کے معنی میں مستعمل ہے اور رؤیت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے قرآن کریم میں ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ لہٰذا یا حاضر یا عالم یا من یریٰ کے معنی میں ہوا۔ ۱۲ منہ

رہا یہ سوال کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب در مختار کا "یا حاضر یا ناظر لیس بکفر" کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب در مختار کا یہ قول بالکل لغو

اور بے معنی قرار پائے گا کیونکہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار اور تردید ممکن ہی نہیں۔

دیکھیئے! آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا۔ اس تحقیق سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ بغیر تاویل کے اللہ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

اس کے بعد یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے حق میں حاضر و ناظر کے اطلاق کو کفر و شرک کہتے ہیں یا تو وہ حاضر و ناظر کے معنی نہیں سمجھتے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرتے ہیں جن کے معنی لغوی صرف بندوں کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳ تا ۸ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کے احکامِ الٰہیہ میں تحریف کرنے کا تذکرہ قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے:

"یٰاھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون"۔(آل عمران آیت نمبر۷۱)

ترجمہ:۔"اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو"۔

"تلبس" کا معنی ڈھانپ دینا یا کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ غلط ملط کر دینا ہے۔

(مفردات القرآن (مترجم) صفحہ نمبر۹۵۱)

علمائے یہود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وعلامات جو ان کی آسمانی کتابوں کے صفحہ صفحہ پر ثبت تھے چھپایا کرتے تھے یا اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں تحریف کر دیا کرتے تھے جن پر عمل کرنا ان کی طبع نازک پر گراں گزرتا۔

کتاب اللہ میں علمائے یہود کا تذکرہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ اس قسم کی تحریف اور برے افعال سے اپنے دامن کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھیں تاکہ معاشرہ کی فضا پر امن رہے۔

مگر!

علمائے یہود کی پیروی کرتے ہوئے بعض افراد بزرگانِ دین (جن کی ولایت عندالفریقین مسلّم ہے) اور دیگر علمائے اہلسنت کی تصانیف سے چند عبارات لے کر جن کا تعلق شطحیات سے ہے یا سیاق وسباق چھوڑ کر تحریراً وتقریراً علمائے یہود کے مشن کی ترقی وترویج، سستی شہرت، مصنف بننے کے زعم میں اور ملک کی پر امن فضا کو مکدر کرنے کیلئے شب وروز کوشاں ہیں۔

اس میدان میں..................

......مولوی حق نواز جھنگوی......دیوبندی......مولوی محمد امین اوکاڑوی ......

دیوبندی...... مولوی خالد محمود سیالکوٹی...... دیوبندی...... مولوی سعید احمد قادری ...... دیوبندی...... مولوی محمد رمضان نعمانی...... دیوبندی...... مولوی احسان الٰہی ظہیر...... غیر مقلد، وہابی...... مولوی عبدالرحمٰن (مصنف گمراہ کن عقائد) غیر مقلد، وہابی...... مولوی حبیب الرحمٰن یزدانی...... غیر مقلد، وہابی کے نام سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے ان بد افعال کو ہی اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے...... ورنہ کل جب بروز محشر مالک ارض وسما کے حضور پیش ہوئے تو...... فقط ہاتھ ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "تسکین الخواطر" کو منصۂ شہود پر آئے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک کسی دیوبندی مکتبہ فکر کے جید عالم کو کتاب ہذا میں کوئی کفر و شرک اور گمراہی و بے دینی کا پہلو نظر نہ آیا...... سبحان اللہ...... آج مولوی سعید دیوبندی کو کفر اور شانِ الوہیت میں گستاخی کی بو آرہی ہے...... اور افسوس صد افسوس ان علمائے دیوبند پر جنہوں نے بغیر مطالعہ کئے...... یا جان بوجھ کر "رضاخانی مذہب" پر تقاریظ لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

قارئین کرام!

"تسکین الخواطر" کی پوری عبارت من وعن نقل کر دی ہے تاکہ آپ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدعا و منشاء کی تہہ کو پا سکیں۔ عبارت کو غور سے پڑھیں اور انصاف سے بتائیں کہ اس میں کون سی بات گمراہی و بے دینی کی ہے جس کی وجہ سے "جناب سعید صاحب" اس قدر سیخ پا ہو رہے ہیں...... بعینہٖ اسی مدعا و مقصد کی عبارت "فتاویٰ شامی" میں موجود ہے۔ تو پھر کیا وجہ...... جرم ایک...... سزا مختلف...... سوچ سمجھ کر جواب دیں...... تاکہ آپ کی حق پسندی واضح ہو سکے!

تسکین الخواطر کی عبارت کا لب لباب

"حاضر و ناظر" دونوں لفظوں کے اصلی و حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں۔

بلکہ ان معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔ مگر تاویل کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال ذاتِ باری تعالیٰ پر جائز ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ جو شخص ان الفاظ کو ذاتِ باری تعالیٰ پر استعمال کرے گا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ جب جمہور علماء کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہوسکتی ہے اس لئے یہ اطلاق کفر نہیں۔ اور تاویل یہ کی ''حضور'' کو مجازاً ''علم کے معنی میں لیا جائے اور ''نظر'' کے مجازی معنی ''رؤیت'' لئے جائیں۔ اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو ''حاضر و ناظر'' کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم و بصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہوگا۔

فتاویٰ شامی کی عبارت

صاحب درمختار فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں۔ اس پر علامہ شامی رقمطراز ہیں: ''ولیس بکفر'' (کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہوسکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ) ''حضور'' علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''مایکون من نجویٰ ثلاثة الاھو رابعھم'' کوئی سرگوشی تین کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاظر یا عالم کے معنی میں ہوگا۔ اور نظر رؤیت کے معنی میں مستعمل ہے اور رؤیت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ لہٰذا یا حاضر یا ناظر'' یا عالم یا من یریٰ کے معنی میں ہوا۔ (فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۰۷ مطبوعہ بیروت)

صاحب فتاویٰ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

سید محمد امین بن عمر والشہیر با بن العابدین، اپنے زمانہ کے علامہ، فہامہ، فقیہ، محدث، محقق، مدقق، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، علوم سید شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم حلبی سے پڑھے اور حدیث و فقہ کی سندیں حاصل کیں۔

۱۲۴۹ھ میں کتاب ردالمحتار شرح درالمختار المعروف بہ شامی تصنیف کی جو ایسی مقبول ہوئی کہ باوجود ضخیم ہونے کے متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔ علاوہ اس کے رسالہ۔

سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی ۔رسالہ شفاء العلیل اور تکملہ تصنیف فرمائے ۔اور آپ کے رسالہ ''شفاء العلیل'' پر علامہ طحطاوی وغیرہ فقہا نے تقریظیں لکھیں اوراس کی بہت تعریف کی ۔وفات آپ کی ۱۲۶۰ھ سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے ۔کیونکہ آپ کے خلق الصدق سید محمد علاؤ الدین نے جو ردالمحتار کی چوتھی جلد، ۱۰ر صفر المظفر ۱۲۶۰ھ کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے ۔تو اس میں آپ کو مرحوم کے لفظ سے یاد کیا ہے[1]

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۱، مطبوعہ لاہور از مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ)

[1] علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

فتاویٰ شامی (یعنی ردالمحتار) اور علمائے دیوبند

''فتاویٰ شامی'' علمائے دیوبند کے نزدیک فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں شمار ہوتا ہے ۔چنانچہ مولوی فیض احمد ککروی ملتانی دیوبندی مسئلہ ''قعدہ میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا'' کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے ۔فتاویٰ التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیث، الذخیرہ، القنیۃ، الحلیۃ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہر الفائق، الخانیہ، المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شروح مجمع البحرین، مراقی الفلاح......الخ

(نماز مدلل صفحہ نمبر ۱۲۷ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان، از مولوی فیض احمد ملتانی سابق شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان)

اس کے علاوہ امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں جابجا ردالمحتار یعنی ''فتاویٰ شامی'' کے حوالے درج ہیں ۔دونوں فتاویٰ کے ایک ایک صفحہ کا عکس ملاحظہ ہو ۔

(صفحہ ۹۷، ۹۸)

۳۰۷

شيأ ودفع الى البائع الثمن وامتنع البائع من تسليم المبيع قائلا لا اسلمه الا اليها بيك لانك قاصر فقول له لم اخذت مني الثمن فان لم تسلم المبيع ادفع لى الثمن فهذا ونحوه يقع من ابن سبع غالبا وعليه يحمل القولان تأمل (قوله وقدرأيت) بفتح تاء الخطاب (قوله وسنه سبع) وقيل ثمان وهو الصحيح وأخرجه البخاري في تاريخه عن عروة وقيل عشر أخرجه الحاكم في المستدرك وقيل خمسة عشر وهو مردود وتمام ذلك مبسوط في الفتح وهو أول من أسلم من الصبيان الاحرار ومن الرجال الاحرار ابو بكر ومن النساء خديجة ومن الموالي زيد بن حارثة وتمام تحقيق ذلك في الدر المنتقى ونقل عبارته المحشى (قوله حتى قال الخ) ذكر في القاموس في مادة ودق قال المازني لم يصح أن عليا رضى الله تعالى عنه تكلم بشيء من الشعر غير هذين البيتين تلكم قريش تمناني لتقتلني الخ وصوبه الزمخشري اه ومقتضاه أن نسبة ما هنا اليه لم تصح (قوله ظاهر كلامهم ثم اتفاقا) فائدة وقوعه فرضا عدم فرضية تجديد اقرار آخر بعد البلوغ قال في الفتح ومقتضى الدليل انه يجب عليه بعد البلوغ ثم قال لكنهم اتفقوا على أن لا يجب على الصبي بل يقع فرضا قبل البلوغ أما عند فخر الاسلام فلانه يثبت أصل الوجوب به على الصبي بالسبب وهو حدوث العالم وعقلية دلالته دون وجوب الاداء لانه بالخطاب وهو غير مخاطب فاذا وجد بعد السبب وقع الفرض كتعجيل الزكاة وأما عند شمس الائمة فلا وجوب اصلا لعدم حكمه وهو وجوب الاداء فاذا وجد وجد فصار كالمسافر يدلى الجمعة يسقط فرضه وليست الجمعة فرضا عليه لكن ذلك للترفيه عليه بعد سببها فاذا فعل تم اه (قوله وفي التحرير الخ) هذا قول ثالث وعبارة التحرير في الفصل الرابع وعن ابي منصور الماتريدي وكثير من مشايخ العراق والمعتزلة اناطة وجوب الايمان به أي بعقل الصبي وعقابه بتركه ونفاه باقي الحنفية دراية لقوله عليه الصلاة والسلام رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم وعن المجنون حتى يعقل ورواية لعدم انفساخ نكاح المراهقة بعدم وصف الايمان اه موضحا من شرحه لابن أمير حاج وقال في اول الفصل الثاني وزاد أبو منصور ايجابه على الصبي العاقل ونفوا عن ابي حنيفة لو لم يبعث الله تعالى للناس رسولا لوجب عليهم معرفته بعقولهم وقال البخاريون لا تعلق لحكم الله تعالى بفعل المكلف قبل البعثة والتبليغ كالاشاعرة وهو المختار وحكموا بأن المراد من روايته لا عذر لاحد في الجهل بخالقه لما يرى من خلق السموات والارض وخلق نفسه بعد البعثة وحينئذ فيجب حمل الوجوب في قول الامام لوجب عليهم معرفته على معنى ينبغي وتمامه في شرحه المذكور (قوله لو مات بعده) أي بعد العقل (قوله كفر بعضهم) لان معناه جميع الاشياء مباحة فيدخل فيه ما لا يجوز اباحته فيكون مبيح الحرام وهو كفر وبعضهم ابطل لان معناه مسكنة المساكين أو فقر الفقراء فكأنه قال تمسكا بمسكنة المساكين أو افتقرنا اليك بفقر الفقراء ولا دلالة فيه قط على ما ذكر كذا في البزازية ونازعه في نور العين بأن ما ذكره من المعنى هو معناه الوضعي أما العرفي الذي جرى عليه اصطلاح الملاحدة والقلندرية فهو أن جميع الاشياء مباحة فالحق أن يكفر القائل ان كان من تلك الفئة أو أراد ما ارادوه أو لم يعلم معناه لكنه قاله تقليدا وتشبيها بهم أو يخشى عليه الكفر فيجدد وجوبا أو احتياطا ايمانه وان قاله غير عالم ولا متأمل فهو مخطئ يلزمه أن يستغفر وغاية الامر أن لا يرخص في التكلم بأمثال هذه المقالة اه ملخصا (قوله قيل يكفره) لعل وجهه انه طلب شيأ لله تعالى والله تعالى غني عن كل شيء والكل مفتقر ومحتاج اليه وينبغي أن يرجح عدم التكفير فانه يمكن أن يقول أردت اطلب شيأ اكراما لله تعالى اه شرح الوهبانية قلت فينبغي أو يجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر أن ما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار وتجديد النكاح لكن هذا ان كان لا يدري ما يقول أما ان قصد المعنى الصحيح فالظاهر أنه لا بأس به (قوله ليس بكفر) فان الحضور بمعنى العلم شائع ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم والنظر بمعنى الرؤية ألم يعلم بأن الله يرى فالمعنى يا عالم يا من يرى بزازية (قوله ومن يستحل الرقص قالوا بكفره) المراد به التمايل والخفض والرفع بحركات موزونة كما يفعله بعض من ينتسب الى التصوف وقد نقل في البزازية عن القرطبي اجماع الائمة على حرمة هذا الغناء وضرب القضيب والرقص قال ورأيت فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكرماني أن مستحل هذا الرقص كافر وتمامه في شرح الوهبانية ونقل في نور العين عن التمهيد انه فاسق لا كافر ثم قال التحقيق القاطع للنزاع في أمر الرقص والسماع يستدعي تفصيلا ذكره في عوارف المعارف واحياء العلوم وخلاصته ما أجاب به العلامة النحرير ابن كمال باشا بقوله

مطلب
هل يجب على الصبي الايمان

قلت وقد رأيت تقله ويؤيده أنه عليه الصلاة والسلام عرض الاسلام على علي رضى الله تعالى عنه وسنه سبع وكان يفتخر به حتى قال
سبقتكم الى الاسلام طرا
غلاما ما بلغت أوان حلم
وسقتكم الى الاسلام قهرا
بصارم همتي وسنان عزمي
ثم هل يقع فرضا قبل البلوغ ظاهر كلامهم ثم اتفاقا وفي التحرير المختار عند الماتريدي أنه مخاطب بأداء الايمان كالبالغ حتى لو مات بعده بلا ايمان خلد في النار نهر
وفي شرح الوهبانية
بدرويش درويشان كفر بعضهم
وصحح أن لا كفر وهو المحرر
كذا قول شيء لله قيل بكفره
ويا حاضر يا ناظر ليس يكفر
ومن يستحل الرقص قالوا بكفره
ولا سيما بالدف يلهو ويزمر

مطلب
في معنى درويش درويشان

مطلب
في مستحل الرقص

فتاویٰ شامی (ردالمحتار) جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۰۷ کا عکس

امداد الفتاویٰ ۲ — ۶۸ — فصل فى العشر والخراج

اى مصرف الزكوٰة والعشر فى رد المحتار وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر
وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما فى القهستانى **الرواية الثامنة** فى الدر المختار
باب العشر والخراج والجزية ارض العرب وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوة وقسم بين
جيش والبصرة ايضاً باجماع الصحابة عشرية الى قوله ويجب الخراج فى ارض الوقف
والصبى والمجنون لو كانت الارض خراجية والعشر لو عشرية وهو فى الزكوٰة فى رد المحتار
تحت قوله وقسم بين جيش ولو قال بيننا الشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين
فانه عشر لان الخراج لا يوظف على المسلم ابتداء ذكره القهستانى در منتقى **الرواية**
التاسعة فى رد المحتار عن الاسعاف واذا دفع المتولى الارض مزارعة فالخراج
او العشر من حصة اهل الوقف ص ۲۹۵ ج ۲ **الرواية العاشرة** ولو احياه
مسلم اعتبر قربه مما قارب الشئ يعطى حكمه **الرواية الحادية عشر**
فى الدر المختار ولا خراج ان غلب الماء على ارضه او انقطع الماء او اصابه زرع
آفة الى قوله فان عطلها صاحبها وكان خراجها موظفاً او اسلم صاحبها او اشترى
مسلم من ذمى ارض خراج يجب الخراج فى رد المحتار قوله ولا خراج الخ اى خراج
الوظيفة وكذا خراج المقاسمة والعشر بالاولى لتعلق الواجب بعين الخارج
فيهما **الرواية الثانية عشر** فى الدر المختار ولا يؤخذ العشر من الخارج
من الخراج لانهما لا يجتمعان فى رد المحتار اى لو كان له ارض خراجها موظف لا يؤخذ
منها العشر الخارج وكذا لو كان خراجها مقاسمة من النصف نحوه وكذا لو
كانت عشرية لا يؤخذ منها خراج لانهما لا يجتمعان الخ **الرواية الثالثة**
عشر فى الدر المختار ترك السلطان او نائبه الخراج لرب الارض او وهبه له ولو
بشفاعة جاز عند الثانى وحل له لو مصرفاً والا تصدق به يفتى ولو ترك
العشر لا يجوز اجماعاً فاد يخرجه بنفسه للفقراء اه مختصراً فى رد المحتار قوله وحل له
لو مصرفاً كالمفتى والمجاهد والمعلم والمتعلم الذين اكروا افاعظاهم علم ولا يجوز
لغيرهم وكذا اذا تركه عمال السلطان الخراج لاحد بدون علمه - ان
روایات سے مسائل ذیل ثابت ہوئے (اطلاع) جہاں لفظ عشر آوے گا عشر ونصف عشر
دونوں کو عام ہوگا مثلاً عشر یا نصف عشر ومن عشر ہو جس کی تعریف عشریہ آتی ہے

امداد الفتاویٰ کے ایک صفحہ کا عکس

سجدہ کرنا حرام ہے اور کفر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے اور سجدہ تعظیمی مین سجدہ عبادت ہے جو کہ باتفاق کفر ہے البتہ سجدہ تحیۃ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے اختلاف ہے کہ کفر ہے کہ نہیں مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس میں بھی اختلاف نہیں ہے اور سجدہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا ہے۔ پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے وهل يكفر ان على وجه العبادة والتعظيم كفروان على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة[1] انتهى ملخصا وفي الشامي ذكر الصدر الشهيد انه لا يكفر بهذا السجود لانه يريد به التحية وقال شمس الائمة السرخسي ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر قال القهستاني وفي الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقا۔ شامی[2] جلد ۵۔ پھر اس کے بعد شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ملائکہ نے کیا تھا وہ منسوخ ہوگیا[3]۔ اس حدیث سے لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[4]۔ الخ پھر لکھا ہے وكان جائزا فيما مضى كما في قصة يوسف عليه السلام قال ابو منصور الماتريدي وفيه دليل على نسخ الكتاب بالسنة الخ۔ شامی[5] پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہوگئے۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ص ۳۳۷ ج ۵ و ص ۳۳۸ ج ۵ ۱۲ ظفير

[2] رد المحتار باب ايضاً ص ۳۳۹ ج ۵ ۱۲ ظفير۔ [3] اختلفوا في سجدة الملائكة قيل كان لله تعالى والتوجه الى آدم للتشريف كاستقبال الكعبة وقيل بل لآدم على وجه التحية والاكرام ثم نسخ بقوله عليه السلام لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها (رد المحتار كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ص ۳۳۸ ج ۵) ظفير

[4] رد المحتار كتاب الحظر والاباحة والاستبراء وغيره ص ۳۳۸ ج ۵ ۱۲ ظفير [5] ايضاً ۱۲ ظفير۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے ایک صفحہ کا عکس

ایک شبہ اوراس کا ازالہ

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ ان اسمائے حسنیٰ کے متعلق ہے جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اظہار ہو چکا ہے۔ اس لئے علامہ نووی، علامہ خازن، امام ابوبکر، امام رازی اور حافظ ابن کثیر کے اقوال سے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دعویٰ پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ تسعة وتسعين اسما من احصاها دخل الجنة هو الذى لااله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارى المصور الغفار القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكيم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلى الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوى المتين الولى الحميد المحصى، المبدى المعيد المحيى المميت الحى القيوم الواجد الماجد الواحد الاحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الاخر الظاهر الباطن الوالى المتعالى البر التواب المنتقم العفو الرؤف المالك الملك ذوالجلال والاكرام المقسط الجامع المغنى المانع الضار النافع النور الهادى البديع الباقى الوارث الرشيد الصبور رواه الترمذى۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۹ مطبوعہ کراچی)

"مصنف رضاخانی مذہب" کی پیش کردہ آیات واحادیث نبوی کا مفہوم

(صفحہ نمبر ۶۲ حصہ دوم)

قال عسىٰ ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم فى الارض فينظر

کیف تعملون ۔(سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ:۔ ’’موسیٰ نے فرمایا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور (اس کے بعد) تمہیں اس زمین کا مالک بنادے پھر وہ ظاہر فرمادے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو‘‘۔(البیان)

علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فینظر کیف تعملون اعلم ان النظر قد یراد به النظر الذی یفید العلم و هو علی الله محال و قدیرا دبه تغلیب الحدقة نحو المرئی التماساً لرؤیته وهو ایضاً علی الله محال و قد یراد به انتظار وهو ایضاً محال و قد یراد به الرؤیته ویجب حمل اللفظ ههنا علیها قال الزجاج ای یریٰ ذلك بوقوع ذالك منکم لان الله تعالیٰ لا یجازیهم علی مایعلمه منهم وانما یجازیهم علی مایقع منهم۔(تفسیر کبیر)

ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون۔
(سورۃ یونس آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ:۔ ’’پھران کے بعد ہم نے زمین میں تم کو (ان کا) جانشین بنایا تا کہ ہم ظاہر فرمائیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو‘‘۔(البیان)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لننظر:ای لیقع منکم ماتستحقون به الثواب والعقاب ، ولم یزل یعلمه غیبا و قیل :یعا ملکم معاملة المختبر اظهار اللعدل و قیل النظر راجع الی الرسل ای لینظر رسلنا و اولیاؤنا کیف اعمالکم۔
(تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۳۱۸ جلد ۸ مطبوعہ بیروت)

محشی تفسیر جلالین فرماتے ہیں:

قوله لننظر کیف تعملون :ای لیظهر متعلق علمناو نعاملهم معاملة من ینظرو فی الکلام استعارة تمثیلیة حیث شبه حال العباد مع ربهم

بحال رعیته مع سلطانها فی امهالهم لینظر ماذا تفعل...... الخ۔

(تفسیر جلالین صفحہ نمبر ۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۵ مطبوعہ کراچی)

تا کہ ہمارے علم کا متعلق ظاہر ہو اور ان کے ساتھ دیکھنے والے والا معاملہ کریں۔ اس جگہ استعارہ تمثیلیہ ہے جیسا کہ حاکم رعایا کو مہلت دیتا ہے تا کہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

الشہید کے معنی: حاضر، گواہی میں امین، جس کے علم سے کوئی شئی پوشیدہ نہ ہو (المنجد)

بصیر کے معنی: دانا بینا۔ (المنجد)

حقیقت یہ ہے کہ اگر فطرت سلیم اور عقل مستقیم رکھنے والا حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت کو غور سے پڑھے تو یہ اعتراض واقع ہو سکتا ہی نہیں مگر "رضا خانی مذہب" کے مؤلف اور اس کے مؤیدین کے مبلغ علم و عقل کا بھانڈا کس طرح چوراہے میں پھوٹتا، "الشہید" کا معنی جو خدا تعالیٰ کے شایانِ شان ہے وہ یہ ہے کہ "جس کے علم سے کوئی شئی پوشیدہ نہ ہو"۔ اس طرح "بصیر" کا معنی "دانا" غور طلب امر یہ ہے کہ اگر شہید کا معنی حاضر اور بصیر کا معنی ناظر ہی ہے تو شہید اور بصیر کی بجائے اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر اور ناظر کے الفاظ قرآن کریم میں کیوں نہ آئے؟ الحمد للہ! اس سے بھی علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دعویٰ کی تائید اظہر من الشمس ہے اور اگر ذرا تدبر و تامل سے کام لیا ہوتا تو "مؤلف رضا خانی مذہب" کو ذکر کردہ آیات و احادیث کے معنی دریافت کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی کیونکہ حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ حاضر بمعنی عالم اور ناظر بمعنی من یریٰ کی تاویل سے مستعمل ہے۔ چنانچہ اسی کی تائید امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔

"تسکین الخواطر" کی دوسری عبارت

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو وہ

اس کی سمع اور بصر ہو جاتا ہے۔(الحدیث)(وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کا مظہر بن جاتا ہے) اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے ان میں اپنی کل صفات جمع کر دیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے۔(تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

مندرجہ بالا عبارت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف "الیواقیت والجواہر" سے نقل فرمائی ہے۔علامہ شعرانی کا سن وفات ۹۷۳ھ ہے تقریباً پانچ صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور آج تک کسی جید عالم نے عبارت مذکورہ اور صاحب عبارت پر جرح وتنقید نہیں کی۔مگر آج پندرھویں صدی میں صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا......مفلوج العقل،"مصنف رضا خانی مذہب" مذکورہ عبارت کے ناقل پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔نہ خوف خدا......نہ عاقبت کا اندیشہ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اہل علم کے نزدیک لفظ "کل" عام مخصوص بھی ہوتا ہے۔

جیسا کہ حاشیہ مشکوۃ پر محشی نے حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ" کے تحت رقم فرمایا ہے

"وقولہ کل بدعۃ ضلالۃ" عام مخصوص۔(حاشیہ مشکوۃ صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ کراچی)

مولوی شجاع الدین قمر سیوہاروی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے متعلق لکھتے ہیں:

فکر تاریخ جو کی غیب سے آئی یہ ندا
شیخ کل بندۂ حق ہائے حسین احمد
(۱۳۷۷ھ)

(الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۶۰ ناشر مکتبہ مدنیہ گوجرانوالا)

اس شعر میں بھی لفظ کل "عام مخصوص" ہے کیونکہ مولوی حسین احمد مدنی طائفہ

دیوبندیہ کے شیخ ہیں نہ کہ تمام افراد عالم کے۔

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں۔

جنہوں نے اپنے ۶۰ سالہ درسِ حدیث کی وجہ سے "شیخ الکل" کا لقب حاصل کیا۔

(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ ۱۹۲۸ء)

اس عبارت میں بھی لفظ "کل" "عام مخصوص" ہے کیونکہ مولوی نذیر حسین دہلوی فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کے شیخ ہیں نہ کہ تمام افراد عالم کے۔

مذکورہ عبارت کا مقصد یہ ہے کہ کل صفات باری تعالیٰ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے ان سے اپنے بعض بندوں کو نوازتا ہے۔ جیسا کہ خود "صاحب تسکین الخواطر" نے عبارت مذکورہ کے تحت حاشیہ میں بایں طور پر تحریر فرمایا ہے۔

"لفظ کل سے وہ کل صفات مراد ہیں۔ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے"۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

اگر!

"مصنف رضا خانی مذہب" اس عبارت (جو کہ اس نے نقل کی ہے) کے بعد والے جملے بھی نقل کر دیتا تو تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا۔

عبارت یہ ہے: "اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے۔ (تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کل صفات الٰہیہ جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے کہ کسی کو ایک کسی کو دو اور کسی کو تمام صفات عطا فرما دیتا ہے اور کسی کو درجہ بدرجہ عطا فرماتا رہتا ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی کا مختصر ذکر خیر

عبدالوہاب نام، ابوالمواہب کنیت ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصری الشعرانی ۸۹۹ھ میں ساقیہ ابی شعرہ میں (جو کہ مصر کے اطراف میں ایک مقام ہے) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ساقیہ ابی شعرہ میں پائی۔ سات برس کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اجرومیہ وغیرہ یاد کر لیں۔ بارہ برس کی عمر میں مصر آئے اور جامع عمری میں ٹھہرے، یہیں منہاج، الفیہ، توضیح، تلخیص، شاطبیہ، قواعد ابن ہشام اور کتاب الروض (باب القضاء تک) یاد کیں اور پھر اپنے استادوں کو سنائیں۔

شیخ امین الدین امام جامع عمری سے فن قرأۃ کی تحصیل کی۔ مشہور فقیہ و محدث شیخ شمس الدین دواخلی، نور الدین محلی، نور الدین جارحی، ملا علی عجمی، علی قسطلانی، علامہ شمونی، شیخ الاسلام قاضی زکریا الانصاری، شمس الدین رملی سے تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ پڑھی، پھر حدیث سے شغف ہوا اور اکابر شیوخ سے جن کی تعداد دوسو (۲۰۰) سے کم نہیں۔ حدیثوں کا سماع کیا۔ بعدازاں تصوف کی طرف میلان ہوا تو شیخ خواص، شیخ محمد حنفی، شیخ محمد شناوی جو اس زمانہ کے نہایت بلند پایہ صوفیاء میں سے تھے، اس فن کی تکمیل کی۔

شیخ زیادی نے اپنے سفر نامہ میں بصراحت لکھا ہے:

واخذ الطریق عن نحو مائۃ شیخ

انہوں نے تصوف کی تعلیم سو سے زائد شیوخ سے حاصل کی۔

شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدہ اس طرح سے کیا کہ کئی برس تک مطلق نہیں سوئے۔ چھت میں ایک رسی باندھ لی تھی خلوت میں اسے گردن میں ڈال لیتے تھے تاکہ گر نہ پڑیں۔ کئی کئی دن تک برابر کچھ نہ کھاتے اور مسلسل روزے رکھتے تھے۔ بس چند اوقیہ روٹی کے ٹکڑوں پر افطار کرتے تھے۔ کھال کی ٹوپی اوڑھتے تھے اور پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ اخلاق وعادات گفتار و کردار میں موصوف اپنے شیوخ کا نمونہ تھے۔ اور مرتے دم

تک ان ہی کے طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ان کی خانقاہ میں عشاء کے بعد سے مجلس ذکر کا آغاز ہوتا تو فجر تک یہ مجلس قائم رہتی تھی شب جمعہ میں موصوف پوری رات درود شریف پڑھتے رہتے۔ ان کی خانقاہ میں طالبان رضائے الٰہی کی تربیت ہوتی تھی۔ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تا زندگی ارشاد و تبلیغ، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ حاسدوں نے ان کو بدنام کرنے کیلئے ان کی تصانیف میں خلاف شرع باتوں کا اضافہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے کچھ خلفشار رہا مگر اللہ تعالیٰ نے حاسدین کو رسوا اور ذلیل کیا اور ان کی قبولیت میں مزید اضافہ ہوا۔ ۴۷ سے زائد مشہور تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۹۷۳ھ میں انتقال ہوا اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی و روحانی مقام

علامہ عبدالرؤف مناوی طبقات میں لکھتے ہیں

ہمارے شیخ امام، عامل، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، اصولی، صوفی اور سالک کی تربیت کرنے والے تھے۔ فقیہ النظر اور صوفی مشرب بزرگ تھے۔ موصوف سنت کے بڑے پابند تھے۔ ورع و تقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ اپنے اوقات کو تصنیف و تالیف، عبادت و ریاضت اور درس و تدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا۔

علامہ نجم الدین غزی لکھتے ہیں

اللہ کی ان پر رحمت ہو، وہ علم، تصوف اور تالیف میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے...... ان کی تمام کتابیں مفید ہیں۔ اور ان کی تالیف اس امر پر شاہد ہیں کہ موصوف کی بہت سے علماء اولیاء اور صلحاء سے صحبتیں رہی ہیں۔ (الکواکب السائرہ جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۷۷)

شیخ ابوالعباس احمد بن مبارک ملطی نے موصوف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے

سیدنا الامام ولی العلماء عالم الاولیاء مربی السالکین وبقیۃ الائمۃ العارفین المھتدین

شیخ زیادی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں

وہ اکثر مذاہب مروجہ اور غیر مروجہ کی تمام دلیلوں سے آگاہ تھے۔ اور اپنی غیر معمولی

یادداشت اور کثرت معلومات کی بنا پر ان میں سے ہر مذہب کے علم استنباط سے واقف تھے۔ اس موضوع پر ان کی تالیفات پانچ ضخیم جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اکثر دو جلدوں میں ہیں۔ (فہرس الفہارس جلد ۲)

حافظ سید عبدالحیٔ الکتانی فہرس الفہارس میں لکھتے ہیں

وہ عام طور پر قاضی زکریا، حافظ سیوطی اور کمال الدین طویل قادری اور قلقشبندی سے اور اس طبقہ سے جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب پر مشتمل ہے روایت کرتے ہیں نیز قسطلانی سے بھی راوی ہیں۔ ان کی فہرست چھپ چکی ہے۔ جس میں اپنی مرویات کو بروایت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا ہے۔ (فہرس الفہارس جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۰۷)

تاثرات علمائے دیوبند

مولوی انور شاہ کشمیری

امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح بخاری پڑھی۔

(فیض الباری جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۰۴)

مولوی اشرف علی تھانوی

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قطب تھے۔

(حاشیہ الدر المنضود حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ تھانہ بھون ۱۳۲۸ھ)

امام شعرانی اجلہ محققین سے ہیں۔ (التنبیہ لطربی للتھانوی صفحہ نمبر ۹۷)

مولوی خیر محمد جالندھری ملتانی

''صوفیاء کرام کے اقوال سے تقلید کا ثبوت'' کے تحت لکھتے ہیں:

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے۔

(خیر التقلید صفحہ نمبر ۵۱ مطبوعہ ملتان ۱۳۷۱ھ)

مولوی سرفراز گکھڑوی گوجرانوالہ

شعرانی امام ہیں۔(تسکین الصدور صفحہ نمبر ۱۹۷)

مولوی محمد حسن ولد مقصود میاں

امام شعرانی دسویں صدی ہجری کے اکابر علماء اعاظم صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔آپ کا پورا نام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی تھا۔آپ کا وصال بمقام قاہرہ ہوا۔جہاں آپ بڑی مدت سے مقیم تھے۔آپ کا مرتبہ اہل علم اور اہل عرفان کی نظر میں کافی بلند تھا۔آپ کافی مقبول مصنف تھے۔آپ کی علم تصوف، علم فقہ، علم نحو وغیرہ پر متعدد تصانیف ہیں۔اور تمام تصانیف اہل علم اور اہل عرفان میں مقبول ہیں۔

(انوار قدسیہ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۵ھ)

"انوار قدسیہ" کے سرورق پر یوں لکھتے ہیں:

سراج السالکین ، قدوۃ الفقہاء والمحدثین ، غوث صمدانی ، قطب ربانی ، امام عبدالوہاب شعرانی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

مولوی محمد عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند لکھتے ہیں

ا۔......علامہ شعرانی سنت کے بڑے پابند تھے۔ورع وتقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔اپنے اوقات کو تصنیف وتالیف، عبادت وریاضت اور درس وتدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا۔

۲۔......کتابوں کا بہت مطالعہ کیا۔اللہ کی ان پر رحمت ہو۔وہ علم تصوف اور تالیف میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے۔ان کی تمام کتابیں مفید ہیں اور ان کی تالیفات اس امر کی شاہد ہیں کہ موصوف کی بہت سے علماء، اولیاء اور صلحاء سے صحبتیں رہی ہیں۔انہوں نے تصوف کی تعلیم سو(۱۰۰) سے زائد شیوخ سے حاصل کی۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۳۳۹،۳۳۸ مطبوعہ کراچی)

للقطب الربانی و العارف الصمدانی
سید عبدالوہاب الشعرانی رح

علامہ امام شعرانی دسویں صدی ہجری کے اکابر علماء اعاظم صوفیا میں بلند مقام رکھتے تھے ۔ آپکا پورا نام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی تھا ۔ آپکا وصال بمقام قاہر ہوا جہاں آپ بڑی مدت سے مقیم تھے آپکا مرتبہ اہل علم اور اہل عرفان کی نظر میں کافی بلند تھا آپ ابوالحسن الشاذلی کے سلسلہ شاذلیہ سے منسلک تھے ۔ آپ ہی سے تصوف کا نیا سلسلہ شعرادیہ وجود میں آیا ۔ آپ کافی مقبول مصنف تھے ۔ آپ کی علم تصوف علم فقہ' علم نحو وغیرہ پر متعدد تصانیفات ہیں اور تمام تصانیف اہل علم و اہل عرفان میں مقبول ہیں ۔

آپکی تصانیف میں سے ایک اہم تصنیف 'انوار قدسیہ' اردو ترجمہ فی آداب العبودیتہ جو کافی عرصہ سے نایاب تھی ہم نے شائع کی ہے جو کہ اس وقت آپکے ہاتھ میں ہے اس کتاب سے اہل علم حضرات خاص کر تصوف سے دلچسپی رکھنے والے مستفیض ہونگے

محمد حسن ولد مقصو میاں مولوی

۵ شعبان ۱۳۸۵ھ

ٹائیٹل پرنٹر :- فون ۲۲۸۶۳ء
مرکنٹائل پرنٹنگ پریس کراچی

مولوی امین الحق دیوبندی لکھتے ہیں

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام فرمایا ہے کہ میں مصر میں ہوتے ہوئے (مدینہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس طرح گفتگو کرتا ہوں جیسے کوئی اپنے ہم مجلس سے بات کرتا ہے۔ جس کو یہ حال و ذوق حاصل نہیں ہے وہ اس قسم کی گفتگو اور مشاہدہ کا انکار کرتا ہے۔ (لطائف المنن صفحہ نمبر ۱۴۲)۔ ("خدام الدین" لاہور، ۲۸/جون ۱۹۶۳ء)

مولوی عبدالحق چوہان دیوبندی لکھتے ہیں

مجدد شہیر، عالم و عارف، کامل حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(سلسلہ مطبوعات مکتبہ معاویہ ملتان صفحہ نمبر ۱۷)

مفتی جمیل احمد تھانوی

امام شعرانی شافعی مذہب کے بڑے بزرگ عالم ہیں۔ نہایت معتبر عالم ہیں۔

(بحوالہ مقام رسول صفحہ نمبر ۵۸۷ طبع سوم ۱۹۸۸ء)

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

علامہ شعرانی علمائے اہلسنت و جماعت میں سے ہیں۔

(بحوالہ مقام رسول صفحہ نمبر ۵۸۶ طبع سوم ۱۹۸۸ء)

حافظ عبدالرشید سلفی (غیر مقلد) فاضل مدینہ یونیورسٹی

الشیخ ابوالمواہب عبدالوہاب بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصری الشعرانی و قیل الشعراوی تولد بمصر سنۃ ۸۹۹ھ و توفی ۹۷۳ھ کان العامل العابد الزاہد الفقیہ المحدث الصوفی الاصولی اخذ عن القاضی زکریا و الشمس الرملی و اخذ الطریق عن نحو مائۃ شیخ و طالع الکتب مطالعۃ کثیرۃ و کان رحمۃ اللہ تعالیٰ من آیات اللہ فی العلم و التصوف و التالیف و لہ مصنفات عدیدۃ شہیرۃ نافعۃ و قد دلت کتبتہ علی انہ اجتمع بکثیر من العلماء و الاولیاء و الصالحین اطلع علی سائر ادلۃ المذاہب غالباً المستعملہ و المندرستہ و علم استنباط کل

مذہب منہا الکثرۃ محفوظاتہ۔

(المجالۃ النافعہ مع التعلیقات الساطعہ صفحہ نمبر ۶۲ مطبوعہ ملتان ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)

مولوی محمد اشرف سندھو (غیر مقلد)

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر میں سے ہیں۔

(تاریخ التقلید صفحہ نمبر ۱۲۵)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (غیر مقلد)

مجھ نابکار کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور ان کی مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔

(تاریخ اہلحدیث برحاشیہ صفحہ نمبر ۱۳۶، طبع لاہور ۲۰۰۰ء)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

علامہ شعرانی عالم، محدث، صوفی، صاحب کرامات کثیرہ تالیفات نفیسہ، متبع سنت، مجتنب عن البدعۃ، جامع بین الشریعۃ والطریقۃ تھے۔ (تاج مکلل)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے علم کے مدارج سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس نے بعض کو اپنے علم کا اثر عطا فرمایا ہے اور بعض کو اپنے علم سے ایک حصہ دیا ہے۔ اور بعض سے تمام پردے اٹھا دیئے ہیں۔ (جو علم انسان کیلئے شرعاً و عقلاً محال ہے) یہاں تک وہ دیکھتا، سنتا، جانتا اور کلام کرتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی شئے اس سے پوشیدہ نہیں۔

(مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۵۱ مطبوعہ لاہور)

رسالہ اثبات السماع کی عبارات

اور سنا غنا کو حضور ﷺ نے آپ کے خلفاء راشدین نے صحابہ کبار تابعین ائمہ اربعین رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ اثنا عشرہ نے چار سو چالیس مشائخ کبار نے دو ہزار اولیاء اللہ نے ایک سو بیس فقہا نے ایک ہزار علماء نے اور لاکھوں کی تعداد میں عامۃ المسلمین نے جیسا کہ ابن ہمام مکی نے اپنی تصنیف "جواز السماع" میں نقل کیا ہے۔

الحمد للہ! احادیث سے ثابت ہوا کہ جناب رسول کریم ﷺ نے بہ نفس نفیس اور آپ کے چاروں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باجے کے ساتھ غنا سنی آپ کے دیگر صحابہ انصار و مہاجرین نے بھی اسی طرح حضور اور آپ کے خلفاء کی اتباع کی اور غنا سنی، اس کے بعد جو شخص غنا کو حرام کہے گا۔ وہ اس آیت کا مصداق ہوگا ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم۔ (الآیۃ)

مسئلہ غنا میں اہلسنت وجماعت کا موقف

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۸ھ) فرماتے ہیں

"جو غنا نفس کو حرکت دیتا ہے اور اسے ہوا و ہوس اور فسق و فجور پر انگیختہ کرتا ہے اس قسم کا غنا جس میں عورتوں کے حسن و جمال کا بیان ہو، جس میں شراب و دیگر محرمات کی تعریف ہو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں بالاتفاق کہو مذموم ہے لیکن وہ غنا جو اس قسم کی قباحتوں سے پاک ہو، اس کا قلیل وقت کیلئے خوشی کے مواقع پر سننا جائز ہے۔ مثلاً شادی اور عید وغیرہ یا مشقت طلب کاموں پر جوش دلانے کیلئے"۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی صفحہ ۵۱ جز ۱۴ مطبوعہ بیروت)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو "بیہقی وقت" اور آپ کے پیر حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ آپ کو "علم الہدیٰ" فرماتے تھے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تلامذہ میں سب سے فائق ہیں

(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ نمبر ۱۸۹ طبع اوّل ۱۹۳۸ء، از امام خان نوشہروی)

آپ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام نے اپنے سماع کیلئے چند شرطیں مقرر کی ہیں:

۱۔ سننے والے کا دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہو، اس کی یاد میں مستغرق ہو، کسی غیر کی طرف التفات نہ ہو۔

۲۔ گانے والا محل شہوت نہ ہو یعنی عورت یا نوخیز لڑکا نہ ہو۔

۳۔ محفل سماع اغیار سے خالی ہو۔

۴۔ نماز اور دیگر عبادات کی ادائیگی کا وقت بھی نہ ہو۔

جب یہ شرائط پائی جائیں تو سماع جائز بلکہ مستحب ہے کیونکہ سماع کی یہ تاثیر ہے۔ کہ دل میں محبت کا جو جذبہ خفتہ اور پنہاں ہوتا ہے سماع اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں عورتوں کا عشق سمایا ہوتا ہے ان کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ وہ نفس کو برائی پر بھڑکاتا ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت خیمہ زن ہوتی ہے۔ سماع ان کے ذوق وشوق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ ان کیلئے سماع مستحب ہے۔

قرآن کریم میں "لہوالحدیث" کو حرام کہا گیا ہے۔ اور صوفیاء کا سماع "لہوالحدیث" کے زمرہ میں نہیں ہے۔ وہ احادیث جن سے غنا کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بھی مخصوص بالبعض ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث بھی ہیں۔ جن سے غنا کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں ہم تطبیق اس طرح کریں گے کہ جو غنا فسق و فجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یادِ الٰہی کی آگ بھڑکا دے وہ جائز ہے۔

شرح کافی میں ہے کہ اچھی طرح جان لو کہ ہمارے علماء کرام کے نزدیک وہ سماع مکروہ ہے جو لہو اور گناہ کا باعث ہو، فاسقوں کا مجمع ہو، جو تارک الصلوٰۃ ہوں اور قرآن کریم کی تلاوت سے غافل ہوں۔ لیکن جس سماع سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہو، وہ محمود ہے، مذموم نہیں۔ علامہ ابوالقاسم بن محمد بن عبداللہ الدمشقی نے شرح المزدوی میں اسی مسئلہ کے متعلق اپنی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"السماع لیستجلب الرحمۃ من الکریم"۔

"سماع اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جاذب ہے"۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ انڈیا)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سماع کے آداب کی شرطیں یہ ہیں:

۱۔ کہ جب تک اس کی ضرورت نہ ہو نہ کرے۔ اور اس کو اپنی عادت نہ بنالے۔

۲۔ دیر دیر سے سماع کیا کرے تا کہ اس کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔

۳۔ اور چاہیئے کہ جب تم سماع کرو تمہارا پیر اس جگہ موجود ہو۔

۴۔ سماع کا مکان عام لوگوں سے خالی ہو۔

۵۔ قوال محترم باشرع ہوں۔

۶۔ دل دنیا کے دھندوں سے خالی اور طبیعت لہو ولعب سے متنفر ہو۔

۷۔ جب تک سماع کی قوت پیدا نہ ہو ضروری نہیں کہ تم اس میں مبالغہ کرو۔ جب قوت زیادہ ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اسے اپنے سے ہٹا دو اور قوت کے تابع رہو، جس بات کا وہ تقاضا کرے اگر ہلا دے تو ہلو۔ (ارشادات گنج بخش صفحہ نمبر ۱۰۲،۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

عوارف المعارف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

[۱] کتاب عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی در تقصاء گفتہ در تصوف سنی کتابے بہتر از عوارف نیست۔ (تحقیق و تعلیق مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ لاہور از مولوی محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (غیر مقلد)

سماع حلال بھی ہے اور حرام بھی...... لہٰذا جس نے اسے نفسانیت اور شہوت پرستی کی نگاہ سے سنا اس کیلئے حرام ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۲۵)

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(حدیث) میں جو "التغنی" حرام ہے۔ اس میں الف لام عہد کا ہے۔ اور اس سے مخصوص و معین غنا مراد ہے۔ جو علت ضلالت و موجب غوایت ہے جیسا کہ طوائف کا گانا

یا اس کی مانند لہو ولعب کے طور پر خواہشات نفسانیہ کو ہیجان میں لانے والے گانے۔ پس اس روایت میں بھی مطلق غنا کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(اثبات السماع صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ ملتان ۱۳۹۳ھ)

علمائے دیوبند کا فیصلہ

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

کہ سماع فی نفسہٖ اہل کیلئے جائز ہے۔ (التکشف صفحہ نمبر ۳۰، طبع کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

یہ ہرسہ الفاظ (سمع اور غنا اور راگ) ایک معنی رکھتے ہیں۔ بلا مزامیر راگ کا سننا جائز ہے۔ اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور وہ مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور موافق موسیقی کے ہونا کچھ حرج نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۵۵۵ مطبوعہ لاہور)

احادیث مبارکہ

روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی انصار کی قرابت والی کا نکاح کیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ فرمایا! تم نے اس عورت کو بھیج دیا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! فرمایا حضرت نے کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی گانے والی کو بھیجا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ تحقیق انصار ایک ایسی قوم ہے کہ جن کی عادت غزل گانا ہے پس اگر تم اس کے ساتھ ایسے کو بھیجتے کہ جو گاتا کہ ہم تمہارے پاس آئے ہیں، پس اللہ ہم کو اور تم کو سلامت رکھے۔ تو بہتر ہوتا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ[۱] صفحہ نمبر ۲۷۲ مطبوعہ کراچی)

[۱] سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۹۰۰، مسند احمد صفحہ ۳۹۱ جلد ۳، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۵۵۱۴، مجمع الزوائد صفحہ ۲۹۲ جلد ۴، المعجم الاوسط رقم الحدیث ۳۱۹۴۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری پر ایک نکاح میں داخل ہوا۔ اور اچانک وہاں لڑکیاں گاتی تھیں۔ پس میں

نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں صاحبو اور اے اہل بدر! یہ تمہارے پاس غنا کیا جاتا ہے۔ پس ان دونوں نے فرمایا۔ اگر تم پسند کرتے ہو تو بیٹھ کر ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہتے ہو جانا تو چلے جاؤ کیونکہ ہمیں لہو کی شادی کے موقع پر رخصت دی گئی ہے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔ انتہیٰ (مشکوٰۃ شریف باب النکاح صفحہ نمبر ۲۷۳ مطبوعہ کراچی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اس حالت میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں ایام تشریق میں دف بجاتی تھیں اور ہاتھ مارتی تھیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے اس مقولہ کے ساتھ غنا کرتی تھیں کہ جس کو انصار یوم بعاث (یعنی خزرج اور اوس کے قبیلہ کی لڑائی کا دن) میں ایک دوسرے کو کہتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ اپنے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا۔ اس پر حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے منہ کو کھولا اور فرمایا اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ایام عید ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قوم کیلئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے متفق روایت کیا۔ (مشکوٰۃ[1] شریف صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

[1] بخاری رقم الحدیث ۹۵۲، ۹۴۹، مسلم رقم الحدیث ۸۹۲، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۸۹۸، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وضاحت فرمائی کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے جیسے مجوسیوں کی عید نیروز ہے اور یہ دن ہماری عید کا دن ہے اور شرعاً خوشی کا دن ہے سو اتنی مقدار میں خوشی کے دن غنا کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ وہ غنا نہیں ہے جو دلوں میں فسق و فجور کی آگ بھڑکاتا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۹۱ جلد ۶ طبع بیروت) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت عمرو بن الشرید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ سوار تھا سرکار نے مجھ سے فرمایا کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں حضور یاد ہیں۔ فرمایا کہ پڑھو میں نے ایک شعر پڑھا حضور نے فرمایا اور پڑھو اور پڑھو یہاں تک کہ میں نے سو شعر پڑھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹)

رسول اکرم ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو

انصار کی لڑکیاں فرح و مسرت سے تمنا کرتی تھیں اور یہ شعر گاتی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

(دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد ۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد پر تشریف لے گئے تھے جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ رنگ کی لڑکی حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ سرکار میں نے نذر مانی تھی کہ حضور جب خیریت سے واپس تشریف لائیں گے تو میں آپ کے حضور دف بجا کر گاؤں گی حضور نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر مانی ہے تو گا نا گا لے اور دف بجا لے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ وہ لڑکی گانے بجانے میں مشغول ہوگئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے مگر وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، وہ تب بھی اپنے کام میں مشغول رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے پھر بھی وہ باز نہ آئی۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، آپ کے آتے ہی اس لڑکی نے اپنے سرین کے نیچے دف کو دبا لیا۔ سرکار نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم سے شیاطین ڈرتے ہیں۔ میں بیٹھا وہ بجاتی رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے وہ بجاتی رہی حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آئے پھر بھی وہ بجاتی رہی۔ لیکن اے عمر رضی اللہ عنہ جس وقت تم آئے اس نے دف کو چھپا لیا۔

(مشکوٰۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۵۵۸)

قارئین کرام!

ابن ہمام مکی کا قول جس کو علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "اثبات السماع" میں نقل فرمایا ہے۔ انہی احادیث اور بزرگانِ دین کے اقوال کا خلاصہ ہے۔

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والو، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان سنو

"اباحت کے قائل حضرات کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت کثیرہ جس میں عشرہ مبشرہ کے بھی کچھ حضرات ہیں اور تابعین تبع تابعین و اتباع تبع اور دیگر علماء محدثین و

علماء دین کا جم غفیر جو صاحبان زہد و تقویٰ اور ارباب علم و عبادت ہیں۔ ان سے غنا اور اس کا سماع مروی ہے۔ اور انہوں نے ان سے اس باب میں اتنی روایات و حکایات بیان کی ہیں۔ جو بہت کافی ہیں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۴۷ جلد اوّل)

مصنف "رضا خانی مذہب" کی کم علمی

مصنف مذکور رسالہ "اثبات السماع" سے ایک عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سنا غنا یعنی باجے کو........... الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۳ حصہ دوم)

نمبر ۱...... خط کشیدہ الفاظ یعنی باجے کو علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اثبات السماع" میں بالکل تحریر نہیں۔ مصنف مذکور نے اصل عبارت میں زیادتی کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔

نمبر ۲...... غنا کے معنی "باجے" کسی معتبر و مستند لغت میں نہیں ہیں۔ ایسا فقط عوام کو دھوکا دینے کیلئے کیا گیا ہے۔

غنا کے لغوی معنی

۱۔ غنا: گانا، نغمہ: سرود۔ (کریم اللغات صفحہ نمبر ۲۳۲)

۲۔ غنا: وہ آواز جس سے گایا جائے یعنی سرو غیرہ۔ (قاموس صفحہ نمبر ۳۷۲)

۳۔ غنی: اغنیۃ، وغناءً (تغنی) گیت، گانا۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۷۶۷)

۴۔ الغناء من الصوت: گیت سر، راگ۔

۵۔ غناء بالکسر، سرود۔ (منتخب اللغات صفحہ نمبر ۳۳۶)

۶۔ الغناء، من الصوت، گیت سر۔ (مصباح اللغات صفحہ نمبر ۵۹۸)

۷۔ غناء: راگ، نغمہ، گانا۔ (فیروز اللغات)

۸۔ غناء: راگ، موسیقی۔ (اردو لغت، مرکزی اردو بورڈ لاہور صفحہ نمبر ۲۷۵)

باب پنجم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی تالیف

”حیات مولانا احمد رضا بریلوی“ کی ایک عبارت پر اعتراض اور اس کا جواب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، امام احمد رضا بریلوی کے شعر و ادب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مولانا بریلوی ماہر فقیہ و مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ شعر و ادب میں بھی استادانِ وقت سے پیچھے نظر نہیں آتے۔ ان کی نثری تخلیقات میں بعض محققانہ ہیں۔ بعض متصوفانہ بعض فلسفیانہ، بعض عارفانہ، بعض ادیبانہ اور بعض سہل ممتنع کا اعلیٰ نمونہ معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف اردو فارسی بلکہ عربی میں بھی ان کی فصاحت و بلاغت کا یہی عالم ہے۔ علمائے حرمین نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ امام مسجد حرام کے والد ماجد، عالم جلیل شیخ احمد ابوالخیر میرداد کی تحریر فرماتے ہیں“۔

”الحمد للہ علی وجود مثل ھذا الشیخ فانی لم لہ مثلہ فی العلم والفصاحۃ“۔

ترجمہ: ”مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں بے شک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا“ ....

نثر تخلیقات کے علاوہ مولانا بریلوی کی شعری تخلیقات بھی بلند پایہ ہیں۔ سخنوروں اور سخن شناسوں نے ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں (سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) اپنے ایک فاضلانہ مقالے میں مولانا بریلوی کے فضل و کمال اور شعر و ادب میں ان کے مقام کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے

ہیں.........................شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع سے تمام الفاظ انکی جملہ تصانیف سے یکجا کر لئے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ہندوستان کے کہنہ مشق شاعر و ادیب کالیداس گپتا نے مولانا بریلوی کے شاعرانہ کمال پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر، ان کی شاعری بھی اس درجہ کی ہے کہ انہیں انیس ویں صدی کے اساتذہ میں برابر مقام دیا جائے۔

......ذرا سے غور و فکر کے بعد ان کے اشعار ایک ایسے شاعر کا پیکر دل و دماغ پر مسلط کر دیتے ہیں جو محض ایک سخنور کی حیثیت سے بھی اگر میدان میں اترتا تو کسی استاد وقت سے پیچھے نہ رہتا......ان کے کلام سے ان کے کامل صاحبِ فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہ نہیں۔ اور ان کی نعتیہ غزلیں تو مجتہدانہ درجہ رکھتی ہیں......

مولانا بریلوی تلمیذ الرحمٰن تھے۔ انہوں نے کسی سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں کیا۔ پھر بھی جو کچھ کہا ایسا کہا کہ پرکھنے والوں نے ان کو استادان وقت میں شمار کیا......

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی صفحہ نمبر ۱۵۰ تا ۱۵۲ ناشر اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ)

اعتراض: مولانا احمد رضا بریلوی کو تلمیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔

جواب: بطور مجاز شاعر کو تلمیذ الرحمٰن کہنا اردو ادب میں مستعمل ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض کرنا اردو ادب سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

صاحب فیروز اللغات لکھتے ہیں:

تلمیذ الرحمٰن: خدا کا شاگرد، مجازاً شاعر۔ (فیروز اللغات صفحہ نمبر ۳۴۱ مطبوعہ لاہور)

شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں:

؎ پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

(بانگ درا صفحہ نمبر ۵۳ طبع جنوری ۱۹۸۹ء)

مشہور کالم نویس میاں عبدالرشید لکھتے ہیں:

علامہ اقبال ایسے شعرا ہی کو تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔ اور اسی قسم کی شاعری میں پیغمبری کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ الخ (نوائے وقت (ملتان) ۲۰ر جنوری ۱۹۸۸ء کالم نور بصیرت)

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

(ماہنامہ نیرنگ خیال راولپنڈی جون ۱۹۸۷ء اشاعت خصوصی جلد ۶۳ شمارہ ۱۵ ۷ صفحہ نمبر ۵۱ مدیر سلطان رشک)

۱۳۲۸ھ میں جب دیوان امیر خسرو منشی نول کشور (کانپوری) نے شائع کیا تو اس کی اطلاع کیلئے ایک اشتہار شائع کیا گیا جس کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی۔ الشعراء تلامیذ الرحمٰن۔

مذکورہ اشتہار دیوان امیر خسرو کے ابتداء میں رقم ہے۔

اقبالؒ کی خدمات (۴)

حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ اکبر کے دور کے ملحدانہ افکار سے اسلام کو پاک کیا۔ اور طبقہ امراء کو اپنا اولین مخاطب بنایا۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ غیر اسلامی اندازِ فکر کی مخالفت کی اور علماء کے ذریعہ اپنا کام آگے بڑھایا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار کے ذریعہ یورپی افکار کے ملحدانہ اثرات کا مقابلہ کیا۔ ان کے اولین مخاطب مغربی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان تھے، جو مغربی افکار کی رو میں بہے چلے جا رہے تھے۔

برطانوی دور میں افکار اسلامیہ کی تشکیل نو کے اس کام کو جس کا آغاز سرسید نے کیا تھا اور جس میں سید امیر علی، حالی، شبلی اور بعض دیگر حضرات نے نمایاں حصہ لیا تھا، اقبالؒ نے ایک واضح صورت دی اور اس کا صحیح رخ متعین کیا۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

طلسم عصر حاضر را شکستم
ربودش دانہ و دامش گسستم
خدا داند کہ مانند براہیم
بہ نار او چہ بے پروا نشستم

ترجمہ = میں نے موجودہ مغربی دور کے طلسم کو توڑا ہے۔ میں نے اس کا جال توڑ کر اس کی اصلیت کو پالیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مانند میں بھی اس کی آگ میں صحیح وسلامت رہا ہوں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کام کے لئے وہ موزوں ترین شخصیت تھے۔ کیونکہ انہیں مشرق کے قدیم علوم کے ساتھ ساتھ مغرب کے جدید علوم پر بھی عبور حاصل تھا۔ مزید بر آں وہ رموز تصوف سے بھی آشنا تھے۔ ان کا سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ اور ان کا دل عشق رسولؐ مقبول سے معمور تھا۔

علامہ اقبال ایسے شعراء ہی کو تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔ اور اسی قسم کی شاعری میں پیغمبری کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ بقول پروفیسر نکلسن "ان کی حکمت کی منطقیانہ چمک جذبات و تصورات کی درخشانی میں گھل مل جاتی ہے اور وہ ذہن پر چھانے سے قبل ہی قلب کو مسخر کر لیتے ہیں"۔ چنانچہ ان کے افکار نے اعلیٰ و ادنیٰ سب کو متاثر کیا اور ان کا پیغام برعظیم کے ایک سرے سے دوسرے تک ہر دل کو گرما گیا۔

ریاضی کے مطابق دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہم اس سنگین چار دیواری میں قید ہیں۔ شاعری اس قید سے نکلنے کا وسیلہ ہے۔

ایلس نے تحیر کی دنیا میں Alice in the wonderland ایک جگہ کہا ہے ——— وہ کتاب ہی کیا جس میں تصویریں نہ ہوں۔ ایلس کی طرح میں بھی یہ پوچھوں گا ——— وہ زندگی ہی کیا جس میں جذبہ نہ ہو۔ شاعری جذبے کی زبان ہے ——— کتنی بار ہم سب شاعری اس زبان سے روزمرہ کی زندگی میں ایسے جذبات، ایسے اطراف کھولتی ہے کہ اہلِ محفل بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں، سبحان اللہ۔

کل میں گھر سے دفتر جا رہا تھا کہ ایک دھواں دھار بس قریب سے گزر گئی اس پر لکھا تھا "برداشت کرو"۔ بسوں، ویگنوں، رکشاؤں پر موقع بے موقع بہت عبارتیں پڑھنے میں آتی تھیں مگر "برداشت کرو" جیسی فکر انگیز مختصر اور جامع تحریر بس کی پشت پر پہلے نظر سے نہیں گزری تھی۔ آج سے پینتیس سال پہلے ۱۹۵۲ء میں ایک مہربان دوست نے مجھے ایسی ہی نصیحت کی تھی۔ ان دنوں میں بھڑک اٹھنے والا مادہ ہوا کرتا تھا۔ میں نے دوست کے مشورے پر عمل کرنے کے لئے ایک گتے پر "برداشت کرو" لکھ کر اسے اپنے کمرے میں لٹکا دیا اور شاعری میں بڑھ چڑھ کر لیدمارنے لگا کہ ناقابلِ برداشت کو قابلِ برداشت بنانا شاعری کے وسیلے ہی سے ممکن تھا اور ہے۔ پھر غیر محسوس طور پر ناقابلِ برداشت احوال کی گرمی سے روح و قلم کی پرورش ہونے لگی۔ شاعری میں مجھے فریاد کی آسائش ملی ہے غم ضبط کے اصول کا پابند ہو گیا ہے ورنہ خدا جانے کیا ہو جاتا۔

شاعری کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا ہے ان کا اطلاق کم و بیش تمام اصنافِ سخن پر ہوتا ہے انہیں سے فرد اور کائنات، فرد اور معاشرے، ماضی اور مستقبل کے درمیان جاندار رابطہ قائم ہیں۔ آدمی کو پھسپھسا اور مہمل بنانا ہو یا روبوٹ تو اس کی زندگی سے شعر و ادب کو نکال دیں۔

اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیْذُ الرَّحْمٰن

عکس

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

للہ الحمد والمنة کہ درین آوان فرخ جان مبارک بنیان فرحت توامان کلام بلاغت نظام
فصاحت انضمام چہار ارکان شریعت وطریقت فراج لطافت ولطافت معرفت و مستبنو
اسم با مسمّیٰ کلیات عناصر دواوین خسرو کہ ہر عنصر مصرع چہارم رباعی فضل و کمال
بل دیوان غرہ جلالست و ہر شعرے از چہار دیوان برمخاست فکرت خسروی دالست اعنی مصنفہ
علیہ الرحمة اول را تحفة الصغر نام نہاد ثانی را وسط الحیوة نام داد ثالث را غرة الکمال نام
کرد رابع بلفظ بقیہ نقیہ نام بر آورد من تصنیف شریف شاہنشاہ قلمرو نازک خیالی کلیم طور
خوش مقالی گلبار خانوادہ معانی سالوک مسالک سخندانی مسلم الثبوت استاد صاحب اختراع و ایجاد
درة التاج ناشران قبلہ و کعبہ شاعران واقف غوامض فن کاشف نکات سخن دانای اسرار خفی و جلی فخر
و امیر الشعرا حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ رحمة اللہ القوی کہ از اعاظم خلیفہ صاحب مقامات علیہ
زبدة الکملا خلاصة العرفا سراج الاصفیا حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا
زری زر بغبت رحمہ اللہ است بتصحیح و تنقیح عمدة المصححین مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی
در مطبع منشی نولکشور واقع کانپور باہتمام بھگوان دیال ایجنٹ طبع گردید

ـــــ ح

عکس

باب ششم

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصانیف وتالیفات کی بعض عبارات پر اعتراضات اور اس کا علمی محاسبہ

عبارت نمبرا:

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کیلئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا و زاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجیے یا اپنا سہاگ لیجیے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈی اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار ومقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے۔ خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ

اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور مجھے یہ بیوہ کئے دیتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس۔ اور وہی چوڑیاں، اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک کڑے جوش پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے۔ صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۳، ۸۴ مطبوعہ کراچی)

الزام نمبرا: "رضاخانی مذہب میں خدا کی شادی"۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹ حصہ اول مطبوعہ کوئٹہ)

جواب: مندرجہ بالا عبارت میں مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سچے مجذوب کی پہچان اور اس کے ساتھ ہی احمد آباد (انڈیا) کے ایک مجذوب کے دو واقعات نقل فرمائے ہیں۔ اور مجذوب احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا۔ اس لئے ان واقعات سے مختلف قسم کے عقائد و نظریات قائم کر کے مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر طعن و تشنیع کرنا سراسر جہالت اور کم فہمی کا نتیجہ ہے۔

اس کے علاوہ اگر "مصنف رضاخانی مذہب" ان واقعات کے بعد فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی بنظر عمیق مطالعہ کر لیتا تو اسے اوہام باطلہ کی یہ بے بنیاد عمارت تعمیر کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

"صوفی صاحب تحقیق اور ان مقلد زندیق"۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۸۴ مطبوعہ کراچی)

مجذوب احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت مجنون لائی گئی جس نے زنا کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں ایک نابالغ جب تک کہ بالغ نہ ہو۔ دوسرے سوتا ہوا جب تک جاگ نہ اُٹھے تیسرے مختل الحواس جب تک کہ صحت یاب نہ ہو۔ اور یہ فلاں قبیلہ کی مختل الحواس

عورت ہے ممکن ہے کہ جس وقت اس شخص نے اس سے صحبت کی ہو یہ اپنی اس مرض میں مبتلا ہو۔ غرض اس کو رہا کر دیا۔ (سنن ابی داؤد مترجم صفحہ نمبر ۳۵۲ جلد ۳ مطبوعہ لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"عنوازاہل سکر عقل کا مغلوب ہو جانا جیسا کبھی احوال جسمانیہ سے ہوتا ہے ایسے ہی کبھی احوال نفسانیہ سے بھی ہوتا ہے اور یہ اطباء کے نزدیک بھی ثابت و مسلم ہے۔ منجملہ احوال نفسانیہ کے وہ احوال بھی ہیں جن سے سکر کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ سو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہے اسی طرح صاحب سکر و مغلوب الحال (یعنی مجذوب) بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے"۔

(التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۳۰۴ طبع کراچی از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

حدیث: "ذروا العارفین المحدثین عن امتی لاتنزلوھم الجنة ولا النار حتی یکون اللہ ھو الذی یقضی فیھم یوم القیٰمة"۔

(جامع صغیر صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۲، از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: "ایسے عارفین کہ جو میری امت میں ہوں گے۔ (ان کے حال پر) چھوڑ دو"۔

جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں۔ (مطلب یہ ہے کہ ان کو اسرار غامضہ مکشوف ہوتے ہیں) نہ ان کو (اپنے فتوے سے) جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں (یعنی نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو نہ ناری ہونے کا مراد یہ ہے کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض کے سبب سمجھ میں نہ آویں اور ظاہراً خلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد ہو اور نہ ظاہراً خلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تضلیل کرو۔ بلکہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرماوے گا۔ (بوادر النوادر صفحہ نمبر ۴۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، از مولوی اشرف علی تھانوی)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عزیزی اور علامہ حنفی فرماتے ہیں:

قال العزیزی عن المناوی ویظھر ان المرادبھم المجاذیب و نحوھم الذین یبدومنھم ماظاھرہ یخالف الشرع فلا تتعرض لھم بشئی و نسلم امرھم الی اللہ تعالیٰ وقال الحفنی اترکوا مخالطۃ المجاذیب والتکلم فیھم ای لاتحکموا بانھم من اھل الجنتہ لاعتقاد کم فیھم الولایۃ ولاتحکموا بانھم من اھل النار نظرالعلمھم المعاصی ظاھراً بل فوضوا امرھم لمولا ھم۔

مجانین الا ان سر جنونھم
عزیز علی ابوابھم یسجد العقل اھ

(نوادرالنوادر صفحہ نمبر ۴۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذب سے مراد یہاں وہ کیفیت نہیں جس میں سالک کا دل عالم غیب کی طرف یکسر متوجہ ہوجاتا ہے۔اس کے دماغ سے اِدھر اُدھر کے خیالات بالکل نکل جاتے ہیں۔ اس کی عقل اپنا کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔اور وہ شریعت کے احکام اور آداب معاشرت سے بالاتر ہوجاتا ہے۔(ہمعات صفحہ نمبر ۳۸،از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مجذوب کا واقعہ

(حاجی صاحب) نے مولوی عبدالرحمٰن جلال آبادی کا قصہ بیان کیا کہ جمال شاہ مجذوب جلال آباد میں مقیم تھے۔مولوی عبدالرحمٰن صاحب باوجود فضل وکمال چندے ان کی صحبت میں بیٹھے۔ کچھ حالت جذب کی سی ہوگئی۔ پھر تو مولوی صاحب ہر وقت مجذوب جمال شاہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ بایں ہیئت کذائی کہ کوئلوں کا تھیلا گلے میں اور ناریل ہاتھ میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتے جب مجذوب صاحب کو حقہ کی ضرورت ہوتی آپ (مولوی عبدالرحمٰن) ناریل تیار کر کے سامنے رکھ دیتے۔ جب مولوی صاحب کا انتقال ہوگیا (وہی) مجذوب صاحب آ کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب ہمارا بوجھ نہ اٹھا سکے دفعۃً بوجھ اٹھالیا اگر ذرا بچا اٹھاتے تو سنبھال لیتے۔

(امداد المشتاق، صفحہ نمبر ۱۰۹ مطبوعہ لاہور از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

مولوی اشرف علی تھانوی اور مجاذیب کے تین قصے

محمد الحضرمی مجذوب چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے بزرگ تھے۔ کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم ومعارف پر کلام کر جاتے اور کبھی کبھی استغراق کی حالت میں زمین وآسمان کے اکابر کی شان میں ایسی گفتگو فرماتے کہ اسکے سننے کی تاب نہ ہوتی۔ آپ ابدال میں سے تھے۔

(جمال الاولیاء، صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور، از مولوی اشرف علی)

ایک دن حاکم قصبہ ردولی کے کچھ لوگوں نے ایک چارپائی آنحضرت (شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ) کی خانقاہ سے غصب کر لی تھی اور ان دنوں میں حضرت میر سید قطب مجذوب واصل حق بھی قصبہ مذکور میں تشریف رکھتے تھے۔ اکثر اوقات شراب نوشی میں مشغول رہتے تھے۔ پس ایک پیالہ شراب سے بھر کر میاں خضر کے ہاتھ میں دیا کہ برادرم حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہٗ کی خدمت لے جاؤ۔ اور کہو کہ بزنم (یعنی اس کو مار ڈالوں) میاں خضر شراب کا پیالہ لے کر آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی کہ اس حالت سے آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو حاضر ہوں۔ حضرت نے صفائی باطن (یعنی کشف) سے معلوم کر کے باآواز بلند فرمایا کہ میاں خضر جس حالت میں ہو اسی طرح آؤ انہوں نے شراب پیالہ خدمت میں پیش کیا اور پیغام میر سید قطب کا عرض کیا۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ نے شراب نوش جان کر کے فرمایا کہ جاؤ حاجت نہیں ہے۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد قصبہ میں شور مچا اور اس ظالم کا جنازہ لوگ لائے۔ (السنۃ الجلیہ، صفحہ نمبر ۱۳۹،۱۴۰ مطبوعہ ملتان از مولوی اشرف علی تھانوی)

ملک یونس حق تعالیٰ کے بے مثل عاشق تھے اور کوئی شئے بدن پر نہ رکھتے تھے برہنہ پھرتے تھے اور ان سے کرامتیں بہت ظاہر ہوئیں..................

ایک روز وہ دیوانہ راستہ میں بیٹھ کر شراب پی رہا تھا۔ حضرت قطب العالم

(عبدالقدوس گنگوہی) اس راستہ میں پہنچے۔ جب اس کو اس حالت میں دیکھا اس راستہ سے کنارہ کی طرف بچ کر تشریف لے چلے۔ وہ دیوانہ شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے کر دوڑا۔ اور کہا (ترجمہ مصرعہ) کہ صوفی صاف دل نہیں ہوتا جب تک کہ شراب کا پیالہ نہ پیوے۔ جب آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احتراز کرنا ممکن نہ سمجھا پیالہ لے کر منہ کے قریب لے جا کر بکھیر دیا۔ شاید کچھ قطرے حلق میں چلے گئے ہوں اور آنحضرت نے فرمایا کہ اس شراب میں شراب کا مزہ نہ تھا۔ اور ان کے چند قطروں کے مزہ سے بہت سے حالات وکمالات مجھ پر ظاہر ہوئے۔

(السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ صفحہ نمبر ۱۴۰،۱۴۱ مطبوعہ ملتان)

اور ایک مدت کے بعد آنحضرت (مولانا عبدالقدوس گنگوہی) نے ان (شیخ عبدالغفور اعظم پوری رحمۃ اللہ علیہ) کی تربیت اور تکمیل کر کے خلافت عطا فرما کر ان کو ان کے وطن اعظم پور کی جانب رخصت کیا اور وقت رخصت وصیت کی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطن کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے حوالہ ہے کہ قصبہ ہتھنادر میں رہتے ہیں۔ اور وہ مقام تمہارے وطن سے بہت نزدیک ہے۔ وہاں جا کر وہ نعمت بھی حاصل کرنی چاہیئے۔ جب شیخ عبدالغفور اپنے وطن پہنچے۔ بموجب پیر کے فرمان کے موضع ہتھنادر میں گئے۔ اور اس سید کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا۔ اس جگہ سے واپس ہو کر قصبہ ہتھنادر کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد اعظم پور کی طرف رُخ کروں گا۔ اتفاقاً قضاء الٰہی سے قیلولہ کی حالت میں احتلام ہو گیا۔ بیدار ہو کر جب غسل کا ارادہ کیا تو مسجد کے جس گھڑے کو دیکھا شراب سے لبریز پایا۔ قصبہ کی تمام مسجدوں اور گھروں کو تلاش کیا سوائے شراب کے کچھ نہ ملا پھر نہر گنگ پر گئے جو اس موضع کے قریب بہتی تھی وہاں بھی بجز شراب کے اور کچھ نہ دیکھا خیال ہوا کہ سید بزرگوار کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسہ سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتیہ ہیں لیکن بموجب ارشاد نبوی کے ظنوا المومنین خیرا (یعنی مومن کے

ساتھ اچھا گمان رکھو) چونکہ تم عالم ہو سب کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہئیے اور نیز تم کو یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا کیا حکم ہے۔ شیخ عبدالغفور عاجزی اور انکساری کے ساتھ پاس گئے اور عرض کی کہ خطا ہوئی معاف فرمائیے۔ سید مذکور نے ان پر بہت شفقت کی اور وہ دولت جو کہ ان کے پاس ان کی امانت تھی ان کو سپرد کیا اور اعظم پور کو رخصت کیا۔

(السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ[1]، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲ مطبوعہ ملتان)

[1] ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان نے السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ، شراب السراب، تمیز العشق من الفسق، اصلاح الخیال، احکام التجلی من التعلی والتدلی، التشرف، التصرف فی تحقیق التصرف، اورادِ رحمانی اذکارِ سبحانی ان رسائل کو یکجا کر کے معارف اشرفیہ جلد نمبر ۲۵ کے نام سے شائع کیا ہے۔

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

قارئین کرام!

اگر کوئی شخص متذکرہ مجاذیب کے واقعات سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ دیوبندی مذہب میں حقہ پینا۔ زمین وآسمان کے اکابر کی شان میں ہلکے الفاظ استعمال کرنا۔ ننگے رہنا۔ اور شراب پینا جائز ہے تو......"مصنف رضاخانی مذہب" فوراً سیخ پا ہو کر یہ کہے گا کہ یہ علماء دیوبند پر صریح بہتان ہے۔

اسی طرح احمد آباد کے مجذوب کے واقعات سے "مصنف رضاخانی مذہب" کا یہ نتیجہ نکالنا......"رضاخانی مذہب میں خدا کی شادی" دروغگوئی۔ بہتان اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی پر تنقید کرنے والو!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے متعلق بھی ذرا قلم کو جنبش دو!

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمد آباد سے گزرتے وقت موسیٰ سہاگ کی قبر پر جانا ہوا جو ایک مشہور بزرگ تھے۔ ان کے تمام متبعین عورتوں کی شکل میں تھے

اوراس قصبہ میں انہی کے مقتداء تھے۔انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار احمد آباد شدید قحط پڑا اور عوام وخواص نے موسیٰ سہاگ کی طرف رجوع کیا اور وہ پانی کی طلب کرنے (دعا) کیلئے نکلے اوراس مقام پر جہاں نماز استسقاء پڑھی جاتی تھی اس طرح پر جوادب کے منافی تھا آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور ایک ڈھیلا لے کر آسمان کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہا اگر بارش نہ ہوئی تو میں یہ لباس سہاگ اتار پھینکوں گا اوراس کو اس پتھر سے ریزہ ریزہ کر ڈالوں گا لوگ بیان کرتے تھے کہ اسی دن بارش ہوئی، اورلوگوں نے قحط سے نجات پائی۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم) صفحہ نمبر ۴۴۸ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر۲: جب جمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کردیں غزوہ احزاب کا واقعہ ہے۔رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست ونابود کردے۔اس نے کہا الحلائل لا یخرجن، بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں، فاعقمہا اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کردیا۔اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ نمبر۹۳ مطبوعہ کراچی)

الزام نمبر۲: ''خدا بے اختیار ہے''۔(العیاذ باللہ)

اعتراض نمبر۱،۲: اس روایت کا کتب حدیث میں کہیں تذکرہ نہیں۔

شمالی ہوا کو بانجھ کہنا اوراس سے بارش کا نہ ہونا یہ بھی لغو اور باطل ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر۲۹ حصہ اوّل)

اعتراض نمبر۱ کا جواب: مذکورہ واقعہ کو مشہور محدث ''صاحب مسند بزار'' شیخ ابوبکر احمد ابن عمرو بن عبدالخالق (المتوفی ۲۹۲ھ) نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے۔جیسا کہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی ابن مردویہ والبزار وغیرھما برجال الصحیح عن ابن عباس قال لما کانت لیلۃ الاحزاب قال الصبا للشمال اذھبی بنا ننصر رسول اللہ ﷺ فقالت ان الحرائر لاتھب باللیل فغضب اللہ علیھا فجعلھا عقیما وارسل الصبا

فاطفات نیرانهم وقطعت الحنابهم فقال صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالصباء واهلکت عاد بالدبور۔

ا؎ ابوبکر بن موسیٰ مردویہ اصفہانی متوفی ۴۱۶ھ۔

(زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۱۲۱، ۱۲۲ مطبوعہ مصر، از علامہ محمد عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

اُس کے علاوہ اس واقعہ کو "صاحب سیرۃ حلبیہ" اور "صاحب مدارج النبوۃ" نے بھی نقل فرمایا ہے۔

و عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قالت الصبا للشمال: اذهبی بنا ننصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: ان الحرائر لاتهب باللیل، فغضب اللہ علیها فجعلها عقیما، ویقال لها الدبور، فکان نصره صلی اللہ علیہ وسلم بالصباء و کان اهلاك عاد بالدبور، وهی الریح الغربیة۔

(السیرۃ الحلبیہ صفحہ نمبر ۶۵۴، جلد ۲، مطبوعہ بیروت از علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ)

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ احزاب والی رات میں بادِصباء نے بادِشمال سے کہا آؤ ہم دونوں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کریں بادِشمال نے جواب میں بادِصباء سے کہا "ان الحرة لاتسیر باللیل حرہ" یعنی اصیل و آزاد عورت رات کو نہیں چلا کرتی۔ بادِصباء نے کہا حق تعالیٰ تجھ پر غضب کرے۔ اور اسے عقیم یعنی بانجھ بنا دیا۔ تو جس ہوا نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی وہ بادِصبا تھی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد بادِصبا سے کی گئی اور قوم عاد دبور یعنی بادِشمال سے ہلاک کی گئی۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۳۰ مطبوعہ کراچی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

یہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ معتبر کتب تفاسیر میں بھی موجود ہے۔

تفسیر القرآن العظیم از حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی متوفی ۷۷۴ھ جلد ۳ صفحہ نمبر ۴۷۰ مطبوعہ لاہور، پاکستان

عن عکرمہ قال: قالت الجنوب للشمال لیلة الاحزاب انطلقی ننصر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الشمال ان الحرۃ لاتسری باللیل قال فکانت الریح التی ارسلت علیھم الصبا۔

جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابی جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۵۳ مطبوعہ بیروت، لبنان ۱۹۹۵ء۔

حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا عبدالاعلی قال ثنا داؤد عن عکرمہؓ قال قالت الجنوب للشمال لیلۃ الاحزاب انطلقی ننصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الشمال ان الحرۃ لاتسری باللیل قال فکانت الریح التی ارسلت علیھم الصبا

تفسیر ابن جریر کے بارے میں علماء کے تاثرات

اس امر پر پوری امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تفسیر ابن جریر جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

(امام نووی شارح مسلم متوفی ۶۷۶ھ) (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳ مطبوعہ لاہور)

تفسیر ابن جریر جملہ کتب تفاسیر سے اعظم و افضل ہے۔ اس میں تفسیری اقوال کی توجیہ و ترجیح کلمات کی نحوی حالت اور استنباط مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر سابقہ کتب تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ) (الاتقان جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۰)

لوگوں میں جو کتب متداول ہیں تفسیر ابن جریر ان سب سے صحیح تر ہے۔ اس میں علمائے سلف کے اقوال صحیح سنت کے ساتھ مذکور ہیں۔ (ابن تیمیہ م ۷۲۸ھ)

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۲)

میں نے از ابتداء تا انتہا یہ تفسیر مطالعہ کی ہے میرے خیال میں روئے ارض پر ابن جریر سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں۔

(محدث ابن خزیمہ المتوفی ۳۱۱ھ) (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳)

مشہور جرمنی مستشرق نولد یکی ۱۸۶۰ء میں تفسیر ابن جریر کے چند فقرات دیکھ کر کہا:

''اگر یہ تفسیر ہمارے ہاتھ لگ جاتی تو ہم متاخرین کی تمام تفاسیر سے بے نیاز ہو جاتے''۔ (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۱۹۳)

۱؎ ابو عبداللہ عکرمہ بربری مدنی مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما دیار مغرب بربر کے رہنے والے تھے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کسب فیض کیا۔ ۱۰۶ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵)

الجامع لاحکام القرآن از محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۶۸ھ صفحہ نمبر ۱۴۳ جزء ۱۴ مطبوعہ بیروت۔

قال عکرمۃ: قالت الجنوب للشمال لیلۃ الاحزاب: انطلقی نصرۃ النبی صلی اللہ علی وسلم، فقالت الشمال: ان محوۃ لاتسری بلیل، فکانت الریح التی ارسلت علیھم الصبا۔

مصنف رضا خانی مذہب جواب دے

اگر مذکورہ واقعہ نقل کرنے کی بنا پر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (نعوذ باللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو مندرجہ ذیل علمائے سلف و خلف جنہوں نے اس واقعہ کو روایت اور نقل کیا ہے جناب ان کے متعلق کیا حکم صادر فرمائیں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (م ۶۸ھ)۔
☆ حضرت ابو عبداللہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶ھ)۔
☆ حضرت ابو بکر بن موسیٰ بن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۱۶ھ)۔
☆ حضرت ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق صاحب مسند بزار (م ۲۹۲ھ)۔
☆ حضرت علامہ علی بن برہان الدین صاحب سیرۃ حلبیہ (م ۱۰۴۴ھ)۔
☆ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۴ھ)۔
☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)۔
☆ حضرت علامہ ابن کثیر قرشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ)۔

☆حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۱۰ھ)۔

☆حضرت علامہ محمد بن احمد قرطبی (م ۶۶۸ھ)۔

تشریح: "فارسلنا علیھم ریحاً وجنودا لم تروھا"۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۹)

ترجمہ: "تو ہم نے ان پر آندھی اور لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں پر ہوا بھیجی۔ اور حدیث میں ہے کہ پروائی نے شمال سے کہا۔ چلو رسول خدا کی مدد کریں ان دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ حکم ربانی شمالی کو بھی ہوا مگر بذریعہ بادصبا یعنی اللہ تعالیٰ نے بادصبا کو حکم دیا کہ تم اور شمالی دونوں جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرو۔ شمالی نے سرتابی کی، مورد غضب ہو کر سزایاب ہوئی۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ بادشمالی کو حکم ربانی نہیں تو اسے مورد غضب ٹھہرانے اور سزا دینے کی وجہ کیا تھی۔

توضیح مزید کیلئے یوں کہہ لیجئے۔ یہاں تین احتمالات ہیں۔

اوّل: حکم ربانی دونوں میں کسی کو نہیں تھا۔ بادِصبا اپنی خوشی سے گئی تھی تو "فارسلنا علیھم ریحاً" فرمانا غلط ہوا۔

دوم: حکم ربانی صرف پروائی کو تھا اس نے اپنی طرف سے شمالی سے کہا تو شمالی پر غضب اور اس کو سزا بے قصور ہوئی اور یہ ظلم ہوا۔

سوم: حکم دونوں کو تھا ایک کو براہِ راست دوسرے کو بذریعہ صبا، بادِصبا نے تعمیل حکم کی اور سرخرو ہوئی۔ شمالی نے نافرمانی کی سزایاب ہوئی۔ یہی ہمارا مدعا۔ اسی واقعہ کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات حصہ چہارم میں بیان فرمایا ہے۔

(تحقیقات، صفحہ نمبر ۱۳۷، ۱۳۸ مطبوعہ انڈیا از مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی)

اعتراض نمبر ۲ کا جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ فغضب اللہ علیھا فجعلھا عقیماً، یعنی اللہ تعالیٰ نے بادشمالی کو بانجھ کر دیا۔ بانجھ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پانی نہیں برستا۔ (سیرۃ حلبیہ صفحہ نمبر ۶۵۴، جلد ۲)

علامہ محمد احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۶۸ھ فرماتے ہیں:

قال عکرمۃ: قالت الجنوب للشمال لیلۃ الاحزاب: انطلقی لنصرۃ النبی صلی اللہ علی وسلم، فقالت الشمال: ان محوۃ لاتسری بلیل، فکانت الریح التی ارسلت علیھم الصبا۔ (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر۱۴۳ جز۱۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ''حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جنگ) احزاب کی رات میں بادِ جنوب نے بادِ شمالی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیلئے چلو۔ بادِ شمال نے جواب دیا کہ کنواری عورت رات کو نہیں چلتی۔ جو ہوا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کیلئے) بھیجی گئی وہ بادِ صبا تھی''۔

حاشیہ تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لفظ ''محوۃ'' کے تحت منقول ہے۔

محوۃ: من اسماء الشمال۔

لا نھا تمحو السحاب وتذھب بھا۔

(الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر۱۴۳ جلد۱۴ حاشیہ نمبر۱)

ترجمہ: ''(محوۃ) بادِ شمالی کے اسماء میں سے ایک نام ہے''۔

(وجہ تسمیہ) کیونکہ وہ بادلوں کو زائل کرتی ہے اور انہیں لے جاتی ہے۔ یعنی اس سے بارش نہیں ہوتی۔

یہ واقعہ مدینہ منورہ عرب شریف کا ہے۔ عربوں سے پوچھ لو۔ وہاں بادِ شمالی سے پانی کبھی نہیں برستا۔ ہندوستان پر عرب کو قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔

فاضل بریلوی پر الزام کی حقیقت

مذکورہ واقعہ سے خداوند قدوس کی ''بے اختیاری ثابت کرنا'' عقل وفہم کا قصور اور جہالت وحماقت کے سوا کچھ نہیں۔

تعمیل حکم نہ کرنے اور حکم نہ چلنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ حکم نہ چلنا حاکم کے عجز کی دلیل ہے اور کسی سرکش کا تعمیل حکم نہ کرنا اور تمرد ونافرمانی کی سزا پانا عجز کی دلیل نہیں۔ بلکہ حاکم کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے پہلی صورت نہیں۔

قارئین کرام! غور کریں:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر اس نے سجدہ نہیں کیا یہ شیطان کی سرکشی و نافرمانی ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ شیطان نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ شیطان پر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ چلا۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اوامر شرعیہ کی پابندی کرو نواہی سے بچو۔ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلا۔

اسی طرح بادِ شمال کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کافروں کو نیست و نابود کر۔ اس نے نافرمانی کی۔ اس کی بھی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اس نے تعمیل حکم نہیں کی نافرمانی کی۔ اس کو بدل کر یوں کہنا کہ اس سے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بادِ شمال پر نہ چلا اور نعوذ باللہ "خدا بے اختیار ہے"۔ دنیائے صحافت کا بدترین جرم ہے۔ (تحقیقات صفحہ نمبر ۱۴۰)

عبارت نمبر ۳:

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے پار جانے کی ضرورت تھی، کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا، فرمایا

وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ۱۰۴، ۱۰۵ مطبوعہ لاہور)

جواب نمبر ا: اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلّمہ اصول کے مطابق ہر علم وفن کا موضوع، اس کی غرض وغایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم وفن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے۔ جو شخص کسی علم وفن کا ماہر ہو اور تجربہ کار نہ ہو بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ، اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے، اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیائے کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی ماخذ یا حجت قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام وقوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کیلئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ

نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ اس قسم کی عبارتوں کو "شطحیات" کہا جاتا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی عقیدے کے مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

(ملت اسلامیہ کا موقف صفحہ نمبر ۱۴۱ مطبوعہ پاکستان)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

"مشائخ سے جو اقوال وارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوئے ہیں ان کا تعلق انہی کے مرتبہ کے ساتھ ہے (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظاہران اقوال کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں چنانچہ یہ قول لیس فی الدارین غیر اللہ اور انا الحق اور سبحانی (ان کے متعلق تحقیق یہ ہے) کہ ان کا انکار اور ردّ جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہلسنت وجماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں کہ وہ معصوم نہیں ممکن ہے کہ ان کو لغزش ہوگئی ہو............ ایسے مشائخ پر انکار کرنے سے بڑی محرومی ہوتی ہے کیونکہ منکر کو کوئی مرتبہ نہیں حاصل ہوتا بجز رسوا اور ذلیل ہونے کے کچھ نہیں ہوتا۔ صاحب عوارف فرماتے ہیں جس نے انکار کیا گمراہ ہوا اور حد سے آگے نکل گیا۔ اور تصدیق کرنے والا اگرچہ (ابھی تک) ان کے درجہ تک نہیں پہنچا (لیکن) امید ہے کہ تصدیق کی وجہ سے ان کی صحبت اور خدمت میں حاضر ہو کر بزرگوں کے کمالات حاصل کرے اور اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔

(السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰ مطبوعہ ملتان، از مولوی اشرف علی تھانوی)

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں

"اے بھائیو! پہلی بات تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد و مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیے خواہ کلام عربی زبان

میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔" (الکلام الحنی صفحہ نمبر ۲۲ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اولیاء کرام پر اعتراض کرنے والے لوگ انکے مصطلح معانی و مطالب سے بالکل جاہل و بے خبر ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو علم مکاشفات میں رسوخ و مہارت حاصل ہو۔ بلکہ انہوں نے تو ان علوم کی بو تک نہیں سونگھی۔

(فتاوٰی حدیثیہ صفحہ نمبر ۶۷ طبع کراچی)

جواب نمبر ۲: ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول کی عبارت ابتداء تا انتہا پڑھنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق آپ سے حوالہ دریافت کیا گیا ہے کہ جس کے جواب میں آپ نے حوالہ اور ساتھ ہی اس واقعہ کی تفصیل اپنے لفظوں میں ارشاد فرمائی ہے۔ اگر فقط حوالہ بتانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متوسلین (نعوذ باللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) اور علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) اور سیدی مصطفےٰ البکری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ جنہوں نے اس واقعہ کو مسائل تصوف بیان کرتے ہوئے بطور استدلال نقل فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ محمد حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۴۷ھ) کا واقعہ ہے اسی لئے فاضل بریلوی نے بطور احتیاطاً اپنے جواب سے پیشتر لفظ غالباً استعمال کیا ہے۔ اگر واقعہ مذکورہ نقل کرنے کی بناء پر علامہ عبدالوہاب شعرانی کی قطبیت، علامہ عبدالغنی نابلسی اور سیدی مصطفےٰ البکری حنفی کی مسلمانی میں فرق نہیں آتا تو مولانا احمد رضا اور ان کے معتقدین (نعوذ باللہ) گمراہ کیوں؟...... خدارا...... کذب بیانی، دروغگوئی، اور بہتان تراشی کو چھوڑ دیئے...... خدا سے ڈریئے...... کل بروز محشر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر کیا جواب دو گے۔ فرمان خداوندی ہے۔

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: "بے شک بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں"۔

"قال الربیع بن انس رضی اللہ عنہ من لم یخش اللہ فلیس بعالم"۔

ل امام احمد رضا فاضل بریلوی سے اس حکایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید کہنا، ملخصاً فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ نمبر ۴۳۶ جلد ۲۶ طبع لاہور، باقی ملفوظات میں اس حکایت کو درج کیا گیا ہے وہ یقیناً الملفوظ کے مرتب کو سہو ہوا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کا اس حکایت کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو اعلیٰ حضرت پر الزام کیسا؟

(ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

"جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں"۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ صفحہ نمبر ۳۵۹ جلد اوّل مطبوعہ پاکستان از علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

علامہ عبدالغنی نابلسی دمشقی علمائے اہلسنت و دیگر محققین کی نظر میں

صاحب حدائق الحنفیہ مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی دمشقی: عالم محقق، فاضل مدقق تھے۔ علوم و فنون اپنے ملک کے علماء وفضلاء سے حاصل کئے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیرہ کو سیراب کیا ۱۱۴۳ھ میں وفات پائی "محقق مذہب حنفی" تاریخ وفات ہے۔

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۵۸ مطبوعہ لاہور)

شیخ حسین حلمی استنبولی فرماتے ہیں

النابلسی ...... عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی بن اسماعیل بن احمد بن ابراہیم النابلسی الدمشقی العارف باللہ الحنفی الصوفی النقشبندی القادری ولد بدمشق سنۃ ۱۰۵۰ھ وتوفی بہا سنۃ ۱۱۴۳ھ۔ (المنحۃ الوھبیۃ مطبوعہ ترک ۱۳۹۴ھ)

شیخ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قال العارف باللہ سیدی عبدالغنی النابلسی۔

(الحاشیۃ الطحطاویۃ علی مراقی الفلاح)

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

الشیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی، الدمشقی، الحنفی، اشھر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان، اخذ عن کثیر من ائمۃ العلماء والاولیاء واخذ عنہ کثیر منھم۔ (جامع کرامات الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

بطرس البستانی لکھتے ہیں

ھواعظم من ترجمۃ علماء و ولایۃ و زھداً وشھرۃ و درایۃ وھو استاذ الاساتذہ و جھبذ الجھابذۃ، الولی العارف ینبوع العوارف والمعارف، قطب الاقطاب، العارف بربہ الفائز بقربہ وحبہ، ذوالکرامات الظاھرۃ، والمکاشفات، الباھرۃ۔ (دائرۃ المعارف (عربی) جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۶۰)

سیدی مصطفےٰ البکری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

کے متعلق علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ولی کبیر شیخ الطریقۃ الخلوتیہ اور ائمۃ الحنفیہ میں عظیم امام السید المصطفےٰ البکری ہیں۔ (شواہد الحق صفحہ نمبر ۶۱۵ مطبوعہ لاہور)

اعتراض: مذکورہ واقعہ جھوٹا اور من گھڑت ہے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۲ حصہ اوّل)

جواب: مذکورہ واقعہ کو جھوٹا اور من گھڑت کہنا مطالعہ کی کمی، مسائل تصوف سے ناآشنائی اور بغض اولیاء اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

اس واقعہ کو جلیل القدر علمائے اہلسنت نے مسائل تصوف کے ضمن میں بطور استدلال نقل فرمایا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

ومما یحث المرید علی اتخاذ الشیخ الحی مسترشدا معہ والمیت مستمداً منہ ما نقلہ الشیخ عبدالوھاب الشعراوی رحمۃ اللہ فی کتابہ العھود المحمدیۃ: ان المعروف الکرخی کان یقول لأصحابہ: اذا کان لکم الی اللہ تعالیٰ حاجۃ فاقسموا علیہ بی ولاتقسموا علیہ بہ تعالیٰ، فقیل لہ فی ذلک فقال: ھولاء

لایعرفون اللہ تعالیٰ فلم یحببھم، ولوانھم عرفوہ لاجابھم، وکذلک وقع لسیدی محمد الحنفی الشاذلی انہ کان یعدی من مصرالی الروضۃ ماشیاً علی الماء ھو و جماعتہ فکان یقول لھم: قولوا یا حنفی، وامشوا خلفی وایاکم ان تقولوا یااللہ تغرقوہ مخالف مشخص منھم وقال: یااللہ فزلقت رجلہ فنزل الی لحیتہ فی الماء فالتفت الیہ الشیخ وقال: یاولدی انک لاتعرف اللہ تعالیٰ حتی تمشی باسمہ علی الماء، فاصبر حتی اعرفک بعظمۃ اللہ تعالیٰ ثم اسقط الوسائط، انتھیٰ۔

ترجمہ: مرید کو رشد و ہدایت اور امداد حاصل کرنے کیلئے زندہ یا وصال فرمودہ شیخ کا دامن پکڑنے پر، العہود المحمدیہ میں شیخ عبدالوہاب شعراوی کی یہ نقل شوق لاتی ہے کہ حضرت معروف کرخی اپنے احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہِ الٰہی میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو، اس ذات کی قسم نہ دو، اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا (کہ اس کی وجہ کیا ہے؟)؛ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے لہٰذا وہ ان کی درخواست قبول نہیں فرماتا، اگر اسے پہچانتے تو ان کی دعا قبول فرماتا، اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور انہیں فرماتے تھے "یا حنفی" کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور دیکھو! "یا اللہ" نہ کہنا ڈوب جاؤ گے! ان میں سے ایک شخص نہ مانا اور "یا اللہ" کہا اس کا پاؤں پھسلا اور حلق تک پانی میں چلا گیا، شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیٹے! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے حتیٰ کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے۔ ٹھہر! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ کہا اور تمام حجابات اٹھا دیئے"۔ (انتہیٰ)

(کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ پاکستان از علامہ عبدالغنی آفندی، نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد دوم، از عبدالغنی نابلسی حنفی)

(مشارق الانوار القدسیۃ فی بیان العہود المحمدیہ از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ)

(لمع البرق المقامات العوال فی زیارۃ سیدی حسن الراعی وولدہ عبدالمعال از سیدی مصطفے البکری حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

اعتراض: ملفوظات اور الحدیقۃ الندیۃ کی عبارات آپس میں متعارض ہیں۔

جواب: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے حدیقہ کی عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے نہ کہ من وعن عبارت بیان فرمائی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض لغو ہے۔

اعتراض: الحدیقۃ الندیۃ کی عبارت میں کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جن کا ترجمہ شیطانی وسوسہ ہو۔

جواب: اہل تصوف حضرات کے نزدیک مرید پر اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل و بجا آوری واجب و ضروری ہے۔ اور اس کے امر کے خلاف کرنا ضلالت و گمراہی ہے۔ گمراہی کا سبب شیطان ہے۔ جیسا کہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

اس لئے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے محمد حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے خلاف کرنے کو شیطانی وسوسہ سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری فرماتے ہیں

مرید کو لازم ہے کہ پیروں کی بات میں دخل اور تصرف نہ کرے۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۵۶۲ مطبوعہ لاہور)

حضرت عبدالواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

شیخ کا جو قول اور فعل، حال یا مآل دیکھے اس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اور شیخ کے ظاہری و باطنی تصرفات کے تسلیم کر لینے میں مشغول رہے۔ (سبع سنابل صفحہ نمبر ۱۳۳ مطبوعہ لاہور)

غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مرید پر واجب ہے کہ ظاہر عمل میں شیخ کی مخالفت نہ کرے اور نہ دل میں اس پر اعتراض کرے، ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا گستاخ و بے ادب ہے اور باطن میں اس پر معترض ہونے والا خود اپنی تباہی اور ہلاکت کا خواستگار ہے، مرید کو چاہیئے کہ شیخ

طریقت کی طرفداری میں اپنے نفس کو مصروف رکھے اور ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے اپنے نفس کو باز رکھے۔ اور اس کی اس خواہش پر اس کو ملامت کرے۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۶۱۲ مطبوعہ کراچی)

۷ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک شب میں نے مدینہ منورہ میں بستر خواب پر عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغت اللہ بروجی ایک ساتھ دربار اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ وہاں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی بھی ایک بڑی جماعت موجود ہے اور ان میں ایک صاحب ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تبسم اور شیریں لبی کے ساتھ باتیں فرمار ہے ہیں اور ان کے حال پر نہایت توجہ والتفات فرماتے ہیں۔ جب مجلس مبارک تمام ہو چکی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر التفات فرماتے ہیں انہوں نے جواب دیا، میر عبدالواحد بلگرامی اور ان کے زیادہ احترام کا سبب یہ ہے کہ ان کی تصنیف سبع سنابل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوئی۔

(امع التواریخ جلد اوّل، ماثر الکرام صفحہ نمبر ۲۹)

حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر پیر کا کوئی فعل مرید کے فہم اور ادراک میں نہ بھی آئے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ کو مدنظر رکھ کر خاموش رہے اور اس وقت تک انتظار کرے جب تک خود بیان نہ کردے۔

مرید تصرفات پیر میں اپنے آپ کو سپرد کردے اور ہر حال میں پیر کا تابع فرمان رہے اور شیخ کے تصرفات پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اس لئے کہ کامل کا ہر قول و فعل کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

شیخ کے تصرفات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ظاہر و باطن پر معترض نہ ہو۔

مرید اپنا اختیار بالکل چھوڑ دے اور دینی و دنیاوی امور میں شیخ کے فرمان وارادہ کے ماتحت رہے۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۱۸۴، ۱۸۹ مطبوعہ لاہور)

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں

مرید وہ ہے جس کا ارادہ شیخ ہی کا ارادہ ہو۔ کیونکہ شیخ آمر اور مرید مامور ہے اور جو امر شیخ سے صادر ہو وہ گویا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پس مرید پر واجب ہے کہ بلا تاخیر و تقصیر اس کی متابعت کرے اس لئے کہ مرید پر نفس کا مغلوب کرنا شیطان کے دفع کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ مرید اگر کسی قول و فعل میں شیخ کے خلاف ہوگا تو صدق و ارادت کے لائق نہیں رہے گا۔ (الفقر فخری صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں

احترام باطنی یہ ہے کہ شیخ پر کسی بات سے انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں بھی قولاً فعلاً سکوناً حرکۃً رعایت رکھے، ورنہ منافق ہو جائے گا۔ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱)

شیخ کے خلاف کرنے کو مولوی اشرف علی دیوبندی کا وسوسہ سے تعبیر کرنا

شیخ عبدالغفور اعظم پوری کو ایک مدت کے بعد آنحضرت (مولانا عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی تربیت اور تکمیل کر کے خلافت عطا فرما کر ان کو ان کے وطن اعظم پور کی جانب رخصت کیا اور وقت رخصت وصیت فرمائی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطن کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے حوالہ ہے۔ قصبہ تھنادر میں رہتے ہیں اور وہ مقام تمہارے وطن سے بہت نزدیک ہے۔ وہاں جا کر وہ نعمت بھی حاصل کرنی چاہیئے۔ جب شیخ عبدالغفور اپنے وطن پہنچے۔ بموجب پیر فرمان کے موضع تھنادر میں گئے اور سید کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا۔ اس جگہ سے واپس ہو کر قصبہ تھنادر کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا اور ان ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد اعظم پور کی طرف رُخ کروں گا۔ اتفاقاً قضاء الٰہی سے قیلولہ کی حالت میں احتلام ہو گیا۔ بیدار ہو کر جب غسل کا ارادہ کیا تو مسجد کے جس گھڑے کو دیکھا شراب سے لبریز پایا۔ قصبہ کی تمام مسجدوں اور گھروں کو تلاش کیا سوائے شراب کے کچھ نہ ملا پھر نہر گنگ پر گئے جو اس موضع کے قریب بہتی تھی وہاں بھی

بجز شراب اور کچھ نہ دیکھا خیال ہوا کہ سید بزرگوار کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسہ سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتیہ ہیں لیکن بموجب ارشاد نبوی کے ظنوا المؤمنین خیرا (یعنی مومن کے ساتھ اچھا گمان رکھو) چونکہ تم عالم ہو سب کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیے اور نیز تم کو یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا کیا حکم تھا۔ شیخ عبدالغفور عاجزی اور انکساری کے ساتھ پاس گئے اور عرض کی کہ خطا ہوئی معاف فرمائیے۔ سید مذکور نے ان پر بہت شفقت کی اور وہ دولت جو کہ انکے پاس ان کی امانت تھی ان کو سپرد کیا اور اعظم پور کو رخصت کیا۔

(معارف اشرفیہ صفحہ نمبر ۱۴۲، ۱۴۳ جلد ۲۵ طبع ملتان)

یاد رہے کہ مذکورہ بالا واقعہ میں وسوسہ سے مراد وسوسہ شیطانی ہے۔ کیونکہ وسوسہ شیطانی پر ہی توبہ کی جاتی ہے نہ کہ وسوسہ رحمانی پر۔

عبارت نمبر ۴:

عرض: حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کیلئے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا جواب کیا ہے۔

ارشاد: یوں تو کوئی شئے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اسکی جگہ استحالہ بتائے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں، محال بالذات وہ شئے ہے جسکی نفس ذات ابا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شئے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے اور اگرچہ وہ شئے مستقل نہیں تو جسکے ساتھ اسکا تعلق ہے اسکی نفس ذات ابا کرے اسکے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شئے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یہ نہ ہوگی اب اسکا خلاف ممکن ہے یا محال۔ ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا۔ رب وہ غیر کیا ہے جسکے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی سے لازم

آئے گا کہ کذب الٰہی بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے۔ اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہوجاتی۔

(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۵۲، ۳۵۳ مطبوعہ لاہور)

مصنف "رضاخانی مذہب" کی نقل کردہ عبارت

"اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی اب اس کا خلاف ممکن ہے۔ یا محال ممکن تو ہے ہی نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۶ حصہ اوّل)

الزام نمبر ۳: خدا جھوٹ بولتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۶ حصہ اوّل)

جواب:

اہلسنت و جماعت کا مسلک

اللہ تعالیٰ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے یعنی عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کیلئے محال مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہم۔ عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا ہے اور خدا کو عیبی بتانا۔ خدا سے انکار کرنا اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوجائے گی باطل محض ہے اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس کا محال ہے کہ متعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

(بہار شریعت صفحہ نمبر ۲، مطبوعہ لاہور از مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

(عقائد حقہ اہلسنت و جماعت معتبرہ از تصنیفات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الملتمس)

مولانا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمہ صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ انڈیا)

کلام الٰہی میں وجودِ کذب محال بالذات ہے خواہ کلام نفسی ہو یا لفظی۔

(تسبیح الرحمٰن، صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لاہور، از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

عبارت مذکورہ بد دیانتی کی بنا پر سیاق و سباق چھوڑ کر ادھوری نقل کی گئی ہے۔ اگر پوری عبارت لکھ دی جاتی تو ایک کم فہم آدمی بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو فرقہ وہابیہ (دیابنہ) کا ردّ بلیغ کر کے کذب باری تعالیٰ کو محال بالذات ثابت کر رہے ہیں۔

چنانچہ......"معتف رضا خانی مذہب" کی منقولہ عبارت کے بعد یہ رقم ہے:

"تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے لازم آئے گا کہ کذب الٰہی بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے۔ اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔

بتلانا مقصود یہ ہے کہ وجہ استحالہ بیان کرنے سے شئی محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ وہ تو غیر مستقل ہے مگر اس کا تعلق مستقل محال بالذات سے ہے مثلاً کسی متعین بات کا خلاف جو کہ مستقل نہیں اس وجہ سے محال ہے۔ کہ کذب باری تعالیٰ مستقلاً محال بالذات ہے۔ ظاہر ہے بیان کرتے وقت تو کہنا ہوگا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہونے کی وجہ سے متعین بات کا خلاف محال ہے۔

اس کے بعد والی عبارت میں صراحۃً فرمایا کہ

"ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شئے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (یعنی کذب باری تعالیٰ کو محال بالغیر مانا جائے تو بات اور، غیر کا خلاف محال بالغیر کیسے ہوگا۔ یہ دلیل ہے کہ کذب باری تعالیٰ محال بالذات ہے (الملفوظات حصہ ۴ صفحہ نمبر ۳۵۳ مطبوعہ لاہور

عبارت نمبر ۵: وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے

کے قابل ہے......الخ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۷۹۱ مطبوعہ فیصل آباد)

الزام نمبر ۴: خدا کا عورتوں کے ساتھ جماع کرنا، لواطت کرنا اور مفعول بننا ممکن ہے۔(نقل کفر کفر نباشد)۔(رضا خانی مذہب حصہ اوّل صفحہ نمبر ۳۹)

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ "مصنف رضا خانی مذہب" کی بصیرت کی طرح بصارت بھی زائل ہو چکی ہے۔ ورنہ اتنا بڑا جھوٹ نہ بولتے۔ امام احمد رضا بریلوی نے جو وہابی عقیدہ نقل کیا ہے وہ ان کے ذمہ لگا دیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے"۔ اس کے بعد متعدد اوصاف و عیوب گنوائے جو اللہ تعالیٰ کیلئے دیوبندی اور وہابی مکتبہ فکر کے مطابق ممکن ہیں۔ مصنف مذکور نے سیاق و سباق چھوڑ کر فقط یہ لکھ دیا کہ احمد رضا بریلوی کے نزدیک معاذ اللہ! خدا کا عورتوں کے ساتھ جماع کرنا۔ لواطت کرنا اور مفعول بننا ممکن ہے۔

حیرت ہے کہ......................!

"نقل کفر کفر نباشد" لکھنے کے باوجود امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وہابیوں کا عقیدہ نقل کیا وہ ان کے سر تھوپ دیا۔

دراصل ۱۸۸۹ء کو دیوبندی مکتب فکر کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اخبار نظام الملک میں ایک بیان دیا:

"چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی، یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔(سبحان السبوح صفحہ نمبر ۱۴۳، ۱۴۲ مطبوعہ لاہور)

اس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بندہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے۔ اس پر رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اوصاف اور عیوب گنوائے جو انسان کر سکتا ہے، مذکورہ بیان کے مطابق وہ سب کام اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد جلد اوّل صفحہ نمبر ۷۹۱ پر اسی قاعدہ کلیہ کے مطابق فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک خدا کسے کہتے ہیں۔

"وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے۔ جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے

پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے..............................الخ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۷۱۹ مطبوعہ فیصل آباد)

عبارت نمبر ۶: سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں:

کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۰ مطبوعہ لاہور)

"مصنف رضاخانی مذہب" کی نقل کردہ عبارت

انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: اس جگہ چند امور قابل توجہ ہیں:

علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا، اس سے صرف اتنا مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کا حوالہ اور ثبوت کیا ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طور پر یہ بات نہیں کی بلکہ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب للدنیہ سے نقل کی ہے اور علامہ زرقانی نے یہ بات علامہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو، شرح مواہب للدنیہ للزرقانی جلد ۶ صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ مصر، اس ثبوت کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر کسی قسم کی ذمہ داری نہیں رہتی۔

شب باشی کا معنی رات گزارنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، عبدالماجد دریا آبادی کے نام سے ایک مکتوب میں ایک سے زائد بیویوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صرف دو چیزوں میں عدل واجب ہے .... ایک شب باشی، اس میں اختیار ہے کہ مضاجعت (ایک جگہ لیٹنا) ہو یا نہ ہو۔ مباضعت (عمل زوجیت) ہو یا نہ ہو دوسری چیز انفاق۔ (حکیم الامت: صفحہ نمبر ۱۷۴، طبع لاہور ۱۹۹۲ء، از عبدالماجد دریا آبادی)

اس عبارت نے یہ بات صاف کردی کہ شب باشی کا معنی ایک جگہ پر رات

گزارنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کیلئے عمل زوجیت ضروری نہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی "جمال الاولیاء" میں محمد الحضرمی مجذوب کے متعلق لکھتے ہیں:

"آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس (۳۰) شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

شب باشی کے لغوی معنی

شب باشی، رات کا قیام، رات رہنا۔ (فیروز اللغات صفحہ نمبر ۷۶۰)

شب باشی: (مؤنث) رات گزارنا۔

(اردو لغت، صفحہ نمبر ۲۴۲ مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور، از مرزا مقبول احمد بدخشانی

شب باش: رات گزارنے والا۔ (رائل اردو ڈکشنری صفحہ نمبر ۳۳۲)

حیات انبیاء علیہم السلام بعد از وصال کا مسئلہ علماء دیوبند کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ المہند جس پر دیوبندی مکتب فکر کے ۲۴ بڑے بڑے علماء کے دستخط موجود ہیں۔ اس میں لکھا ہے:

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ...... برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو"۔ (المہند صفحہ نمبر ۱۳)

غور کیجئے!

جب انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں امہات المومنین سے ملاقات فرماتے رہے اور جنت میں بھی ملاقات فرمائیں گے تو اگر ......! ابن عقیل حنبلی نے عالم برزخ میں ملاقات کا ذکر کر دیا تو اس میں گستاخی کا کون سا پہلو ہے۔ جبکہ عالم برزخ میں بھی آپ کی زندگی دنیا کی سی ہے۔

(ماخذ: امام احمد رضا بریلوی اپنوں کی نظر میں ماذ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ)

جواب نمبر۲:

عالم برزخ میں نبی کریم ﷺ سے امہات المومنین کا ملاقات فرمانا حدیث نبوی سے ثابت ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم سب میں پہلے آپ سے کون ملے گی۔ فرمایا! تم میں لمبے ہاتھ والی، انہوں نے بانس لے کر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ تو حضرت سودہ دراز ہاتھ نکلیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ درازی ہاتھ سے مراد صدقہ و خیرات تھا۔ ہم سب میں پہلے حضور ﷺ کے پاس زینب[۱] رضی اللہ عنہا سدھاریں اور وہ خیرات بہت پسند کرتی۔

(مشکوٰۃ شریف[۱] صفحہ نمبر ۱۶۵، مطبوعہ کراچی)

[۱] بخاری صفحہ نمبر ۱۹۱ جلد اوّل، مسلم صفحہ نمبر ۲۹۱ جلد دوم طبع کراچی (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

[۱] ازواج مطہرات میں سے ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ پہلے ان کا نام برہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل فرما کر زینب رکھا۔ وہ پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ زید نے ان کو طلاق دے دی۔ عدت پوری ہونے کے بعد حضور ﷺ نے ان سے عقد فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو بہت زیادہ نیک اعمال کرنے والی، زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی رحمی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور اپنے نفس کو ہر عبادت و تقرب کے کام میں مشغول رکھنے والی نہ دیکھا۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸۱۷ تا ۸۲۱، جلد دوم)

اس سے معلوم ہوا.................!

کہ تمام ازواج مطہرات عالم برزخ میں رسول خدا ﷺ سے ملاقات فرمائیں گی۔ اور سب سے پہلے ملاقات کرنے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہوں گی۔

جواب نمبر۳: امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے انہوں نے وھو ظاہر ولا مانع منہ کہہ

کہ ابن عقیل حنبلی کے قول کو بے غبار کر دیا ہے۔ میں ہزار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابن عقیل حنبلی کے اس قول کو مکروہ نہیں جانے گا مگر وہی نفس کا بندہ جو خواہشات نفسانی میں مبتلا ہے۔ اور اللہ کے حبیب حضرت محمد ﷺ کی ذات مقدسہ اور حضور علیہ السلام کے حال مطہرہ کا قیاس اپنی مکروہ ذات اور نجس حال پر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ تو عالم دنیا میں بھی ان تمام مکروہات سے پاک رہے جن کا تصور کسی کے حق میں کیا جا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ عالم برزخ میں تشریف لے جانے کے بعد سرکار کی ذات مقدسہ کے حق میں کوئی سیاہ باطن اس قسم کا ناپاک تصور پیدا کر لے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء و شہداء کرام علیہم السلام کو جنت میں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی نعمتیں کھاتے اور اللہ سے دیئے ہوئے رزق سے لذتیں اٹھاتے ہیں تو کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ رزق اور نعمتیں اور ان سے لذت کا حصول دنیاوی رزق اور دنیاوی نعمتوں اور دنیا کی لذتوں کی قسم سے ہے۔

ہم اس سے پہلے بارہا تنبیہ کر چکے ہیں کہ برزخ کے حال کا قیاس دنیا کے حال پر صحیح نہیں اور وہاں کے لوازم حیات کی نوعیت قطعاً جداگانہ اور مختلف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے وہاں کی کسی چیز کا قیاس یہاں کی کسی چیز پر نہیں ہو سکتا۔ صالحین اور اہل جنت کے حق میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون"۔

ترجمہ: جنتیوں کیلئے جنت میں ازواج مطہرہ (پاک) بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

"القبور روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرات النيران"۔

جب عام مؤمنین کی قبریں جنت کے باغیچے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی قبر انور بطریقہ اولیٰ جنت کے باغوں میں سے ایک عظیم و جلیل باغ قرار پائے گی۔ اور جنت

کے باغوں میں جنت کی ازواج سے استمتاع حقیقت ثابتہ ہے۔ اگر وہاں کوئی امر مانع نہیں تو یہاں کیونکر مانع ہوسکتا ہے۔ ابن عقیل حنبلی کے کلام میں لفظ ازواج میں احتمال نکل سکتے ہیں۔

۱۔ ازواج دنیا۔

۲۔ ازواج آخرت۔

۳۔ ازواج مطہرہ کے حقائق لطیفہ موجود فی عالم المثال۔

لیکن کسی تقدیر پر بھی استراحت اور استمتاع دنیوی نوعیت کا احتمال نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ عالم برزخ میں جلوہ گر ہیں۔ اور اس عالم کے تمام امور کی نوعیت اس عالم دنیا کی نوعیت سے مختلف اور جداگانہ ہے۔ (مقالاتِ کاظمی صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳ جلد ۲)

جواب نمبر ۴: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی ہیں۔ کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

(الاضافات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

اگر......................!

اولیاء کاملین کا عالم برزخ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرنا مخالفین کے نزدیک امر واقع ہے تو............! ازواج مطہرات کا عالم برزخ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرنا کیوں ممکن نہیں۔ جبکہ دنیا کے تمام اولیاء اللہ ان کی گردِ راہ کو نہیں پاسکتے۔ اور جن کی تطہیر و عظمت پر اللہ تعالیٰ کلام شاہد عادل ہے۔

عبارت نمبر ۷:

عربی شجرہ طریقت پر تنقید اور اس کا جواب

محققین علمائے اہلسنت سلف وخلف کے نزدیک غیر نبی پر درود مستقلاً منع اور تبعاً جائز ہے۔ چونکہ عربی شجرہ میں تبعاً درود کا استعمال ہوا ہے اس لئے اس پر اعتراض کرنا کم علمی اور سعی لاحاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفة یجوز تبعاً مطلقاً ولایجوزہ استقلالاً وھذا قول ابی حنیفة وجماعته۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفة یکرہ استقلالاً لا تبعاً وھی روایة عن احمد۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

وحکی عن الامام مالك کما تقدم وقالت طائفة لایجوز مطلقاً استقلالاً ویجوز تبعاً۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صفحہ نمبر ۵۵ مطبوعہ پاکستان از علامہ حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی م ۹۰۲ھ)

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

وذکر الصلاۃ علی الآل والازواج مع النبی ﷺ بحکم التبع والاضافة الیه لا علی التخصیص۔ (الشفاء عربی صفحہ نمبر ۶۷ حصہ دوم مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

البتہ آل و ازواج کا ذکر درود میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ آپ کے اتباع و اضافت میں کرسکتے ہیں نہ کہ مستقلاً خصوصیت کے ساتھ۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

قال ابو محمد الجوینی السلام کالصلاۃ یعنی لایجوز علی غیر الانبیاء

والملائکۃ الا تبعاً۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۴۰ جلد ۲ مطبوعہ ملتان از ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۰۱۴ھ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ولا الصلوٰۃ والسلام فی الصحابۃ استقلالاً ویجوز تبعاً۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی صفحہ نمبر ۸۷ جلد دوم مطبوعہ پاکستان)

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمہور علماء کا جو مسلک مختار ہے اور جس پر کثیر فقہاء و متکلمین متفق ہیں یہ ہے کہ غیر نبی پر تنہا مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی تعظیم و توقیر میں اسے شعار و علامت مقرر کیا گیا ہے۔

(مدارج النبوۃ حصہ اوّل صفحہ نمبر ۵۸۱ مطبوعہ کراچی)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ولا یصلی علیٰ غیر الانبیاء والملائکۃ الا بطریق التبع۔

(الحدیقۃ الندیۃ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ پاکستان)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ھل یجوز الصلوٰۃ والسلام علی غیر الانبیاء والصحیح انہٗ یجوز تبعاً و یکرہ استقلالاً۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد ۷ مطبوعہ دہلی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

قال یحییٰ بن یحییٰ لاباس بالصلوٰۃ علی غیر الانبیاء و یعنی الدعا بھذا اللفظ المخصوص لکن اصل الشرع من المحدثین والفقھاء اصطلحوا علی اختصاص لفظ الصلوٰۃ بالانبیاء او بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم الا تبعاً۔

(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۹۲ جلد ۴)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ جوینی قدس سرہٗ نے فرمایا "صلوٰۃ" کی طرح "سلام" بھی مستقلاً ممنوع ہے

۔(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) صفحہ نمبر ۷۸۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)

مصنف رضاخانی مذہب کے گھر کی شہادت

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

ذہب المفتیون من المذاہب الاربعہ الی ہجرہا وہکذا ینبغی فان لفظ الصلاۃ ھاء شعاراً للانبیاء علیہم السلام فی زماننا فلا یصلی علی غیر الا ان یکون تبعاً۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ پاکستان)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی پر مستقلاً درود

شجرۂ طریقت میں تبعاً درود کا استعمال ہوا ہے مگر مولوی محمد الکفیل الفاروقی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے مولوی حسین احمد پر مستقلاً درود پڑھا ہے۔

ذرا............! "مصنف رضاخانی مذہب" ....

اس کے متعلق بھی لب کشائی فرمائیں۔

؎ صلی علیك اللہ من رحموته

حیاك من صلوته یا مقتدیٰ

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۲۶۸ مطبوعہ پاکستان ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ)

عبارت نمبر۸:

عرض: یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے، نعلین پاک اتارنا چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا، فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت ہوگی۔

ارشاد: یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۲۰ مطبوعہ لاہور)

جواب: اگر "مصنف رضا خانی مذہب" کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ تو الفاظ حدیث مع سند پیش کریں۔ اور بتائیں کہ یہ حدیث کون سی معتبر و مستند کتاب میں مذکور ہے۔ جو کہ عندالفریقین مسلم ہو۔

مگر……………………!

"انشاء اللہ تعالیٰ"

صبح قیامت تک جواب نہ دے سکو گے۔

عبارت نمبر ۹:

(مولوی برکات احمد) کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۳ مطبوعہ لاہور)

الزام نمبر ۵: حضور ﷺ مقتدی، احمد رضا امام۔

جواب:

عالم رؤیا اور عالم دنیا

یہ دو مختلف عالم ہیں۔ عالم رؤیا کو عالم دنیا پر قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔ عالم رؤیا کے حالات و واقعات پر شریعت کے احکام نافذ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"قال رسول اللہ ﷺ رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتیٰ یستیقظ و عن الصبی حتی یحتلم و عن المجنون حتیٰ یعقل"۔

(ابوداؤد شریف صفحہ نمبر ۲۵۶ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: "جناب رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تین شخص مرفوع القلم ہیں سوتا

ہوا جب تک بیدار نہ ہو اور نابالغ جب تک بالغ نہ ہو۔ اور مجنون جب تک ہوش درست نہ ہو"۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ماہ رمضان میں ایک دن میں نے سخت مشقت کی جس کی وجہ سے مجھ پر سخت کمزوری طاری ہو گئی۔ قریب تھا کہ میں اس بنا پر افطار کر دیتا اور فضیلت صوم کے فوت ہو جانے کا مجھے بہت غم ہوتا اس اندوہ میں مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے بہت لذیذ خوشبودار کھانا جسے ہندی زبان میں زردہ پلاؤ کہتے ہیں عنایت فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر بہت ہی لطیف ٹھنڈا پانی عنایت فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا بھوک اور پیاس تمام زائل ہو چکی تھی اور سیر شکمی حاصل ہو گئی تھی۔ میرے ہاتھ میں ابھی تک زعفران کی خوشبو باقی تھی۔ بعض عقیدت مندوں نے اسے احتیاط سے دھو کر رکھ لیا۔ اور برکت اور تبرک کے طور پر اس سے روزہ افطار کیا۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ لاہور از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

دیکھئے خواب میں حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھایا۔ پانی پیا۔ مگر ان کے روزے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے وقت مقررہ (یعنی سورج غروب ہونے) پر روزہ افطار کیا۔

مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البرکة فیها وحضور الجنازة من مات من صالح امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ کما وردت بذلك الحادیث والآثار۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۸۴، ۱۸۵ جلد دوم مطبوعہ ملتان)

اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا ان سے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:

قال الامام الغزالی والرسول علیه السلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة لقد رأه کثیر من الاولیاء۔

(تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ الریاض)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ آپ کو بہت سے اولیاء نے دیکھا ہے۔

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی۔ پھر اس کا ظہور بھی ہوا۔ ٹڈی دل لشکر نہتے کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست کھا گیا۔ (کتاب الروح صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ کراچی)

تین مستند واقعات

۱۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے رونے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا میں حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتا ہے: روح کا بعد مفارقت عالم دنیا کے گو اصل مقام دوسرا ہے۔ لیکن اگر باذن الٰہی کسی وقت پر بطور خرق عادت کے اس عالم میں آ جائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور ﷺ کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا۔ اور چونکہ اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں محمول حقیقت پر ہو گا۔

(التکشف صفحہ نمبر ۳۶۴، ۳۶۵ طبع کراچی)

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک روز سید عبداللہ اور ان کے استاد صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرأت کو سنا اور کہا بارک اللہ ادیت حق القرآن، ۔ اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہ ہوا۔ سید عبداللہ نے کہا کہ اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا۔ میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا۔ گزشتہ رات آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قرأۃ سنوں گا آپ تشریف لائے تھے یا نہیں اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے۔ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے۔ لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف (حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲۴، ۲۵ مطبوعہ لاہور)

۳۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ تو قلعہ

فتح نہ ہوتا تھا۔ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ فرمارہے ہیں:

"تفتح المدینۃ ان شاء اللہ تعالیٰ فی ھذہ اللیلۃ"۔

اے ابوعبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور ﷺ جلد ہی واپس تشریف لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ جلد واپس جارہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے۔

(فتوح الشام صفحہ نمبر ۴۵ جلد اوّل مطبوعہ مصر)

جواب دو!

مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ مولانا احمد رضا نے پڑھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت کی۔

اگر......! مولوی برکات احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا مورد طعن ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں......................؟

آپ کے فہم کے مطابق اگر مولوی برکات احمد کے واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدی اور امام، احمد رضا"

تو..................!

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ واقعہ سے بھی تو آپ کے خودساختہ قاعدہ کے مطابق یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدی اور امام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

مگر..................!

آج تک علامہ واقدی کے نقل کردہ واقعہ سے کسی محدث، مفسر، فقیہ اور عالم دین نے یہ مطلب نہیں نکالا۔

خدارا..................!

بہتان تراشی، دروغگوئی چھوڑیئے۔

خدا کے حضور توبہ کیجئے، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے..................

"مصنف رضاخانی مذہب" سے چند سوال

اوّل:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکیم برکات احمد علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے۔ آپ بتائیں اگر کوئی مر جائے اور خواب میں کسی نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جارہے ہیں تو مسلمانوں پر اس کی نماز جنازہ پڑھنی فرض ہے یا نہیں؟

اگر اس کی نماز جنازہ مسلمان نہ پڑھیں اور یونہی دفن کردیں تو فرض کفایہ کے تارک ہوکر گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

اور اگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے تو بغیر جماعت اور امام کے یا امام کے ساتھ؟

اگر کوئی امام بنایا جائے تو یہ امام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقتدی ہوگا یا امام؟ (بینوا توجروا)

ثانی:

کسی امتی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت کرنا کفر ہے یا فسق یا مکروہ یا ان میں سے کچھ نہیں......؟

کیا محض امامت سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے؟

کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام ہونا کفر ہے یا فسق یا مکروہ ہے۔

اگر..................!

ان تین سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو الملفوظ کی اس عبارت پر اعتراض سواء فساد انگیزی کے اور کچھ نہیں۔ اور اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو اس حدیث کی کیا تاویل ہوگی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے۔

فرماتے ہیں:

غزوہ تبوک میں ایک دن حضور ﷺ نماز فجر سے پہلے قضا حاجت کیلئے تشریف لے گئے میں پانی ساتھ لے کر گیا۔ ضرورت سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ نے وضو فرمایا۔ جس میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جب پڑاؤ پر واپس لوٹے تو جماعت ہو رہی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف امام تھے۔ ایک رکعت ہو چکی تھی۔ آگے کے الفاظ یہ ہیں۔

فادرك رسول الله ﷺ احدى ركعتين فصلى مع الناس الركعة الآخر فلما سلم عبدالرحمن بن عوف قام رسول الله ﷺ يتم صلوته فافزع ذلك الناس فاكثروا التسبيح فلما قضى النبى ﷺ صلوٰة اقبل عليهم ثم قال احسنتم اوقال اصبتم۔ (مسلم شریف صفحہ نمبر ۶۲۶ جلد اوّل (مترجم) مطبوعہ لاہور)

رسول خدا ﷺ کو صرف ایک رکعت ملی اور آپ نے اخیر ہی کی رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے جب سلام پھیرا تو رسول خدا ﷺ کھڑے ہو گئے اور اپنی نماز پوری کرنے لگے۔ اس پر لوگ گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے جب آنحضور نماز پوری کر چکے تو فرمایا تم نے اچھا کیا یا یہ فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔ [1]

مسلم شریف ہی کی دوسری روایت میں یہ زائد ہے۔

فاردت تاخير عبدالرحمن بن عوف فقال النبى ﷺ دعه ۔

(صفحہ نمبر ۶۲۷ جلد اوّل (مترجم) مطبوعہ لاہور)

میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو پیچھے کرنا چاہا تو آنحضرت نے فرمایا رہنے دو۔ مشکوٰۃ

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔ اور یہ دو مرتبہ ہوا۔ ایک بار ابوبکر کی اقتداء کی اسی قسم کے واقعہ ہی جو عبدالرحمٰن میں گزرا لیکن مرض اخیر میں جو نماز ادا کی اس وقت امام آنحضور ہی تھے اور ابوبکر آنحضور کے مقتدی تھے جیسا کہ اپنے محل میں محقق ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم مطبوعہ کراچی)

شریف میں تھوڑے تغیر اور اختصار کے ساتھ اتنی زیادتی ہے۔

"فلما احسن بالنبى ﷺ ذهب يتاخر فاومه اليه" ۔

"اب مصنف رضاخانی مذہب".................. بتائیں!

ان کے نزدیک کسی امتی کا آنحضور ﷺ کی امامت کرنی قابل اعتراض ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آنحضور ﷺ نے ان کو پیچھے نہیں آنے دیا بلکہ ان کی تحسین فرمائی بتائیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

مذکورہ حدیث کے تحت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فیہ دلیل علی جواز الاقتداء الافضل بالمفضول اذا علم ارکان الصلوۃ۔ (مرقات شرح مشکوۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

افضل کے ہوتے ہوئے غیر افضل کی امامت جائز ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۴۲۲ جلد ۲ مطبوعہ لاہور)

مولوی مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں:

فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۴۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے قول کی وضاحت

"الحمد للہ" یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

یہ الفاظ بطور تشکر مولانا احمد رضا بریلوی نے فرمائے ہیں۔ اس نیک بخت انسان کی نماز جنازہ پڑھانے پر جس کی نماز جنازہ میں باطنی طور پر رحمت دوعالم ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا۔ نہ کہ حضور ﷺ کے امام ہونے پر۔

پردہ اٹھتا ہے ذرا............ سنبھلیے

منصف مزاج اور حق شناس انسان کا فرض ہے کہ دوسروں پر طعن و تشنیع کرنے سے پیشتر اپنے گرد و پیش کے حالات و واقعات کا جائزہ لے اور سوچے کہ جن وجوہات کی بنا

پر میں دوسروں پر کیچڑ اچھال رہا ہوں انہیں سے میرا اپنا دامن تو داغدار نہیں۔ تا کہ بعد میں شرمندگی اور خجالت کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

آیئے............! ذرا گھر کی خبر لیجئے..................!

اور حق پرستی کا ثبوت دیجئے..................!

خواب نمبر ۱: مولوی رشید احمد صدیقی کلکتوی لکھتے ہیں:

الحمدللہ! آج شب یکشنبہ بوقت دو ساعت ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۵۵ء اس روسیاہ، سراپا عصیاں کو عالم رؤیا میں حضرت سیدنا خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں.............. جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأۃ کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔

(روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۲۵، ۳۲۶ مطبوعہ پاکستان (گوجرانوالہ)

۱۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی واقعات و کرامات کی روشنی میں صفحہ نمبر ۳۰۹ طبع کراچی از مولوی سید رشید الدین حمیدی دیوبندی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے حیرت انگیز واقعات صفحہ نمبر ۴۵ طبع کراچی از مولوی ابوالحسن بارہ بنکوی دیوبندی (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

دیکھیئے مجمع میں امام الاولین والآخرین کے جد کریم ابوالانبیاء حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہیں۔ مگر دیوبندیوں کو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے اپنے مولوی

حسین احمد کو امام بنانے کا شوق ہے۔ یہ کتنی بڑی جسارت ہے اور مولوی صاحب کی شیخی دیکھیئے کہ بڑھ کر امام بھی بن جاتے ہیں۔

اگر کسی امتی کا کسی نبی کی امامت کرنا لائق اعتراض ہے تو "مصنف رضا خانی مذہب" بتائیں یہاں کیا ارشاد ہے یہاں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ملفوظات کی عبارت میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی ہونے کا شائبہ تک نہیں اس پر اتنا چیخنا چلانا شور مچانا گلے پھاڑنا اور یہاں حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی ہونے کی تصریح کے باوجود خاموش رہنا۔ کیا یہ!...... شخصیت پرستی نہیں!

خواب نمبر ۲: شیخ سعید تکرونی کہتے ہیں:

کہ میں نے خواب میں دیکھا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازہ کیلئے تشریف لائے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل صفحہ نمبر ۲۷۴ طبع کراچی مؤلف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

عبارت نمبر ۱۰: زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا لطف آ گیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر ہیں۔

(وصایا شریف صفحہ نمبر ۷ مطبوعہ لاہور)

مصنف رضا خانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

(احمد رضا خاں بریلوی) کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰ حصہ دوم)

الزام نمبر ۶: مولانا احمد رضا بریلوی صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ "مصنف رضاخانی مذہب" اور اس کے ہم مسلک علماء نے "میں نہ مانوں" کو اپنی حسین زندگی کا مقصد وحید سمجھ رکھا ہے۔ یہ عبارت اور ان جیسی دیگر تمام عبارات کی متعدد بار علمائے اہلسنت تشریح و توضیح کر چکے ہیں۔

مگر............! پھر بھی انہیں عبارات کو تحریراً اور تقریراً منظر عام پر لا کر ملکی فضا کو مکدر کرنے پر شب و روز کوشاں ہیں۔

آج سے تقریباً ۳۰ سال قبل "برق خداوندی" میں اس عبارت کا جواب چھپ چکا ہے اسی جواب کو بعینہٖ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

"حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ غلط چھپ گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کاتب وہابی (دیوبندی) تھا جس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اسے نکال دیا گیا۔ اہم کاموں میں مصروفیت و مشغولیت کے سبب یہ رسالہ (وصایا شریف) بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا۔ اصل عبارت یہ تھی:

"زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا لطف آ گیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے"۔

اس عبارت کو اس وہابی کاتب نے تحریف کر کے یہ لکھ ڈالا!

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شوق کم ہو گیا"۔

چونکہ میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے مخالفین کا احسان مانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کیا میں اپنی غفلت پر توبہ کرتا ہوں وصایا شریف صفحہ نمبر ۲۴ میں اس عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورہ بالا لکھ لیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

یہ ہے علمائے اہلسنت کا اخلاص اور خوف خدا کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ شائع کر رہے ہیں۔ مخالفین کو تو اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے خدا اور رسول کی بارگاہوں میں کی ہوئی اپنی اہانتوں سے توبہ شائع کرنی چاہیئے تھی مگر انہوں نے اسے عار سمجھ کر نار کو

ترجیح دی...........اور اہلسنت کے خلاف ان کی صفائی ورجوع اور توبہ کے بعد بھی واویلا اور شور مچاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

دیوبندی، وہابی کاتبوں کے ناپاک منصوبوں کی چند جھلکیاں

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر خزائن العرفان کو کنز الایمان کے ساتھ تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا تو اس میں چوبیس جگہ وہابی دیوبندی کاتب نے تحریف کی۔

بہار شریعت از صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ اشاعت الاسلام دہلی میں تو کتابت کی بے شمار غلطیاں نظر آتی ہیں۔

ایک رام پوری دیوبندی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سنی بن کر آیا بعض مسائل لکھوا دیئے۔ نقل کرنے کیلئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم عطا ہوئی اس میں ایک مسئلہ۔

''شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو یا تیسرے دن، باقی یہ تعین عرفی ہے جب چاہیں کریں انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے''۔

اس تقیہ باز دیوبندی نے بین السطور ''جہالت ہے'' کے بعد ''و بدعت'' بڑھا دیا ہے۔ قلمی فتاویٰ میں غیر قلم کا لکھا ہوا، سطر سے اوپر اب تک موجود ہے۔

عبارت نمبر ۱۱: ایک بار عبد الرحمٰن قاری کہ کافر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ اسے قرأت سے قاری نہ سمجھو بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے...............................اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے فوک شیطان کو دے مارا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۴۷ حصہ دوم)

الزام نمبر ۷: صحابی رسول پر کفر کا فتویٰ۔

جواب: یہ مصنف رضا خانی مذہب کا کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی

اعتراض ہو چکا ہے۔ مگر ایک طویل عرصہ سے علماء اہلسنت کی طرف سے یہ مطالبہ ہو رہا ہے۔ کہ عبد الرحمٰن قاری نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتاؤ ان کا تذکرہ کس کتاب میں ہے ان کا سن پیدائش اور وصال کیا ہے مگر ایک طویل مدت میں آج تک کوئی مخالف یہ نہیں ثابت کر سکا کہ عبد الرحمٰن قاری کوئی صحابی ہیں۔

مخالفین کی فریب کاری

فریب دینے کیلئے عبد الرحمٰن بن عبد القاری کو پیش کرتے ہیں۔ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ امام سیر و مغازی واقدی نے ضرور انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جو عہدِ رسالت میں پیدا ہوئے۔ مگر انہیں آنحضرت ﷺ سے سماع ہے نہ روایت۔ ان کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔ اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۳ھ نکلتا ہے۔

اکمال فی اسماء الرجال میں ہے۔

عبد الرحمن بن عبد القاری یقال انہ ولد علی عھد رسول اللہ ﷺ ولیس لہ منہ سماع ولا روایۃ وعدہ الواقدی من الصحابۃ فیمن ولد علی عھد رسول اللہ ﷺ المشھور انہ تابعی وھو من جملۃ تابعی المدینۃ و علمائھا سمع عمر بن الخطاب مات سنۃ احد و ثمانین ولہ ثمان وسبعون سنۃ۔

ان کا نام عبد الرحمٰن بن عبد القاری ہے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن نہ آپ سے حدیث کی سماعت کی نہ ہدایت بیان کی۔ مورخ واقدی نے ان صحابہ کے ذکر میں جو آنحضرت کے زمانہ میں پیدا ہوئے ان کا بھی شمار کیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ مدینہ کے تابعین اور وہاں کے علماء میں سے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب سے حدیث سنی۔ ۸۱ھ میں بعمر ۷۸ سال وفات پائی۔

(مشکوۃ مع اکمال فی اسماء الرجال (اردو) جلد ۳ صفحہ نمبر ۷۷۳ مطبوعہ لاہور از ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب م ۷۴۳ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن عبد القاری

ولد علی عهد النبی ﷺ وقیل اتی به الیه وهو صغیر۔روی عن عمرو ابی طلحه و ابی ایوب و ابی هریرة...... قال ابن معین ثقة ......وقال ابن سعد توفی بالمدینة سنة (۸۵) فی خلافت عبدالملك وهوا بن (۷۸) سنة............ اجله تابعی اهل المدینة وعلمائهم ....وقال العجلی مدنی تابعی ثقة و ذکره مسلم وابن سعد و خلیفة فی الطبقة الاوّل من تابعی اهل المدینة۔(تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبدالرحمن بن عبدالقاری والقارة، هم ولد الهون بن خزیمة، اخی اسد بن خزیمة ولد علی عهد رسول الله ﷺ، لیس له من سماع، ولا له منه روایة۔

قال الواقدی: هو صحابی، و ذکره فی کتاب الطبقات، فی جملة من ولد علی عهد رسول الله ﷺ، وقال: کان مع عبدالله بن الارقم علی بیت المال، فی خلافة عمر بن الخطاب اخرجه ابوعمر۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ صفحہ نمبر ۳۷۷،۳۷۸، جلد ۳ مطبوعہ دار الفکر)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جبکہ قول مختار ماخوذ یہی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی ہیں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رہتی کہ اس عبدالرحمٰن کو جس کا تذکرہ "ملفوظات حصہ دوم" میں ہے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرض کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا بازی کریں کہ صحابی کو کافر کہہ دیا۔ "مصنف رضا خانی مذہب" تو آج کی پیداوار ہے برس ہا برس تک مخالفین یہی شور مچاتے رہے کہ یہ صحابی ہے صحابی کو کافر کہہ دیا۔ مگر جب صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو اب تعصیب مٹانے کیلئے کہتے ہیں صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری (م ۸۱ھ/۸۵ھ) صحابی ہوں یا تابعی۔ یہ کسی طرح وہ

عبدالرحمٰن ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ جسے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کافر کہا ہے۔ اور جس کے کفری کارنامے ملفوظات حصہ دوم میں مذکور ہے۔

غزوۂ غابہ یا غزوۂ ذی قرد

یہ غزوہ در حقیقت بنو خزارہ کی ایک ٹکڑی کے خلاف جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا، تعاقب سے عبارت ہے۔ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے یہ پہلا واحد غزوہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا۔

امام بخاری نے اس کا باب منعقد کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ خیبر سے صرف تین روز پہلے پیش آیا۔ اور یہی بات اس غزوے کے خصوصی کار پرداز حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان کی روایت صحیح مسلم میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جمہور اہل مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے۔ لیکن جو بات صحیح میں بیان کی گئی ہے۔ اہل مغازی کے بیان کے مقابل وہی صحیح ہے۔ اور غزوہ خیبر محرم ۷ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

(صحیح بخاری باب غزوہ ذی قرد صفحہ نمبر ۶۰۳ جلد ۲ ☆ صحیح مسلم باب غزوہ ذی قرد وغیرہا صفحہ نمبر ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵ جلد ۲ ☆ فتح الباری صفحہ نمبر ۴۶۰ جلد ۷)

اس غزوہ کے ہیرو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جو روایات مروی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے اونٹ اپنے غلام رباح کے ہمراہ چرنے کیلئے بھیجے تھے اور میں بھی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سمیت ان کے ساتھ تھا کہ اچانک صبح دم عبدالرحمٰن فزاری (جس کا تذکرہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات حصہ دوم میں کیا ہے) نے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور ان سب کو ہانک کر لے گیا اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا: رباح! یہ گھوڑا لو۔ اسے ابو طلحہ تک پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو۔ اور خود میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کیا اور تین بار پکار لگائی یا صباحاہ! ہائے صبح کا حملہ، پھر میں حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلا۔ ان پر تیر برساتا جاتا اور یہ رجز پڑھتا جاتا۔

انا ابن الاکوع

الیوم یوم الرضع

ترجمہ: ''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن دودھ پینے والے کا دن ہے۔ (یعنی آج پتہ لگ جائے گا کہ کس نے اپنی ماں کا دودھ پیا)''

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ بخدا میں انہیں مسلسل تیروں سے چھلنی کرتا رہا۔ جب کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں بیٹھ جاتا۔ پھر اسے تیر مار کر زخمی کر دیتا یہاں تک کہ جب یہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستے میں داخل ہوئے تو میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں سے ان کی خبر لینے لگا۔ اس طرح میں نے مسلسل ان کا پیچھا کئے رکھا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان سب کو اپنے پیچھے کر لیا۔ اور ان لوگوں نے میرے لئے ان اونٹوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ لیکن میں نے پھر بھی ان کا پیچھا جاری رکھا اور ان پر تیر برساتا رہا یہاں تک کہ بوجھ کم کرنے کیلئے انہوں نے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے وہ لوگ جو کچھ بھی پھینکتے تھے میں اس پر (بطور نشان) تھوڑے سے پتھر ڈال دیتا تھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء پہچان لیں کہ یہ دشمن سے چھینا ہوا مال ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک گھاٹی کے تنگ موڑ پر بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے لگے۔ میں بھی ایک چوٹی پر جا بیٹھا۔ یہ دیکھ کر ان کے چار آدمی پہاڑ پر چڑھ کر میری طرف آئے (جب اتنے قریب آئے کہ بات سن سکیں تو) میں نے کہا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ میں سلمہ بن اکوع ہوں، تم میں سے جس کسی کو دوڑاؤں گا بے دھڑک پالوں گا اور جو کوئی مجھے دوڑائے گا ہرگز نہ پا سکے گا۔ میری یہ بات سن کر چاروں واپس چلے گئے اور میں اپنی جگہ پر جما رہا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو دیکھا درختوں کے درمیان سے چلے آ رہے ہیں۔ سب سے آگے اخرم تھے ان کے پیچھے ابو قتادہ اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود (محاذ پر پہنچ کر) عبدالرحمن اور حضرت اخرم کے درمیان ٹکر ہوئی۔ حضرت اخرم نے عبدالرحمن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا لیکن عبدالرحمن نے نیزہ مار کر حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کو قتل کر لیا اور ان

کے گھوڑے پر جا پلٹا۔ مگر اتنے میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن کے سر پر جا پہنچے اور اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا۔ بقیہ حملہ آور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور ہم نے انہیں کھدیڑنا شروع کیا۔ میں اپنے پاؤں پر اچھلتا ہوا دوڑ رہا تھا سورج ڈوبنے سے کچھ پہلے ان لوگوں نے اپنا رخ ایک گھاٹی کی طرف موڑا۔ جس میں ذی قرد نام کا ایک چشمہ تھا یہ لوگ پیاسے تھے اور وہاں پانی پینا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں چشمے سے پرے ہی رکھا اور وہ ایک قطرہ بھی نہ چکھ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شہسوار صحابہ دن ڈوبنے کے بعد میرے پاس پہنچے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب پیاسے تھے اگر آپ مجھے سو (۱۰۰) آدمی دے دیں تو میں زین سمیت ان کے تمام گھوڑے چھین لوں اور ان کی گردنیں پکڑ کر حاضر خدمت کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ اکوع کے بیٹے تم قابو پا گئے ہو تو اب ذرا نرمی برتو، پھر آپ نے فرمایا۔ اس وقت بنی غطفان میں ان کی مہمان نوازی کی جا رہی ہے۔

(اس غزوے پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ آج ہمارے سب سے بہتر شہسوار ابو قتادہ اور سب سے بہتر پیادہ سلمہ ہیں۔ اور آپ نے مجھے دو حصے دیئے ایک پیادہ کا حصہ اور ایک شہسوار کا حصہ اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے (یہ شرف بخشا کہ) اپنی عضباء نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار فرما لیا۔

اس غزوے کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا انتظام حضرت ابن ام مکتوم کو سونپا تھا۔ (ماخوذ: مدارج النبوۃ، زرقانی، سیرت ابن ہشام سیرت النبی، زاد المعاد وغیرہ)

قارئین کرام!

اوّلاً...... یہ واقعہ غزوہ ذی قرد کا ہے جو ۷ھ میں ہوا اور عبدالرحمٰن (جس کا تذکرہ ملفوظات میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے) اسی غزوہ میں مقتول ہوا اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳ھ میں ہوئی۔ بھلا چار سال کا بچہ بھی غزوہ میں شریک ہو سکتا ہے۔ مخالفین کو ہوش سے کام لینا چاہیئے۔

ثانیاً...... اس عبدالرحمٰن کو (جو غزوہ ذی قرد میں قتل ہوا) صحابی یا تابعی کہنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ کیونکہ اس عبدالرحمٰن کے بارے میں جو واقعات مذکور

ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بلاشبہ کافر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن تھا۔ ملفوظات میں جسے کافر کہا اس کے کرتوت بھی وہیں مذکور ہیں۔

۱۔ یہ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے سمیت آنحضرت ﷺ کے اونٹوں پر آپڑا۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا۔ اور اونٹ بھی لے گیا۔

۳۔ سلمہ بن الاکوع نے اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا۔

۴۔ اس عبدالرحمٰن (بن عیینہ) کو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

مصنف رضاخانی مذہب جواب دے

کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اونٹوں کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟

کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟

کیا حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کا تعاقب کیا؟

کیا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا؟

ذرا سی عقل و دین رکھنے والا کبھی بھی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ یہ شخص صحابی یا تابعی ہوسکتا ہے۔ غزوہ ذی قرد کے حالات و واقعات پڑھ کر سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ عبدالرحمٰن ضرور بالضرور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سخت ترین دشمن اور بدترین کافر تھا۔

صرف نسبت کے بدلنے سے مسمّٰی نہیں بدلتا

الملفوظ حصہ دوم میں عبدالرحمٰن کے نام کے ساتھ جو واقعات مفصل مذکور ہیں وہ قطعی طور پر اس بات کو متعین کر رہے ہیں کہ یہ ضرور بالضرور کافر اور یہ عبدالرحمٰن ....عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ اگرچہ اس کافر عبدالرحمٰن کی نسبت (سامع ایا جامع کی غلطی کی وجہ سے) بدل گئی ہے فزاری کی جگہ قاری ہوگیا ہے۔ صرف نسبت کے بدلنے سے مسمّٰی نہیں بدلتا۔ فقہا نے تصریح کی ہے کسی نے نماز میں نیت کی کہ میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے جس کا نام عبداللہ ہے مگر حقیقت

میں وہ جعفر تھا تو اقتداء درست ہے۔

عالمگیری میں ہے۔

ولو کان المقتدی یری شخص الامام فقال اقتدیت بھذا الامام الذی هو عبداللہ اولا یری شخص الامام فقال اقتدیت بالامام الذی هو قائم فی المحراب الذی هو عبداللہ فاذا هو جعفر جاز کذا فی المحیط۔

(فتاوی عالمگیری صفحہ نمبر ۶۷ جلد اول ناشر نورانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور)

یعنی اگر مقتدی امام کو دیکھ رہا ہے اور یوں نسبت کی۔ میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے۔ جو عبداللہ ہے حالانکہ وہ جعفر ہے تو درست ہے۔

مقتدی نے امام کا نام بدل کر لیا مگر چونکہ وصف متعین ہے تو نام کی تبدیلی اثر انداز نہیں اور اقتداء درست ہے اور یہاں الملفوظ میں نام صحیح ہے اوصاف صحیح ہیں نام اور اوصاف اس کو اس طرح متعین کر رہے ہیں کہ ذرا بھی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ یہ ''کون ہے''؟ اور جو بھی ہے وہ ضرور کافر ہے۔ پھر بھی نسبت میں غلطی ہو جانے سے جو نام میں غلطی سے بہت خفیف ہے محکوم علیہ کی تبدیلی کا حکم کرنا فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

الملفوظات میں صاحب ملفوظ کی عبارت بعینہا منقول نہیں ہوتی بلکہ یہ روایت بالمعنی ہوتی ہے ۔اور سامع سے غلطی ہو جانا ممکن ہے جیسا کہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں اور اس باب میں متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے سے پہلے گھر کی بھی خبر لیجیے

مولوی رشید احمد گنگوہی کا انوکھا فتویٰ

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے۔ اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ نمبر ۱۳۱ مطبوعہ کراچی)

مولوی عبدالشکور کاکوروی دیوبندی کی خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی

جناب امیر کی مجلس میں ۔۔۔ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے۔ روکنا اور منع کرنا تو درکنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال کرتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق وشوق سے دیکھتے تھے ورنہ یہ کیونکر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی، اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے، شاعر کہتا ہے۔

حیا شرم کا پردہ اٹھایا شرم گینوں نے
سر مجلس نقابیں کھول دیں پردہ نشینوں نے
کیا عہد اطاعت نو رسیدہ ناز نینوں نے
ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے
وہ شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونگھٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ خیال نہ کیا اور اعلانیہ ظلم وفسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتداء ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔

(النجم خلافت نمبر بابت ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء صفحہ نمبر ۲۱ بحوالہ تحقیقات از مفتی شریف الحق امجدی صفحہ نمبر ۱۳۴، ۱۳۵ ناشر مکتبہ حبیب الہ آباد نمبر ۳ (انڈیا)

حدائق بخشش حصہ سوم کے اشعار کا جواب

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ وبر

خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حسن ابلہ کی صورت پڑھ کر

جواب: ان اشعار کے متعلق بار بار تحریری وتقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے۔ مگر بد باطنی کا برا ہو کہ مخالفین اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ تفصیل کیلئے.......................!

۱۔ فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ

۷۵ھ ۱۳

مرتبہ: مولانا عزیز الرحمٰن بہاولپوری۔

اور

۲۔ دارالافتاء دہلی کا "قرآنی فیصلہ" کا مطالعہ کریں۔

قارئین کرام!

مخالفین کو یہ علم ہی نہیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف و ترتیب نہیں اور نہ ہی ان کی زندگی میں شائع ہوا۔ یہ حصہ مولانا محبوب علی خاں لکھنوی نے ترتیب دیا اور امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے دو سال بعد شائع ہوا۔ مولانا محبوب علی خاں نے ابتدائیہ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ۲۹ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ کی تاریخ درج کی ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۳۴۰ھ ماہ صفر المظفر میں ہو چکا تھا۔

مولانا محبوب علی خاں سے تیسرے حصہ کی ترتیب و اشاعت میں واضح طور پر چند فروگزاشتیں ہوئی ہیں۔

انہوں نے اس حصہ کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھا، صرف یہی نہیں بلکہ ٹائیٹل پر ۱۳۲۵ھ کا سن بھی درج کر دیا حالانکہ حدائق بخشش پہلے اصل دو حصوں کا تاریخی نام تھا جو ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ بلکہ اس کے بھی بعد شائع ہوا۔

انہوں نے مسودہ نابعہ سٹیم پریس، نابعہ کے سپرد کر دیا۔ پریس والوں نے خود ہی کتابت کروائی اور خود ہی چھاپ دیا۔ مولانا نے اس کے پروف بھی نہیں پڑھے۔ کاتب نے دانستہ یا نادانستہ یا کم علم ہونے کی وجہ سے چند اشعار جو بالکل الگ تھے، ام المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کہے گئے اشعار کے ساتھ ملا کر لکھ دیئے۔

یہ اشعار حضرت ام المؤمنین کے بارے میں نہیں

قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں۔ یا جس ترتیب سے چھپے ہیں۔ وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ "علیحدہ" یہ اسی لئے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ لے یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں اور اوپر والے اشعار حضرت ام المؤمنین کی مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ..................

تو ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار ام المؤمنین کی مدح میں نہیں۔ مگر............! نابینائی خواہ ظاہری ہو یا باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق شاہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خاں کا ارشاد گرامی

برس ہا برس کے بعد اب جب مولانا محبوب علی خان نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہی بے ترتیب چھاپ دیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا۔ اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا" ۔ یوں ہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا، الخ۔

(فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ لاہور)

مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتح پوری دہلی کا ارشاد گرامی

بلکہ مجھ کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کسی کی

اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔ الخ

(فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۳۸۷ مطبوعہ کراچی قرآنی فیصلہ صفحہ نمبر ۱۳)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور مولانا مفتی محمد احمد صاحبان کی بھی ہے..... اور مولانا مفتی زاہد القادری سابق مفتی آستانہ دہلی بھی اس سے متفق ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے دارالافتاء دہلی کا ''قرآنی فیصلہ''۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان

جب بمبئی میں مخالفین نے ان اشعار کے متعلق فتنہ برپا کیا تو ان کا ایک وفد مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس آیا اور یہ قصہ پیش کیا انہوں نے برجستہ کہا:

''مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں، میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو''۔

(تحقیقات صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ انڈیا ۱۹۷۶ء از مولانا محمد شریف الحق امجدی)

مولانا محبوب علی خاں لکھنوی کا توبہ نامہ

خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ میں ایک مراسلہ شائع کروایا اور مولانا محبوب علی خاں کو ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کی غلطی کی طرف متوجہ کیا۔

دوسری طرف دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے شور کے ساتھ یہ مہم چلائی گئی کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس لئے انہیں بمبئی کی جامع مسجد سے برطرف کیا جائے۔

اور مولانا محبوب علی خاں کی صاف دلی اور پاک نفسی دیکھیے کہ جو کچھ ہوا اس میں ان کا قصد وارادہ کا کوئی دخل نہ تھا۔ تمام تر غلطی کاتب اور پریس والوں کی تھی اس کے باوجود رسالہ ''سنی'' لکھنؤ اور روزنامہ ''انقلاب'' میں اپنا توبہ نامہ چھپوایا۔ اور بار بار زبانی توبہ کی۔

اعلانِ توبہ

حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بارہا فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے۔ خدا و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری توبہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین سنی مسلمان بھائی خدا اور رسول کیلئے معاف فرمائیں (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔

(فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۲۴ مطبوعہ لاہور)

کتاب وسنت کی روشنی میں توبہ کی اہمیت

"ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطهرین"۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۲)

ترجمہ: "بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو"۔ (البیان)

"ومن یعمل سوءًا اویظلم نفسه ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما"۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۰)

ترجمہ: "اور جو برے کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا پائے گا"۔ (البیان)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب تک اس کی روح گلے تک نہ پہنچے۔ (یعنی حضور موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ (مشکوۃ شریف[۱])

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس سے اگر گناہ صادر ہوں تو بعد میں فوراً توبہ کرے۔ (منہاج العابدین از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

[۱] سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ طبع کراچی (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مثل ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ نمبر ۳۱۳ طبع کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہوگی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۴)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے مولانا محبوب علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنا اور مذہب حقہ اہلسنت و جماعت کے خلاف منافرت پھیلانا جہالت و حماقت ہے۔

عبارت نمبر ۱۲: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں تو ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا اسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر ایک ربانی نوران کے ساتھ فرمادیا۔ کما فی بهجة الاسرار و معدن الانوار۔ والله تعالیٰ اعلم۔

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۵۶ مطبوعہ کراچی)

اعتراض: (۱) یہ ایک من گھڑت قصہ ہے۔

(۲) مولانا احمد رضا نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھ کر صحابہ کی عظمت کو کم کیا ہے۔

(۳) مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی زوجہ کی توہین کی ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۴ حصہ اوّل)

جواب: "مصنف رضا خانی مذہب" نے خط کشیدہ سطر کو چھوڑ کر عبارت نقل کی ہے اسے معلوم تھا کہ اگر اس کو تحریر کر دیا تو عبارت مذکورہ پر میرے جاہلانہ تبصرے اور اعتراض نمبر ا کی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ کیونکہ......................!

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحۃً لکھا ہے کہ یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں ہے،

قارئین کرام!

یہ حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کرامت ہے جس کو صاحب بہجۃ الاسرار ملانورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اجل شیخ الحرمین ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ) کے علاوہ دیگر محققین علمائے اہلسنت نے اپنی اپنی تصانیف وتالیفات میں ذکر فرمایا ہے۔ کراماتِ اولیاء اللہ اہلسنت کے نزدیک برحق ہیں۔ اوران کا انکار کرنا معتزلہ کا شیوہ ہے۔

شیخ ابو محمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میری والدہ ماجدہ جب کبھی کسی کام سے تاریک مکان میں جاتی تو ان کیلئے شمع روشن ہوجاتی۔ ایک دفعہ میرے والد گرامی اچانک تشریف لائے۔ آپ نے وہ شمع دیکھی۔ جونہی آپ کی نگاہ اس پر پڑی وہ خود بخود بجھ گئی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ روشنی جو تم نے دیکھی تھی۔ یہ شیطان ہے جو بظاہر تمہاری خدمت کیلئے آتا ہے۔ میں نے اسے تجھ سے ہٹادیا اور اس کی جگہ رحمانی نور کا انتظام کردیا ہے .... شیخ عبدالجبار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میری والدہ مکان میں دخل ہوتیں تو چاند کی مثل ایک نور ظاہر ہوتا جس سے مکان کے اطراف بھرجاتے۔

(۱)......(خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر صفحہ نمبر ۱۲۴ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء از امام محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ)

(۲)......(زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۱۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء/۱۴۰۶ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳)......(قلائد الجواہر، از شیخ محمد یحیٰی تاذفی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۳۰ مطبوعہ کراچی)

ا مولوی زبیر افضل عثمانی دیوبندی نے قلائد الجواہر کا اردو ترجمہ کیا ہے مگر انہوں نے اس کرامت کے متعلق مصنف رضا خانی مذہب کی طرح اس پر کوئی جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کرامت کو حق سمجھتے تھے۔

کرامات اولیاء اللہ

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کی کرامات کا حق ہونا حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ سے نص قرآن کے ذریعے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ثابت ہے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بطور کرامت اہل ولایت سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارقِ عادت اور ناقص طبیعت ہوتی ہیں یہ اہل سنت کیلئے جائز ہیں۔

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے۔

امام ابواسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کیلئے کرامات ہوتی ہیں جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں۔

علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں:

ائمہ اہلسنت کراماتِ اولیاء کے جواز کے قائل ہیں معتزلہ میں سے ابوالحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کراماتِ اولیاء کے قائل ہیں۔ باقی معتزلہ منکر ہیں۔

(جامع کراماتِ اولیاء صفحہ نمبر ۱۳۲،۸۵ مطبوعہ لاہور، از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولیس انکار الکرامۃ من اھل البدع۔ (الحدیقۃ الندیہ صفحہ نمبر ۲۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامات خرق عادت کا نام ہے۔ اس میں کوئی تردد کی بات نہیں۔ اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہلسنت کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۱۹ مطبوعہ کراچی)

مولوی محمد جمیل الرحمٰن سیوہاروی مفتی دارالعلوم لکھتے ہیں:

مشائخ کرام اور اولیاء اللہ کی سوانح کا اہم باب کشف و کرامات بھی ہے، کشف و کرامات اگرچہ لوازم ولایت سے نہیں ہیں لیکن اگر کسی مقبول بندہ کو منجانب اللہ یہ عطا ہوں تو دلیل ولایت ہیں اور اعلیٰ مناقب میں شامل ہیں۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۱۹ ناشر مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ)

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح جو خوارق عادات عامہ اتباع رسول اور خدائے واحد کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک اور محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر ۴ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

قارئین کرام!

مصنف رضا خانی مذہب نے احکام شریعت از مولانا احمد رضا بریلوی سے مذکورہ کرامت نقل کرنے کے بعد جو اس پر تبصرہ کیا ہے، سراسر جہالت، دجل اور بغض رضا پر مبنی ہے۔

اگر............!

مذکورہ کرامت نقل کرنے کی بنا پر مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مورد سب و شتم ہیں اور انہوں نے حضرت غوث پاک کی زوجہ کی توہین کی ہے تو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی ذرا............قلم کو جنبش دیجئے۔

............اور مساوات محمدی کا ثبوت دیجئے............خدارا............!

اندھی تقلید چھوڑیئے............تحقیق کیجئے............خوف خدا کو دل میں جگہ دیجئے

............توبہ کیجئے............!

اعتراض نمبر ۲ کا جواب: اگر غوث اعظم کے نام نامی کے ساتھ مولانا احمد رضا بریلوی نے رضی اللہ عنہ لکھ کر حماقت کی ہے اور صحابہ کرام کی عظمت کو کم کرنے کیلئے لفظ رضی اللہ عنہ کا مقام گرا دیا ہے تو............حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی اشرف علی تھانوی، نواب صدیق حسن بھوپالی اور دیگر علماء دیوبند اور غیر مقلدین کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے

......کیونکہ ان حضرات سے بھی یہی جرم ثابت ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے۔

(امداد المشتاق، صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ لاہور، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

الشیخ العلامۃ القطب الربانی سیدی المولیٰ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ۔

(الدر المنضود صفحہ نمبر ۸۱ (اردو)

مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں

وقد اوضح شیخنا و برکتنا القاضی محمد بن علی الشوکانی رضی اللہ عنہ۔ الخ

(دلیل الطالب علی ارجح المطالب صفحہ نمبر ۲۳۶ مطبوعہ انڈیا ☆ فتاویٰ علمائے حدیث از مولانا علی محمد سعیدی صفحہ نمبر ۷۷ جلد اول طبع دوم ۱۹۷۹ء ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال)

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہری غیر مقلد لکھتے ہیں

شیخنا المرحوم[1] کی آخری تالیف کتاب "مقالات الاحسان" ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے فتوح الغیب کا جو کہ سیدنا و مولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔

(تراجم علمائے ہند صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ لاہور بار دوم ۱۳۹۱ھ)

[1] نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۴ مطبوعہ لاہور)

ایک ضروری وضاحت اور بزرگان دین کا عمل

صحابہ کرام کیلئے "رضی اللہ عنہ" بطور جملہ خبریہ استعمال ہوا ہے۔ اور غیر صحابہ کیلئے بطور جملہ دعائیہ استعمال ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

انبیاء علیہم السلام کے ماسوا، ائمہ وعلماء وغیرہ کو غفران ورضوان سے ذکر کیا جائے۔

اور متاخرین میں بعض دیگر اصطلاحات پیدا ہوگئی ہیں۔ ممالک عرب میں رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ تمام مشائخ کیلئے کہا جاتا ہے اور صاحب ہدایہ اپنے لئے خود فرماتے ہیں: کہ قال رضی اللہ عنہ

(ہدایہ صفحہ نمبر ۳۱۱ مطبوعہ کراچی)، (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۵۸۲، ۵۸۳ جلد اوّل طبع کراچی)

حافظ ابن قیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اسماعیل بن اسحاق نے سند کے ساتھ عکرمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا صلوٰۃ کی صلاحیت دوسرے کو نہیں! ہاں مسلمان ومسلمات کیلئے دعا و استغفار ہے"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۸۲ (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء/۱۳۹۲ھ)

امام محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یذکر غیر الانبیاء بالرضی والغفران"۔

(القول البدیع صفحہ نمبر ۵۴ ناشر لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ)

غیر صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کا ثبوت

علمائے سلف وخلف سے

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وبروح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ متوجہ شدم......الخ"

(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۸۷ ناشر اسلامی کتب خانہ ملتان)

دوسرے مقام پر اپنے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:

"سیدنا و مولانا شیخ عبدالرحیم رضی اللہ عنہ"۔الخ.......

(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۲ ناشر اسلامی کتب خانہ ملتان)

"شفاء العلیل" میں لکھتے ہیں:

"امام الطریقۃ الشیخ ابی محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ"۔ الخ...... (شفاء العلیل صفحہ نمبر ۲۹ مطبوعہ لاہور)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم"۔ (ارشادِ مرشد صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ دیوبند)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

۱۔ "وقال الامام الشعرانی رضی اللہ عنہ فی المبحث التاسع والعشرین"۔ الخ....

۲۔ "الامام الجلیل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ"۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۸۵۲، ۸۵۵ لدثانی مطبوعہ استنبول ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۳ء)

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں

قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ لیس فی الاستسقاء۔ الخ........

(ہدایہ صفحہ نمبر ۱۴۴ مطبوعہ کراچی)

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وکان من حجۃ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ الخ......

(معانی الآثار صفحہ نمبر ۱۰۷ جلد ۲ مطبوعہ انڈیا)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

الصوفیۃ الجنید البغدادی رضی اللہ عنہ۔

(الحدیقۃ الندیہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۷ مطبوعہ پاکستان)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے علم کا ان کے سوا کوئی وارث نہ ہوا۔ الخ

(الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۰۷ مطبوعہ کراچی)

عبارت نمبر ۱۳: یہاں کیا کہے گا۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عنہا جو الفاظ شانِ جلال میں ارشاد کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے گا تو گردن ماری جائے۔ اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

(ملفوظات حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۵۳ مطبوعہ لاہور)

جواب: مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک الزام کا جواب دیتے ہوئے مذکورہ بالا عبارت تحریر فرمائی ہے۔ اور مقام عبدیت و محبوبیت کے فرق کو واضح کیا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی۔ یہاں تک کہ دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان حاکم اور ثالث قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یا تو تم اول کہہ لو یا میں کہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرمائیں۔ لیکن سچ ہی سچ فرمانا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ خون نکلنے لگا اور فرمایا کہ اے دشمن جان...... کیا حضرت سچ کے سوا کچھ اور فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ چاہی اور آپ کی پشت کے پیچھے جا بیٹھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم نے تم کو اس لئے نہیں بلایا اور نہ تم سے یہ ہمارا مقصود ہے۔

اور ایک بار کسی کلام پر غصہ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہی کہتے ہیں کہ میں پیغمبر خدا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حلم و کرم کی راہ سے اس امر کو برداشت کیا۔

(۱)......(احیائے علوم الدین صفحہ نمبر ۱۴۷ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

(۲)......(طبرانی اوسط، ابو یعلیٰ، ابن حبان در کتاب الامثال)

(۳)......(مکاشفۃ القلوب از امام غزالی صفحہ نمبر ۶۵۴، ۶۵۵ مطبوعہ لاہور)

تنبیہ: یہ انکار نبوت ہوتا تو حضور پرنور ﷺ غضب ناک ہو جاتے یہ تو باہم محبت کی باتیں ہیں جن کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں ایمان ہو۔ جس کے دل میں صحابہ کی دشمنی کا کفر بسا ہو۔ اس کے دل کی گندگی میں اضافہ ہی ہوگا۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات دراصل قانون سازی کا مقام رکھتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ تمام احوال طاری کیے جاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بے تکلفی سے ہر آنے والا حال پیش کریں تا کہ اس سلسلہ میں مسائل بتائے جائیں۔ آپ کی ازواج مطہرات نے یوں سمجھے کہ بحکم خداوندی بحث کی۔ حضور ﷺ نے تحمل دکھایا۔ اس طرح امت کو سبق ملا کہ ایک مسلمان کی معاشی زندگی کس طرح ہونی چاہیے۔ ان واقعات سے جو شخص ازواج مطہرات کے بارے میں بری رائے قائم کرے گا وہ انتہائی درجے کا خبیث اور بدباطن ہے۔

قارئین کرام!

خط کشیدہ الفاظ شان محبوبیت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائے ہیں۔ ان کے علاوہ واقعی اگر کوئی اور ایسے الفاظ استعمال کرے گا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معلوم ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو توفیق خیر دے کہ وہ تمام باتیں جو نبی کریم ﷺ کیلئے بطور سب (گالی) بولی جائیں یا جس سے آپ کی عیب جوئی ہوتی ہو۔ یا آپ کی ذات شریفہ یا آپ کے دین یا آپ کے اسوہ یا آپ کے فضائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو یا بطریق سب آپ پر تعریض یا اس کے مشابہ لفظ بولے۔ یا بر سبیل سب وشتم استخفاف یا تحقیر و تصغیر شان کرے یا آپ کی نکتہ چینی یا عیب جوئی کرے وہ سب میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔

(۱)......(الشفاء (اردو) صفحہ نمبر ۲۹۲ جلد ۲)

(۲)......(الشفاء (عربی) صفحہ نمبر ۱۸۸، ۱۸۹ طبع ملتان)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

وجہ ثانی یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں زبان کھولنے والے نے جبکہ گالی اور گستاخی کا قصد نہ کیا ہو اور وہ نہ اس کا معتقد ہو لیکن شانِ اقدس میں اس نے کلمہ کفر کہا ہو یا لعنت یا دشنام یا تکذیب یا ان کی طرف ایسی چیز کی نسبت کی جو آپ پر جائز نہیں یا ایسی چیز کی نفی کی جو آپ کیلئے واجب ہے۔ غرض کوئی بات جو حضور کے حق میں نقص ہو (الی ان قال) یا کوئی گستاخی کی بات کہی یا برا کلام کیا یا کسی طرح دشنام دی تو اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلت نگہداشت اور زبان بے قابو ہونے کی وجہ سے یا بے پرواہی یا بے باکی کی وجہ سے اس سے صادر ہوا۔ اس وجہ کا وہی حکم ہے جو وجہ اوّل کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۷۶ مطبوعہ لاہور)

فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ پر شیعہ و رافضی الزام کی حقیقت

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک کٹر سنی حنفی مسلمان اور سلف الصالحین کی راہ پر گامزن تھے۔ انہیں رافضی یا شیعہ کہنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ علمائے اہلسنت کو رافضی یا شیعہ کہنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ خارجیوں کا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے۔ حتیٰ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس الزام سے نہ بچ سکے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قالوا ترفضت قلت کلاّ
ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شك
خیر امام و خیر هادی!
ان کان حب الولی رفضا

فـــانـــــی ارفـــض الـــعـبـــاد

(۱)......(الصواعق المحرقہ صفحہ نمبر ۱۳۳، مطبوعہ ملتان، از علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ)

(۲)......(نور الابصار جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۶، از شیخ مومن بن حسن شبلنجی)

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں تو رافضی ہو گیا۔ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ میرا دین رفض نہیں اور نہ ہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کسی شک و شبہ کے بغیر بہتر امام اور بہتر ہادی سے محبت کرتا ہوں۔ اگر ولی سے محبت رفض ہے تو میں یقیناً سب لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان کان رفضا حب آل محمد

فلیشھد الثقلان انی رافضی

(۱)......(الصواعق المحرقہ صفحہ نمبر ۱۳۳، از علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) مطبوعہ ملتان)

(۲)......(نور الابصار جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۷، از شیخ مومن بن حسن شبلنجی)

ترجمہ: اگر آل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے۔ تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

"ردّ شیعہ" میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند رسائل کے نام

۱۔ ردّ الرفضہ (۱۳۲۰ھ)

(روافض زمانہ کے ردّ میں کہ وہ نہ سنّی کے وارث نہ ان سے نکاح)

۲۔ الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنہ (۱۳۰۶ھ)

(روافض کی اذان میں کلمہ، خلیفہ بلافصل کا ردّ)

۳۔ اعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند و بیان الشھادۃ (۱۳۲۱ھ)

(تعزیہ داری کی ممانعت اور شہادت بیان کا حکم)

۴۔ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق

(حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا ثبوت)

۵۔ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین (۱۳۰۰ھ)

(شیخین کریمین کی افضلیت پر مبسوط کتاب)

۶۔ وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق (۱۲۹۷ھ)

(شیخین کریمین کے وہ اسماء گرامی جو احادیث میں وارد ہیں)

۷۔ جمع القرآن و بم عزوہ لعثمان (۱۳۲۲ھ)

(قرآن کریم کیسے جمع ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر جامع القرآن کیوں کہتے ہیں)

۸۔ البشری العاجلہ من تحف آجلہ (عربی) (۱۳۰۰ھ)

تفضیلیہ اور مفسقانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رد

۹۔ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام (۱۳۱۲ھ)

(مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ الجرح الوالج فی بطن الخوارج (۱۳۰۵ھ)

(تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)

۱۱۔ الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری (۱۳۰۴ھ)

(تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)

۱۲۔ لمعۃ الشمعہ لہدی شیعۃ الشنعہ (۱۳۱۲ھ)

(تفضیل و تفسیق سے متعلق سات سوالوں کا جواب)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ کہنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت کبریٰ اور اس منصب عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین، حضور ﷺ کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع، تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

اس امام کیلئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔

ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

ان کا شرط کرنا، روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلثہ، ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خلافت رسول سے جدا کردیں۔

حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۳ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

اور ان محبان خدا و نوابان مصطفےٰ ﷺ ابداً ابدا سے "محبان علی" کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا۔

جب بحکم الٰہی خلافت راشدہ، اوّل ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ قاترہ ٹھہرایا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بزدل و تارک حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔

ع...... دوستی بے خرداں دشمنی ست

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۵ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

اسی طرح ان کے بعد خلافت فاروق پھر امامت ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ عنہم۔ (اعتقاد الاحباب صفحہ نمبر ۷۶ مطبوعہ لاہور (۱۲۹۸ھ)

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد، پھر فرمادیا "وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

"اولئك عنها مبعدون۔ لا يسمعون حسيسها وهم في ما اشتهت انفسهم خلدون۔ لا يحزنهم الفزع الاكبر وتتلقهم الملئكة هذا يومكم الذي كنتم توعدون"۔

ترجمہ: "وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا"۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "واللہ بما تعملون خبیر" اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ومن يكون يطعن في معاوية
فذاك من كلاب الهاوية

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے"۔

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے، زید و بکر جھوٹے ہیں، اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے۔ سال بھر بعد دفن ہوئے جنازہ مبارکہ حجرہ اُمّ المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے۔ اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہتا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین مولیٰ علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے۔ اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا۔ پچھلی خدمت بجالائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی المرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا۔ مگر

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بہ نگاہش ہنر!

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے:

"من اذا ھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ"۔

ترجمہ: "جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (احکام شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۴ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

ایسی کھلی تصریحات کے باوجود امام احمد رضا بریلوی کو شیعہ یا رافضی کہنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ اللہ معترضین کو ہدایت نصیب کرے۔

مولانا کوثر نیازی کی شہادت

مولانا کوثر نیازی اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انہیں بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے حنفی اور سلفی ہیں اور بس۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت صفحہ نمبر ۶ طبع لاہور نومبر ۱۹۹۰ء

/روزنامہ جنگ لاہور ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ/ ۳/ اکتوبر ۱۹۹۰ء۔

امام احمد رضا بریلوی کے شیعہ ہونے کی انوکھی دلیل اور اُس کا جواب

اعتراض: کیونکہ احمد رضا کے شجرۂ نسبت میں جتنے نام آتے ہیں۔ سب کے سب شیعہ طرز پر ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت رافضی تھے۔ (ملخصاً رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۱۷ حصہ اوّل)

جواب: اگر امام احمد رضا بریلوی کے رافضی و شیعہ ہونے کی یہی دلیل ہے تو مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی۔ مولوی حسین احمد مدنی، سید گل بادشاہ اور سید احمد بریلوی سب سے بڑے شیعہ اور رافضی تھے۔ ذرا ان کے شجرہائے نسبت و طریقت ملاحظہ فرمائیے اور سوچ سمجھ کر جواب دیجئے!

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا شجرۂ نسب

محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاؤ الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی محمد ہاشم اور محمد یعقوب بن مکلوک العلی۔ ...... الخ

(سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی حصہ اوّل صفحہ نمبر ۲۰۴،۲۵ مطبوعہ لاہور ایضاً)

استاد کا نام:۔ مہتاب علی

نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) کا شجرۂ نسب

صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ بن عزیز اللہ بن لطف علی بن علی اصغر بن سید کبیر ابن تاج الدین بن جلال رابع بن سید راجو شہید بن سید جلال ثالث بن حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن جلال الدین بخاری بن احمد کبیر بن جلال اعظم گل سرخ بن علی موید بن جعفر بن احمد بن محمد ابن عبداللہ بن علی بن جعفر زکی بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین۔......الخ

(۱)......(ابقاء المنن بالقاء المحن صفحہ نمبر ۷)

(۲)......(تراجم علمائے حدیث صفحہ نمبر ۲۳۶، ۲۳۷ طبع اوّل ۱۳۵۶ھ پاکستان، از امام خال نوشہری)

نواب صاحب کے بیٹوں کے نام

(۱) سید نور الحسن۔ (۲) سید علی حسن......(تراجم علمائے حدیث صفحہ نمبر ۲۶۱)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا شجرۂ نسب

شجرۂ نسب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، ۱۵ر فروری ۱۹۵۸ء جلد ۴۳ صفحہ نمبر ۱۲ مطبوعہ پاکستان)

مولوی سید گل بادشاہ دیوبندی اکوڑہ خٹک کا شجرۂ نسب

سید بادشاہ گل بن سید مہربان علی بن سید حبیب اللہ۔......الخ

(ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ نمبر ۴۱۷، فروری، مارچ ۱۹۷۶/۱۳۹۶ھ)

گوشوارہ امیر خلفاء بعد از معرکہ بالاکوٹ تا قیام پاکستان اگست ۱۹۴۷ء

نمبر شمار	نام امیر	پیدائش	شہادت موت	کل عمر	جائے مدفن	کیفیت
۱۔	سید احمد شہید بریلوی	ماہ صفر ۱۲۰۱ھ	۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء	۴۶ سال	بالاکوٹ	پہلا دور قافلہ سالار جہاد حریت اوّل
۲۔	مولانا اسماعیل شہید	۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ	۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء	۵۳ سال	بالاکوٹ	پہلا دور قافلہ سالار جہاد حریت اوّل
۳۔	شیخ ولی محمد پھلتی					دوسرا دور
۴۔	مولانا نصیر الدین منگلوری		شہید از حملہ فتح خاں پنج تاری ت ہ ش ب ص ۵۵		ٹوپی	نائب شیخ ولی محمد در اگرور وقبائل
۵۔	مولانا سید نصیر الدین دہلوی داماد مولانا اسحاق دہلوی				ستھانہ	تاریخ ہزارہ ش ب ص ۵۵۱

۶۔	حاجی سید عبدالرحیم سورتی					
۷۔	مولانا محمد قاسم پانی پتی		۱۸۵۲ء		سیالکوٹ	باختلاف روایات
۸۔	مولانا عنایت علی پہلی بار	۱۲۷۴ھ ۲۴/۲۳ مارچ	چنئی سرحد			بعارضہ ضیق النفس
۹۔	مولانا ولایت علی زبیری	۱۲۰۵ھ ۱۷۹۱ء	۶ر نومبر ۱۸۵۲ء ۱۲۶۹ھ	۱۴ سال	ستھانہ	بعارضہ خناق
۱۰۔	مولانا عنایت علی		مذکور شد		ستھانہ	دور امارت بالاکوٹ، کاغان ستھانہ دور امارت بالاکوٹ، سرحد قبائل (چوتھا دور)
۱۱۔	مولانا ولایت علی	بشرح نمبر ۹	مذکور شد		ستھانہ	دور امارت بالاکوٹ ستھانہ
۱۲۔	مولانا نور اللہ شاہ اکرام اللہ میرتقی	مشترکہ دور امارت			ملا سر چمبلہ لڑی	

۱۳۔	مولانا مقصود علی		شعبان ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۲ء			بعارضہ بواسیر موسم بہار
۱۴۔	مولانا عبداللہ پسر کلاں ولایت علی	۱۲۴۶ھ	۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء		ٹیلوانی	شاندار دور امارت ۴۰/۴۲ سال رہا
۱۵۔	امیر عبدالکریم پسر مولانا ولایت علی	۱۲۵۵ھ ۵۷	۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۳۳ھ ۱۴، ۱۹۱۵ء		اسمست	
۱۶۔	امیر نعمت اللہ بن مطیع اللہ بن مولانا عبداللہ		۴ مئی ۱۹۲۱ء ۲۶ شعبان ۱۳۳۹ھ بوقت چاشت شہید کیے گئے		اسمست	
۱۷۔	امیر رحمت اللہ بن امان اللہ بن عبداللہ بن مولانا ولایت علی	۱۲۵۵ھ				۱۹۴۷ء کے آخر پاکستان کی جنگ آزادی کشمیر محاذ میں شریک ہوئے

شجرۂ نسب مولانا ولایت علی برادران وخلفائے

مابعداز خاندان مذکور شجرہ صفحہ نمبر 304 پر ہے

(روئیداد مجاہدین ہند از محمد خواص صفحہ نمبر ۳۱۴ تا صفحہ نمبر ۳۱۵ ناشر مکتبہ رشیدیہ لاہور طبع ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

عبارت نمبر ۱۴: حضرت بہاؤالحق والدین خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے۔ اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبندی عالم جلیل پابند شریعت، انکے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا، حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی، دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے انکے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس کے پار جانا چاہتے ہیں۔ دریا میں اُترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں۔ حضرت امیر کلال نے فرمایا۔ ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔ (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۶۴ مطبوعہ لاہور)

جواب: کتب احادیث میں مذکورہ شیطان کے بعض قصوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کبھی کبھار سچ بول لیتا ہے۔ مگر ”مصنف رضاخانی مذہب“ تو اس قدر بھی سچ سے گریزاں ہیں، اولیائے کاملین کے حالات و واقعات کو نقل کر کے اپنی کم علمی اور بدباطنی کے باعث ان سے مختلف قسم کے غلط نتائج اخذ کر کے صالحین کا استہزاء اوران پر بے جا تنقید کرنا ان کی زندگی کا حسین مشغلہ ہے۔ نہ خدا کا خوف...... نہ حشر کا ڈر...... صوفیاء کرام کی زندگی کے ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر دوسرے پہلوؤں کا انکار کرنا عقل مندی نہیں۔

مذکورہ واقعہ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ''حضرات القدس'' میں نقل فرمایا ہے جس کو منظر عام پر آئے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے مگر کسی عالم ربانی نے اس پر جرح وتنقید نہیں کی۔ بلکہ علمائے غیر مقلدین اور علمائے دیوبند کی بھی کوئی تحریر اس واقعہ کے خلاف نہیں ملتی۔ مگر آج پندرھویں صدی کا بدبخت انسان واقعہ مذکورہ پر تنقید لا حاصل کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

اسی زمانہ میں جب حضرت امیر کلال نوجوانی میں کشتی لڑتے تھے۔ آپ کے اردگرد معرکہ اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اثناء کشتی میں ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ یہ سیدزادہ صحیح النسب کشتی کیوں لڑتے ہیں۔ اور زور آزمائی کرتے ہیں۔ جو اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اس کو وہیں اکھاڑہ میں نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کیچڑ اور مٹی میں پھنس گیا اور مضطرب ہے۔ اتنے میں حضرت امیر کلال آئے اور اس کے دونوں بازو پکڑ کر آسانی کے ساتھ اس کو کیچڑ میں سے نکال لائے۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کیلئے کرتے ہیں۔

(حضرات القدس[1] (اردو) دفتر اول صفحہ نمبر ۱۶۲ مطبوعہ لاہور، از علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ اشاعت جمادی الاول ۱۴۰۱ھ)

[1] ''حضرات القدس'' ۱۰۵۳ھ کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔ (تعارف ''حضرات القدس'' صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ لاہور از علامہ اقبال احمد فاروقی)

حضرت سید امیر کلال رضی اللہ عنہ بیس سال تک حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ذکر و فکر و عبادات میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ وہ ہو گئے جو ہو گئے۔ اور آپ کے خلیفہ اعظم بن گئے۔

(۱)......(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۶۵۱ طبع لاہور، علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲)......(الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ، مؤلفہ شیخ عبدالمجید بن علامہ مرشد محمد الخانی نقشبندی ۲)

(۳)......(جمال الاولیاء، صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع لاہور، اشرف علی تھانوی)

(۴)......(حضرات القدس (اردو) صفحہ نمبر ۱۶۱)

ا ''حضرات القدس'' کا اصل فارسی نسخہ مولوی عبدالرشید قاسمی دیوبندی مالک کتب خانہ رشیدیہ لاہور کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔

۲ ۱۳۱۷ھ میں قسطنطنیہ میں انتقال ہوا۔

امام احمد رضا بریلوی پر ایک الزام اور اس کی حقیقت

الزام نمبر ۸: مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر بیگ مولوی احمد رضا کے ابتدائی استاد تھے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ اوّل)

جواب: بغض اور حسد ایسی روحانی مہلک بیماریاں ہیں کہ جب انسانی دل و دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں تو انسان کی حق و انصاف کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ تحقیق اور حق کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور انسان شکوک و شبہات کی عمیق دلدل میں پھنس کر راہِ حق اور صراطِ مستقیم سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔

''مؤلف رضا خانی مذہب'' بھی انہیں خطرناک بیماریوں کا شکار ہے، جس کی فکری سوچ کا جنازہ نکل چکا ہے اور صالحین پر بے جا طعن و تشنیع کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتا ہے۔

قارئین کرام!

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی کتب کے استاذ مولانا غلام قادر بیگ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر بیگ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی کہنا تحقیق و مطالعہ کی کمی، سراسر ظلم عظیم اور بغض رضا کا سبب ہے۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا حسن جان بیگ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ ابن حکیم مرزا حسن جان بیگ لکھنوی یکم محرم الحرام ۱۲۴۳ھ/۲۵ جولائی ۱۸۲۷ء کو محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے لکھنؤ سے ترکِ سکونت کر کے بریلی میں رہائش اختیار کر

لی تھی، آپ کا قیام بریلی شہر کے محلہ قلعہ میں جامع مسجد کے مشرقی جانب تھا۔ آپ کا رہائشی مکان بریلی شریف میں اب بھی موجود ہے۔

آپ کا خاندان نسلاً ایرانی یا ترکستانی مغل نہیں ہے۔ بلکہ مرزا اور بیگ کے خطابات اعزاز شاہانہ مغلیہ...... کے عطا کردہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور آپ نسلاً فاروقی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد کرام بھی شاہانہ مغلیہ سے وابستہ رہے ہیں، اسی زمانہ سے ان دونوں خاندانوں کے قریبی روابط رہے ہیں۔ مولانا غلام قادر بیگ کے حقیقی بھائی مولانا مرزا مطیع اللہ بیگ کے پوتے مرزا عبدالوحید بیگ بریلوی کی دو ہمشیرگان امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں بیاہی گئیں۔ ایک حضرت مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تایازاد بھائی حافظ ریاست علی خاں مرحوم کو اور دوسری فرحت علی خاں کے فرزند شہزادے علی خاں مرحوم کو۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کے درمیان محبت و مروت کے پرخلوص تعلقات تھے۔ اس لئے مولانا مرزا غلام قادر بیگ نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم اپنے ذمہ لی تھی۔ آپ کے دیگر تلامذہ آپ کے مطب واقع محلہ قلعہ متصل جامع مسجد بریلی ہی میں درس لیا کرتے تھے مگر صغر سنی اور خاندانی وجاہت کی وجہ سے آپ امام احمد رضا کو ان کے مکان پر ہی درس دیتے تھے۔ (ماہنامہ سنی دنیا، بریلی ش جون ۱۹۸۸ء)

امام احمد رضا بریلوی نے ابتدائی کتب میزان، منشعب وغیرہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۳۲ جلد اول مطبوعہ کراچی، مولانا ظفرالدین بہاری)

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی لکھتے ہیں: اردو اور فارسی کی ابتدائی کتب آپ (مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، صفحہ نمبر ۳۹۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء، مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مسئلہ از مونگیر لعل دروازہ معرفت حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب

غرہ شوال ۱۳۰۵ھ

حضرتِ اقدس دام ظلہم

یہاں وہابیہ نے ایک تازہ شگوفہ اظہار کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا، ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے، مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ، یہاں کوشش کی مگر قرآن و حدیث میں دلیل نہ پائی۔ لہٰذا مسئلہ حاضرِ خدمتِ والا ہے امید کہ بہ ثبوتِ آیات و احادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا

۱؎ ترجمہ: سب خوبیاں اسے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا کہ وہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو اور سب رسل خاص اپنی ہی قوم کی طرف بھیجے گئے، اس نے ہمارے نبی کو سارے جہان کیلئے رحمت بھیجا۔ تو ان کے دامنِ رحمت کے نیچے انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام مخلوق الٰہی کو داخل فرمایا اور ان کو سب نبیوں کا خاتم کیا تو انہوں نے اور دین منسوخ فرمائے اور ان کے دین کا کوئی حرف منسوخ نہ ہوگا، اللہ نے ان کی امت میں تمام رسولوں کو داخل کیا جبکہ خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا، پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے لے گیا مسجد اقصیٰ تک، جب آسمانوں تک عرش اعلیٰ تک پھر نزدیک ہوا تو نزول کی تجلی فرمائی تو وہ کمانوں بھر اس سے کم فاصلہ رہا، پس اپنے بندے کو وحی کی جو وحی کی، دل نے جو دیکھا اس میں شک نہ کیا کیا تم ان کے دیدار میں جھگڑتے ہو اور قسم ہے بیشک انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا، آنکھ نہ بہکی نہ حد سے بڑھی اور

تجلی الیقین صہ۲ کا عکس

تو رسالہ تلمیذی مدح و تقریظ مناقض و معارض ہوگی وہ تحریر پایۂ اعتبار سے یوں بھی گر گئی۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اہل عصر و اتباع زید و عمرو واللہ الہادی وولی الایادی۔
الحاصل معمول حقہ کے حق میں تحقیق حق و حق تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز و مباح اور نہایت درجہ صرف مکروہ تنزیہی [illegible] جو لوگ پیتے اچھا کرتے ہیں اور جو نہ پیتے ہیں برا نہیں کرتے فان الاصل الاباحۃ و لو فی کراہۃ التنزیہ [illegible] العلامۃ الشامی [illegible] جاہل بعض بلاد ہند ماہ مبارک رمضان [illegible] وقت افطار پیتے اور دم لگاتے [illegible] میں فتور لاتے اور روزہ داروں کی عیب و لت بنانے [illegible] ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہ مبارک میں۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر تیز [illegible] اور اس حالت کے حالت تغیر [illegible]
[illegible] عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۱ [illegible] مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۵ جمادی الآخر [illegible]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] یہاں کلکتہ میں نمکین بسکٹوں میں نشی تاڑی بغرض خمیر ڈالی جاتی ہے شیرینی میں نہیں [illegible] دونوں کے ایک ہی ہیں اور وہ تختہ جس پر بسکٹ بنائے جاتے ہیں وہ بھی ایک ہی ہوتا ہے نمکین بسکٹ کے خمیر آٹے میں پاؤ بھر تاڑی ڈالی جاتی ہے نمکین کھانا جائز ہے یا نہیں اور شیرینی کا کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب

جو بہتی چیز نشہ رکھتی ہو مذہب صحیح میں اس کا قطرہ قطرہ نہ صرف حرام بلکہ نجس بھی ہے ھذا ھو قول محمد وھو الصحیح وعلیہ الفتوی پس صورت مستفسرہ میں نمکین بسکٹ مطلقاً حرام و نجس ہیں اور شیرینی میں تین صورتیں اگر ثابت ہو کہ ان کے میدہ یا خمیر میں بھی اس نجاست کے اجزا ضرور مخلوط ہوتے ہیں تو یہ بھی حرام و ناپاک اور اگر تحقیق ہو کہ یہ محفوظ رہتے ہیں مثلاً انہیں التزام ہے کہ جب نمکین کے بعد شیرینی بناتے ہیں تو دست و ظروف کو بقدر کافی دھو ڈالتے ہیں اس کے بعد شیرینی کا میدہ گوندھتے بناتے ہیں اگرچہ اس دھونے سے ان کی نیت تطہیر کی نہ ہو بلکہ صرف اس خیال سے کہ ان میں نمکینی نہ آ جائے یا اور کسی وجہ سے یہ دھونا ایسا واقع ہوتا ہے کہ نجاست کے اجزا دست و ظروف سے زائل ہو جاتے ہیں تو شیرینی مطلقاً حلال و طیب اور اگر مشکوک و محتمل ہو مثلاً ایک دن میں جس قدر نمکین بعد دیگرے بنتے ہیں ان میں تو شست و شو نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو ناکافی و ناقابل تطہیر مگر دوسرے دن جو بنانا شروع

فتاوی رضویہ جلد ۱۱ صـ ۵۴ کا عکس

ہی عشر صورت رہتے اور اگر بقصد فرض ساتھ اس قول صحیح پر عمل کرکے تارے بھی خارج رہیں تو صرف چھبیس ہی ہیں اور اصل مذہب پر تیئیس واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از کلکتہ کولو ٹولہ مسجد مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر نماز خدا تعالیٰ کی پڑھتا ہوں بانیت یا نہیں، ایک صاحب اس پر تکرار کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بلاشبہ جائز ہے ان صاحب کے منع کے اگر یہ معنی ہیں کہ نیت کرتے وقت زبان سے یہ الفاظ نہ کہے جائیں تو ایک قول ضعیف ونا معتمد ہے ۔ کتب مذہب میں نیت زبانی کا استحباب تصریحاً مذکور ہے، درمختار میں ہے: التلفظ بها مستحب هو المختار وقيل سنة يعني احبه السلف او سنة علماءنا الخ اور اگر نماز کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت کرنا منع ہے تو سخت بل اشنع ہے یہ صاحب بھی ہر نماز میں التحیات للہ والصلوات کہتے ہوں گے کہ سب تحیتیں اور سب نمازیں اللہ کی ہیں پھر ظاہر کہ یہاں اضافت بھی ضرور ہے بالجملہ اس منع کی کوئی وجہ صحیح نہیں۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بریلی قاضی ٹولہ مکان مولوی بقاء اللہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۴ رجب ۱۳۱۳ھ

بجناب معلی القاب مخدوم ومعظم بندہ جناب مولنا صاحب دام فیوضہ خادم ہیچمدان عبدالحمید بعد بجاآوری آداب کے عرض رسا ہے کہ یہ فتوی اپنا لکھا ہوا حسب ہدایت اپنے استاذ جناب مولنا حافظ بخش صاحب کے واسطے تصدیق جناب عالی کے بھیجتا ہوں امید قوی ہے کہ مہر سے مزین فرما دیجئے اور اگر کوئی غلطی ملاحظہ سے گزرے تو درست فرماکر ممنون فرمائیے زیادہ ادب۔ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فرض اور واجبات کی نیت میں وقت کے ظاہر لفظ آج یا اس کا صاف ذکر کرنا چاہئے یا نہیں مثلاً یوں کہنا کہ نیت کرتا ہوں فرض آج کے ظہر یا عصر یا اس ظہر یا عصر کی ہو۔ اگر نہیں کہے گا تو نماز ادا ہوگی یا نہیں۔ **خلاصۂ جواب:** صورت مستفسرہ میں فقہاء کا اختلاف ہے چنانچہ قاضی خاں نے بلفظ آج یا اس کے نیت کو جائز نہیں رکھا ہے کما فی فتاوی قاضی خاں وهكذا في العالمگیریہ اور ردالمحتار میں ہے کہ تعیین ضروری نہیں پس بموجب قولین اولین کے بلفظ آج یا اس کے متعلق نیت سے نماز ادا نہ ہوگی اور بموجب قول صاحب ردالمحتار کے ادا ہو جانے کی لیکن چونکہ خروج عن الخلاف بالاجماع مستحب ہے اور اسی درمختار میں نسبت تعیین کی اولویت ظاہر فرمائی ہے اور ردالمحتار ارشاد کیا ہے پس اولی اور مختار یہی ہے کہ تعیین وقت کی لفظ آج یا اس سے ضرور کرے ورنہ تارک اولیت ہوگا اور جب شناخت وقت کی نہیں رکھتا اور یہ بالعموم ہے کہ اس عہد میں اکثر لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں تو عند اللہ مواخذہ دار رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بینوا توجروا۔

الجواب: نیت قصد قلبی کا نام ہے تلفظ اصلاً ضروری نہیں ہاں مستحب ہے تو لفظ آج یا آج وہ نماز صحت کو حاجت نیت زبان پہ ہو یا قلب پر ہرگز کسی طرح محتاج نہیں قصد قلبی کی علمائے کرام نے یہ تحدید فرمائی کہ نیت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کونسی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تامل بتادے كما ذكره الامام الزيلعي في التبيين وغيره في غيره اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقتی میں یہ بتادے گا کہ مثلاً نماز ظہر کا ارادہ ہے وہ یہ بھی بتادے گا کہ آج کی ظہر شاید یہ صورت کبھی واقع نہ ہوگی کہ نیت کرتے وقت دریافت کرنے سے یہ تو بتادے کہ ظہر پڑھتا ہوں اور یہ سوچتا رہے کہ کب کی تو قصد قلب میں تعیین فرض نماز کے ساتھ تعیین

فتاوی رضویہ جلد ۳ صـ ۳۲ کا عکس

ملک العلماء مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور (مولانا غلام قادر بیگ) کو دیکھا گورا چٹا رنگ، عمر تقریباً ۸۰ رسال، داڑھی سر کے بال ایک ایک سفید، عمامہ باندھے رہتے، جب کبھی اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خاں) کے پاس تشریف لاتے، تو اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امر تلا لین میں تھا۔ وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں اکثر استفتاء ان کے ہیں، انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مبارکہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں تحریر فرمایا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۳۲ جلد اوّل مطبوعہ کراچی، مولانا ظفر الدین بہاری)

فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطبوعہ پاکستان کے صفحہ نمبر ۳۲ پر ایک استفتاء ہے، جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ / جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ کو ارسال کیا تھا۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ / مطبوعہ بریلی (بھارت) بار اوّل ۱۴۰۳ھ کے صفحہ نمبر ۴۵ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے کلکتہ دھرم تلا نمبر ا سے ۲۵ / جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ کو ارسال کیا تھا۔

پروفیسر محمد ایوب قادری، بریلی کے اسلامی مدارس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا محمد احسن نے بریلی کے اکابر و عمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی 'مصباح التہذیب' ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۲ء میں قائم کیا...... اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے"۔

(مولانا احسن نانوتوی، صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء بار اوّل، پروفیسر محمد ایوب قادری)

مولوی محمد حنیف گنگوہی دیو بندی لکھتے ہیں

"اس مدرسہ (مصباح التہذیب) کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے۔ اور مولوی سخاوت حسین، سید کلب علی شاہ، مولوی شجاعت، حافظ احمد حسین، اور مولوی حافظ حبیب الرحمٰن درس دیتے تھے"۔

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۹۵ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، مولانا محمد حنیف گنگوہی)

مولانا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند اور دو دختران تھیں۔ دونوں فوت ہو گئیں۔ بڑی دختر کے ایک پسر اور چھوٹی دختر کی اولاد بریلی شریف میں موجود ہے۔ فرزند اکبر مولانا حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ اور دوسرے فرزند حکیم عبدالحمید بیگ تھے۔ مرزا عبدالعزیز بیگ پہلے رنگون (برما) میں رہے پھر کلکتہ میں طبابت کی۔ آخری ایام میں کلکتہ سے ترک سکونت کر کے بریلی آگئے تھے۔ بڑے ہی علم و فضل والے، عابد، تہجد گزار، متقی اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ (ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی ش جون ۱۹۸۸ء)

حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ کا وصال ۱۵/۱۴ شعبان ۱۳۷۴ھ کی درمیانی شب کو بریلی میں ہوا[1] اور آپ لاولد فوت ہوئے۔[2]

([1] تاریخ روہیل کھنڈ و تاریخ بریلی صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی ۱۹۶۲ء، مولوی عبدالعزیز عاصی)

([2] ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی ش جون ۱۹۸۸ء)

مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"خدا کے فضل سے (مولانا غلام قادر بیگ) صاحب اولاد ہیں ایک صاحبزادہ جن کا نام نامی مرزا عبدالعزیز بیگ ہے۔ دینیات سے واقف اور طبیب ہیں...... بریلی کی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنجوقتہ نماز اسی مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں"۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۲ جلد اول مطبوعہ کراچی، مولانا ظفر الدین بہاری)

دوسرے صاحبزادے مرزا عبدالحمید بیگ پہلے ریاست بھوپال میں رہے، پھر پیلی بھیت کے اسلامیہ انٹر کالج میں ملازم رہے آپ کا وصال وہیں ہوا۔

مرزا محمد جان بیگ رضوی کی بیاض کے مطابق مولانا غلام قادر بیگ کا وصال یکم محرالحرام ۱۳۳۶ھ/۱۸/اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نوے (۹۰) سال کی عمر میں ہوا۔ اور محلہ باقر گنج واقع "حسین باغ" بریلی میں دفن ہوئے۔ (ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی ش جون ۱۹۸۸ء)

مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا غلام مرتضٰی

مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"مرزا غلام مرتضٰی بیگ جو ایک مشہور اور ماہر طبیب تھا۔ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا، مرزا غلام قادر لوکل افسران کی امداد کے واسطے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا، بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک دفتر ضلع گورداسپور (انڈیا) میں سپرنٹنڈنٹ رہا، اس کا اکلوتا بیٹا صغرسنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء/۱۳۰۱ھ تقریباً) سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا تھا...... اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے، کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضٰی کا چھوٹا بیٹا تھا مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا، جو احمدیہ[1] سلسلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا[2]۔

(۱ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم جناب بھٹو صاحب کے دور میں احمدیہ سلسلہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ (فتنہ قادیانی صفحہ نمبر ۲۲۹ طبع ملتان)

(۲ سیرت المهدی حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۳۵، مطبوعہ قادیان (انڈیا) ۱۹۳۵ء)

مولوی ابو القاسم رفیق دلاوری لکھتے ہیں

"ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی غلام قادر دینا نگر (بھارت) کی تھانیداری سے معزول ہو کر عملہ کے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے"۔[3]

(رئیس قادیان، صفحہ نمبر ۱۱ جلد اوّل مطبوعہ ۱۹۷۷ء/۱۳۲۷ھ مجلس ختم نبوۃ پاکستان، محمد رفیق دلاوری

موصوف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''مرزا غلام مرتضٰی نے ۱۸۷۶ء میں اسی سال کی عمر میں دنیاء رفتنی وگزشتنی کو الوداع کہا انکی سب سے بڑی اولاد مراد بی بی تھیں۔ جن کی شادی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بھائی محمد بیگ یعنی بیگم طال عمرہا کے حقیقی چچا سے ہوئی تھی ان سے چھوٹے غلام قادر تھے جنہوں نے اپنی حیات مستعار کے بچپن مرحلے طے کر کے ۱۸۸۳ء میں سفر آخرت کیا، ان سے چھوٹی شاہد جنت نام ایک لڑکی تھی...... اور سب سے چھوٹے مرزا غلام احمد صاحب تھے (سیرۃ المھدی ج ۱)

(رئیس قادیان، صفحہ نمبر ۱ جلد اوّل مطبوعہ ۱۹۷۷ء/ ۱۳۳۷ھ مجلس ختم نبوۃ پاکستان، محمد رفیق دلاوری)

مرزا غلام قادر بیگ کے نام انگریزی حکومت کا ایک مکتوب

دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ' آپکا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا، ملاحظہ حضور ایں جانب میں گزرا۔

''مرزا غلام قادر آپ کے والد کی وفات کا ہم کو بہت افسوس ہوا، مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ تھا اور وفادار رئیس تھا ہم خاندانی لحاظ سے آپ کی اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کسی اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پا بحالی کا خیال رکھیں گے''۔ المرقوم ۲۹/ جون ۱۸۷۶ء

الراقم: سررابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب۔

(سیرت المھدی، حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۳۴ طبع قادیان ۱۹۳۵ء، مؤلفہ مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ نمبر ۵۱۲ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری)

رئیس قادیان   ۱۱   جلد اول

ع کیے تھے۔ سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا مرزا گل محمد اس نواح کے ایک نامور رئیس تھے۔ جن کے پاس مجلس
گاؤں تھے لیکن بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ تاہم تقریباً پانسو
ی روزانہ ان کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے۔ ایک سو کے قریب علماء، صلحاء اور حفاظ قرآن ان کے پاس رہتے
تھے جن چار سو روپیہ عطیہ تھا۔ ان علماء میں سے بعض کے مصاحب تھے۔ ایک مرتبہ غیاث الدولہ نام سلطنت مغلیہ
دلی کا وزیر قادیان آیا۔ مرزا گل محمد کو دیکھ کر چشم پُر آب ہو گیا اور کہنے لگا اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ اس جنگل میں مغلیہ
خاندان کا ایک ایسا فرزند موجود ہے جس کے اندر سلطنت و جہانبانی کے تمام ضروری صفات پائے جاتے ہیں تو میں
اسلامی سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے اسی کو دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھانے کی کوشش کرتا۔ پردادا صاحب کے
میرے دادا مرزا عطا محمد گدی نشین ہوئے لیکن سکھوں نے تمام گاؤں ان سے چھین لئے۔ یہاں تک کہ دادا صاحب کے
پاس صرف ایک قادیان رہ گئی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد قادیان پر بھی رام گڑھی سکھوں نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے
بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح پکڑے گئے اور ان کے مال و متاع سب لوٹ لئے گئے اور تمام موذن
جھگڑوں میں بھگا کر نکالے گئے اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ اس اثناء میں میرے دادا کو زہر دے کر
ہلاک کر دیا گیا۔ رنجیت سنگھ کی حکومت کے آخری ایام میں میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور انہیں
پانچ گاؤں واپس ملے۔ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گذاری میں پچاس گھوڑے مع پچاس سواروں کے
اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے۔ (ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۴۲-۵۰ و کتاب البریہ مؤلفہ مرزا غلام احمد صاحب ص ۱۳۴-۱۴۰) لیکن
ہر چند کہ یہ آباء و اجداد کے پرانے کاغذات کی بنیادی چیز یعنی مرزا صاحب کا مغل ہونا ہی ان کی وحی آسمانی کے رو سے
غلط ٹھہرا اور مسیح موعود صاحب کو الہام ہوا کہ تم دراصل فارسی الاصل ہو" (ایضاً ص ۱۳۴) تو پرانے کاغذات کے دوسرے
مندرجات مثلاً دستر خوان پر روزانہ پانسو آدمیوں کا کھانا کھانا، تین چار سو مصاحبوں اور سو علماء و حفاظ کا حاشیہ
نشین بنے رہنا، وزیر دہلی کا قادیان آنا اور مرزا گل محمد سے کہنا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مغلیہ خاندان کا کوئی لائق رکن موجود
ہے تو اسی کو سریر آرائے سلطنت بنانے کی کوشش کرتا" اور اس قسم کے دوسرے ڈھکوسلے کہاں تک قابل التفات اور
شائستہ اعتماد ہو سکتے ہیں؟ ہمارے خیال میں یہ سب افسانہ طرازی حضرت مسیح موعود صاحب ہی کے دماغ کی مینا کاری ہے؟
قاضی فضل احمد صاحب سابق کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے کتاب کلمہ فضل رحمانی میں مرزا غلام احمد صاحب کے اس حصہ
بیان کی پردہ دری کی ہے جس میں انگریزی حکومت کی امداد کرنا مذکور ہے وہ لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کم از
کم نصف درجن تصانیف میں لکھا ہوگا کہ میرے باپ مرزا غلام مرتضیٰ نے مفسدہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کو پچاس سوار دے
کر مدد دی تھی۔ اس کے متعلق مولوی عبد الحکیم مرحوم کلانوری نے رسالہ تحفہ مرزائیہ میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی
میں مرزا غلام مرتضیٰ نے سرکار انگریزی کی ایک سوار سے بھی کمک نہیں کی۔ ان ایام میں غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس شہد
رنگ کی ایک چھوٹی سی گھوڑی تھی ان دنوں مرزا غلام احمد کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر، جاگیر کی تحصیلداری کے عہدہ
پر ہوکر جلادی ضلع کے پیچھے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے۔ اگر مرزا غلام مرتضیٰ میں اتنی امداد کی استطاعت ہوتی تو ان کا

رئیسِ قادیان جلد اول صفحہ ۱۱ کا عکس

سندات خیرخواہی مرزا غلام مرتضٰی ساکن قادیان

میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا ،جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی ۔یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودیٔ حکام ان کو ملی تھیں ، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات پر میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا......الخ۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ نمبر ۵۰۸ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری)

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

یہ تحریر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ یہ خاندان سرکارِ برطانیہ کا ہمیشہ وفادار رہا ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضٰی اور بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے سرکار برطانیہ کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے اشتہار ''واجب الاظہار'' از مرزا غلام احمد قادیانی (قادیان ۱۸۹۷ء) نیز ''کشف الغطاء از مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان ۱۹۰۶ء۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ نمبر ۵۰۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء، پروفیسر محمد ایوب قادری)

قارئین کرام!

اس تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

ا۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ ایک صحیح العقیدہ مسلمان، اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار تھے، جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی انگریزی حکومت کا وفادار

اور قادیان (انڈیا) کا رئیس تھا۔

۲۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ ماہر علوم دینیہ، کامیاب مدرس اور مدرسہ مصباح التہذیب (بریلی) کے پہلے مہتمم تھے۔ جبکہ مرزا غلام قادر بیگ (قادیانی) دینا نگر (ضلع گورداسپور بھارت) کا معزول تھانیدار تھا۔

۳۔ مولانا غلام قادر بیگ کی عمر ۹۰ رسال ہوئی جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی ۵۵ رسال کی عمر میں اس جہان سے چل بسا۔

۴۔ مولانا غلام قادر بیگ کا سن وصال ۱۹۱۷ء ہے جبکہ مرزا غلام قادر قادیانی ۱۸۸۳ء میں مرا۔

۵۔ مولانا غلام قادر بیگ کے والد گرامی کا اسم گرامی مرزا حسن جان بیگ ہے جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کے والد کا نام غلام مرتضٰی بیگ ہے۔

۶۔ مولانا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔

(۱) مرزا عبدالعزیز بیگ۔

(۲) مرزا عبدالحمید بیگ۔

جبکہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کا ایک ہی بیٹا تھا جو کہ صغر سنی میں مر گیا تھا۔

ان تمام حقائق وشواہد سے ثابت ہوا کہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ اور مرزا غلام قادر بیگ (قادیانی) دو الگ الگ شخصیتیں ہیں ان کو ایک ہی شخصیت قرار دینا افتراء اور دروغگوئی کے سوا کچھ نہیں، جیسا کہ مؤلف رضا خانی مذہب [1] اور جناب احسان الٰہی ظہیر [2] (غیر مقلد) نے لکھا ہے۔

[1] رضا خانی مذہب حصہ اوّل صفحہ نمبر ۲۱۳ ☆ [2] البریلویہ، صفحہ نمبر ۹، ۱۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء
البریلویہ صفحہ نمبر ۴۱ (اردو ترجمہ) طبع ۱۹۸۸ء

ہے۔ ایک بریلوی مصنف اس نظریئے کا مصداق بنتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے (ساڑھے تین برس کی عمر میں) فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اور اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی۔" [۳۵]

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"ایک روز استاد صاحب نے فرمایا: احمد میاں! تم آدمی ہو کہ جن؟ مجھے پڑھاتے ہوئے دیر لگتی ہے لیکن تمہیں یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ ۱۰ برس کی عمر میں ان کے والد جو انہیں پڑھاتے بھی تھے۔ ایک روز کہنے لگے: تم مجھ سے پڑھتے نہیں بلکہ پڑھاتے ہو۔" [۳۶]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ [۳۷] مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

جناب بستوی صاحب کم سنی میں اپنے امام کے علم و فضل کو بیان

---

[۳۵] وصایا شریف ص ۲۴

[۳۶] حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۲۲

[۳۷] مقدمہ فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۶

البریلویہ (اردو) ص۱۴ کا عکس

عبارت نمبر ۱۵:

عرض: حضور ایک صاحب پہلے محدث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں کرتے۔

ارشاد: ایک صاحب اولیائے کرام رحمہم اللہ میں سے تھے، آپکی خدمت میں بادشاہِ وقت قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا، اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ گئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کیلئے ہو سکتی ہے۔ انسان کیلئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کیلئے ہو سکتی ہے مسلم کیلئے کمال نہیں۔

(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۳۲، ۳۳۳ مطبوعہ لاہور)

جواب: عوام الناس کے نزدیک ولی اللہ وہ ہے جو انسانی کیفیات سے مطلع ہو کر ان کے دل کی بات بتلا دے۔ مگر محققین علمائے اہلسنت و صوفیاء کرام کے نزدیک کشف و کرامت کا ہونا ولی اللہ کیلئے شرط نہیں۔ بلکہ شریعت کی تابعداری اصل چیز ہے اور کشف و کرامت اس کی فرع ہیں۔ جب تک اصل ثابت نہ ہو فرع ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس اتباع شریعت کی بلندیوں، طریقت کی پہنائیوں اور علم و عمل کی خوشنمائیوں میں بزرگی اور

ولایت تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ شعبدہ بازیوں اور نام نہاد انکشافی شہرتوں اور حیرت انگیزیوں میں بعض اوقات ٹھوکر لگ جانے کا احتمال ہے جس سے بچنا واجب ہے

حضرت ابراہیم دسوقی (م ۶۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع ہے۔

(لواقح الانوار، صفحہ نمبر ۱۴۴ جلد اول علامہ شعرانی)

حضرت امام یافعی (م ۷۶۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ لازم نہیں کہ صاحب کرامت ولی اس ولی سے افضل ہو جو صاحب کرامت نہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کے پاس کرامت نہیں وہ صاحب کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۸ مطبوعہ لاہور ☆ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۸۵۵ جلد ۲ مطبوعہ استنبول (ترکی)

سید محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترک کرامات ولی اللہ نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۵۱)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کبھی رازہائے قدرت پر بذریعہ کشف مطلع ہونے والے شخص سے وہ شخص مرتبہ میں آگے بڑھ جاتا ہے جسے یہ کشف حاصل نہیں ہوتا۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۶۸)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر تم کسی درویش کو ہوا میں پرواز کرتا ہوا دیکھو تو اس کی اس کرامت سے دھوکا نہ کھاؤ۔ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ حال وقال، حفظ حدود اللہ اور امر و نواہی میں کیسا ہے اگر شریعت و سنت محمدی کا پابند جانو تو اس کی ولایت کا یقین کرلو۔

(الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰ مطبوعہ لاہور)

مولوی جمیل الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

کشف وکرامت اگرچہ لوازمِ ولایت نہیں ہیں۔لیکن اگر کسی مقبول بندہ کو منجانب اللہ عطا ہو تو دلیل ولایت ہیں۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر ۳۱۹ مطبوعہ پاکستان)

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایمان اور اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں۔(لوائح الانوار)

ولی اللہ کی تعریف

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی اللہ کی تعریف کیا ہے۔تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ولی وہ ہے جس کے چہرہ میں حیا۔ آنکھوں میں گریہ، دل میں پاکیزگی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدہ میں وفا اور بات میں شفاء ہو۔(الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ولی وہ ہے جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جائیں۔اور وہ اخلاق واعمال میں متابعت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہو۔یعنی اخلاق وافعال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرنا ہی علامت اہل اللہ اور سچی درویشی ہے۔(الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اولیاء اللہ خدا کی محبت و رضا کو بلا طلب اغراض واعراض منظورِ خاطر رکھتے ہیں۔ اور تذلل واخلاص ان کا شیوہ ہوتا ہے۔نفس کے ساتھ جہاد اور روح کو ذکر الٰہی سے زندہ کرتے ہیں۔(الفقر فخری صفحہ نمبر ۳۰)

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ولی وہ ہے جو اپنے حال میں فانی اور مشاہدہ حق تعالیٰ میں باقی ہو۔

(ارشادات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء)

حضرت شیخ محمد عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تابعداری ہی کا نام طریقت ہے۔

(لواقح الانوار، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

ملفوظات حصہ چہارم کی عبارت میں عوام الناس کے اسی نظریہ کا رد ہے جو کہ کشف وکرامت کو ولی اللہ کیلئے ضروری سمجھتے ہیں اور گدھے کا حصہ بیان کرنے کی وجہ خود ہی ولی اللہ نے بیان فرمادی ہے۔ جس سے تمام شک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

"یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا"۔ (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۴۳)

لہٰذا مذکورہ حصہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گدھا بھی علم غیب جانتا ہے سراسر افتراء ہے۔ اور عمداً لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ بلکہ یہ انسانی تربیت کا کمال ہے کہ وہ جانوروں کو ایسے اشارے سمجھا دیتے ہیں جس سے وہ مخفی چیز بتلا دیتا ہے۔ جیسا کہ اس عبارت میں گدھا کے قصہ سے عیاں ہے۔

عبارت نمبر ۱۶:

عرض: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں؟

ارشاد: کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی "مالک عرب" ہیں۔

اعتراض: عرب والوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہوئے تو عجم والوں کا خدا کون ہے؟

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ دوم)

جواب: امام احمد رضا کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خداوند عرب" بمعنی مالک عرب کہنا درست ہے۔ مگر حقیقی معنی میں یہ لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استعمال نہ ہوگا۔

فیروز اللغات میں ہے:

خداوند: مالک، آقا، صاحب، اللہ تعالیٰ۔ (صفحہ نمبر ۵۴۵)

کریم اللغات میں ہے:

صاحب، مالک۔ (صفحہ نمبر ۱۴۰)

مصنف مذکور کا اعتراض اس صورت میں درست ہو سکتا ہے جبکہ امام احمد رضا لفظ خداوند کو حقیقی معنی میں استعمال کرتے۔ جب وہ اس کے حقیقی معنی کو حضور علیہ السلام کیلئے روا نہیں سمجھتے۔ تو اس پر اعتراض کرنا محض لغو ہے۔

توبہ کیجئے!

لفظ خداوند کو حقیقی معنوں میں حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے "مصنف رضا خانی مذہب" نے خود کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ امام احمد رضا نے خداوند عرب کے مجازی معنی مالک عرب کئے ہیں۔

جیسا کہ مصنف مذکور لکھتا ہے:

عرب والوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہوئے تو عجم والوں کا خدا کون ہے؟

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ دوم)

عبارت نمبر ۱۷: سید احمد سلجماسی [۱] کی دو بیویاں تھیں۔ سید عبدالعزیز دباغ [۲] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا حضور اس وقت وہ سوتی تھی، فرمایا، سوتی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال دی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا کہ۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں، ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۵۰ مطبوعہ لاہور)

[۱] مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں: قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلاء امام ہمام علامہ احمد بن مبارک سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابریز (اردو) صفحہ نمبر ۳)

[۲] مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں: غوث زماں سید عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ (ابریز (اردو) صفحہ نمبر ۳)

جواب نمبرا: فریق مخالف کے جید عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس واقعہ کے تحت لکھتے ہیں: "چونکہ ان واقعات میں کشف ہی نہیں بلکہ ارشاد و اصلاح ہے ان مخفیات کی جن پر نہ کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اس کے متعلق شرعی حکم یا نور و ظلمت کا سوال کیا جاتا ہے اس لئے یہ چند قصے بیان کر دیئے، ان کو گندا کہہ کر اعتراض نہ کرنا۔

(اردو ترجمہ ابریز، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی صفحہ نمبر ۴۶ مطبوعہ کراچی)

خدارا! ہماری نہیں...... اپنے بڑوں کی تو مانو...... تعصب اور ضد کو چھوڑو...... راہ حق تلاش کرو...... اولیائے کرام کے حق میں بدگمانی کا انجام برا ہے......!

امام ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس بن جاتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ، صفحہ نمبر ۲۳ (اردو) علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الاسلام حضرت ابویحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اولیاء اللہ) سے خوش اعتقادی سعادت اور بداعتقادی شقاوت ہے۔
(طبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۳)

جواب نمبر۲: ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل ہیں۔ اور ناقل کی ذمہ داری ہے کہ حوالہ دکھا دے چنانچہ یہ واقعہ علامہ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الابریز" عربی مطبوعہ مصر کے صفحہ نمبر ۳۴ پر نقل کیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: "الابریز" فی مناقب سیدی عبدالعزیز دباغ مؤلفہ ابن مبارک فاسی جن کی تالیف ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی...... غرض یہ چالیس سے کچھ کتابیں ہیں جن کی نقل ہے اور پھر ان کے مولفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۴۰۵ مطبوعہ لاہور)

اس کے علاوہ یہ کشف کا معاملہ ہے اور معتزلہ اگرچہ اولیاء کاملین کیلئے کشف کے منکر ہیں۔ مگر اہلسنت اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء کیلئے بے شمار اشیاء کو منکشف فرما دیتا ہے اور بسا اوقات ان کے حصہ دار کا دخل نہیں ہوتا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) ارشادِ باری تعالیٰ "وکذلك نری ابراهيم ملكوت السمٰوٰت والارض (الآیۃ) کی تفسیر میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ملکوت سماوی و ارضی کا مشاہدہ کرایا تو انہوں نے ایک شخص کو بدکاری میں مصروف دیکھا۔ آپ نے اس کے خلاف دُعا فرمائی تو وہ ہلاک ہوگیا، پھر دوسرے کو اسی حالت میں دیکھا اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ بھی ہلاک ہوگیا پھر تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے خلاف دعا کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا! ابراہیم! تم مستجاب الدعوۃ ہو، میرے بندوں کے خلاف دعا نہ کرو۔

(تفسیر مظہری، جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۵۷ مطبوعہ انڈیا)

مصنف رضا خانی مذہب بتائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا جائے گا ذرا یہ حکایت بھی پڑھیئے!

"شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔"

(حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ کراچی از اشرف علی تھانوی)

اسی کتاب میں نانوتوی صاحب کے حوالے سے شاہ عبدالرحیم ولایتی کے مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے۔

ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے وہی ہوتا تھا۔

(حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۰۰ مطبوعہ کراچی)

اگر......!

مخالفین کو غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے کشف پر اعتراض ہے حالانکہ ان کا مقصد ایک غیر شرعی عمل سے منع کرنا تھا۔ اظہار کشف مقصود نہ تھا۔ وہ عبداللہ خاں

کے عورتوں کے رحموں میں جھانک کر لڑکا یا لڑکی معلوم کرنے پر معترض کیوں نہیں ہوتے ......؟ پھر یہ عمل ایک یا دو مرتبہ کا نہ تھا'' آپ فرمادیا کرتے تھے'' کے الفاظ تو تسلسل اور تواتر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

لے چنانچہ سید احمد سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بے شک مفتی بہ قول یہی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں (ابریز صفحہ نمبر ۴۶)

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دادا پیر حافظ محمد صدیق کا ایک کشف ''مصنف رضاخانی مذہب'' جواب دے

حافظ صاحب کا ایک مرید عرض کرتا ہے کہ ابتدائی ایام جہالت میں مجھے زنا کاری کی عادت تھی بعد میں حضرت والا سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے شریعت و سنت کی تلقین فرمائی اور میں اپنے قصبہ میں آ کر وردو وظائف میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک روز پرانے محبوب نے مجھے پیغام بھیجا کہ مدت گزر گئی ہے کہ تمہارا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ میرا دل سخت بے قرار ہے۔ اور اضطراب ہے۔ مجھے ایک لمحے کیلئے بھی آرام وسکون حاصل نہیں ہے میں ہر وقت تیرا راستہ تک رہی ہوں مہربانی فرما کر فلاں روز چاشت کے وقت فلاں نالے کے اندر فلاں جگہ آ کر مجھے ملو۔ فقیر مذکور کا بیان ہے کہ جونہی مجھے یہ پیغام ملا میری رگوں میں خون دوڑنے لگا نفسانی خیال مجھے گدگدانے لگا اور میں نے شیطان کے ہاتھوں مجبور ہو کر وقت ملاقات کا وعدہ دے دیا۔ وقت مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ فریقین کے وکیل شیطان نے اسے بھی میری طرح پہلے وہاں پہنچا دیا ہے۔ جب ہم دونوں باہم قریب ہوئے ایک دوسرے کو ملنے اور چومنے چاٹنے کے شغل میں مصروف ہوئے کہ اچانک ایک پتھر کا ڈھیلا اس زور سے میری پیٹھ پر آن لگا کہ میں بلبلا اٹھا ہم دونوں اس واقع سے انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور دوڑ کر ایک دوسرے سے دور بھاگ کھڑے ہوئے میں نالے کے کنارے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے ہاڑ کا گرم موسم ہے اس جگہ پر کسی

کے آنے کے بھی کوئی امکانات نہیں ہیں۔ آخر یہ قصہ کیا ہے؟

شیطان نے ہمیں پھر اکٹھا کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر پتھر کے ڈھیلے کی آواز آئی۔ الغرض تین دفعہ یہی معاملہ پیش آیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ پتھر میرے مرشد کی طرف سے آئے ہیں۔ اور وہ مجھے اس فعل سے بچانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور شیطان کی بیل منڈھے نہ چڑھی۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر گیا کہ میں حضرتِ والا کی زیارت کے ارادے سے درگاہ عالیہ حاضر ہوا۔ میں نے ادباً پاؤں پر ہاتھ رکھے تو آپ نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے فرمایا: دُور ہو کتے، اس کے بعد آپ نے لانگری کو بلا کر حکم دیا کہ اسے لنگر سے کھانا نہ دینا۔ الغرض تین دن بھوکا خدمت عالی میں موجود رہا۔ تین دن کے بعد آپ نے نگاہ کرم سے دیکھا شفقت کا ہاتھ میرے دل پر پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کمینہ اگر رحمت الٰہی تیری دستگیری نہ کرتی تو تو انتہائی ذلیل ہوتا۔ اب توبہ کرو اور کوشش کرو تا کہ راہِ حق سے پیچھے نہ رہ جاؤ۔

(جام عرفان، ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۵ مطبوعہ لاہور)

عبارت نمبر ۱۸:

عرض:۔ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد:۔ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

وضاحت:۔ امام احمد رضا کے ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ قیامت تک غوث (اولیاء کاملین کا ایک منصب) رہیں گے۔ انہیں کے وجود مسعود کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ بوقت قیامت ان کا وصال ہو جائے گا۔

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون و بھم تنصرون۔ رواہ الطبرانی و رواہ الحکیم باختلاف یسیر۔

(الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۲۴۶ جلد ۲ مطبوعہ پاکستان ☆ نوادر الاصول صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ)

ترجمہ:۔ ''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے۔ انہیں کے سبب سے تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے''۔

ابدال:۔ اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کے وجود سے زمین کو قائم رکھا ہے۔ اور وہ ستر ہیں۔ چالیس ملک شام میں اور تیس دوسری جگہوں میں، ان میں سے جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اسکی جگہ دوسرا قائم کر دیا جاتا ہے۔ (احوال ابدال صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لاہور)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے چالیس ابدال ہیں۔ بائیس ان میں سے شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام فرما دیتا ہے جب قیامت آئے گی سب فوت ہو جائیں گے۔

(الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۲۴۵ جلد ۲ ☆ روض الریاحین (اردو) صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ کراچی)

امام عبداللہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تین سو اولیاء، ستر نجیب ہیں اور زمین میں چالیس اوتاد، دس نقیب، سات عارف اور تین مختار ہیں۔ اور ایک ان میں سے غوث ہے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۲۱)

نیز امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قطب اور وہ غوث بھی ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ اور منزلت اولیاء میں ایسی ہوتی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ جو مرکز دائرہ ہوتا ہے تمام عالم کا نظام اس سے متعلق ہے۔

(روض الریاحین صفحہ نمبر ۲۰)

(۱) مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت و روایت پر اعتنا کیا جا سکتا ہے۔ (روض الریاحین صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ کراچی)

حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خاص اولیاء کرام کو عالم کا متصرف کردیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے وقف ہوگئے ہیں اور نفس کی متابعت کا راستہ ان پر بند کردیا ہے۔ تا کہ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکت سے نازل ہو اور ان کے احوال کی صفائی کی وجہ سے نباتات زمین پر اُگیں اور مسلمان ان کی دعا کی توجہ سے کفار پر نصرت حاصل کریں۔

جو لوگ عالم میں اہل تصرف اور درگاہِ حق کے لشکر ہیں وہ تین سو ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں۔

چالیس دوسرے ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں۔

سات اور ہیں جنہیں ابرار کہتے ہیں۔

چار اور ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں۔

تین اور ہیں جنہیں نقیب کہتے ہیں۔

ایک اور ہے جسے غوث اور قطب کہتے ہیں۔

(ارشادات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۳، ۴۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء بار اول)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے متعلق فرماتے ہیں:

جب تو خدا کا محبوب اور ملجا و ماویٰ بن جائے گا اور تیری شان میں لوگوں کی مدح وثنا بالکل سچ اور بجا ہوگی۔ تو ازالہ امراض روحانی کیلئے بذات خود اکسیر بن جائے گا...... تیرے پاس کسب فیض کیلئے ابدال آئیں گے۔ تجھ سے خلق خدا کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دعا سے بارانِ رحمت کا نزول ہوگا تیری برکت سے کھیتیاں اگائی اور سرسبز و شاداب کی جائیں گی اور تیری دعاؤں سے ہر خاص و عام اہل سرحدات و راعی و رعایا، حاکم و محکوم، ائمہ امت و افراد امت الغرض تمام مخلوق کی مصیبتیں اور بلائیں رفع کی جائیں گی۔ (فتوح الغیب صفحہ نمبر ۲۴ مطبوعہ لاہور)

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہی نفوس قدسیہ (یعنی اولیاء اللہ) کی بدولت افلاک بھی تھمے ہوئے ہیں۔

(عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۷۳ مطبوعہ لاہور بار اوّل ۱۹۶۲ء)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابدال یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے

(جامع کرامات اولیاء، صفحہ نمبر ۲۳۱ مطبوعہ لاہور، علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اوتاد جمع وتد کی ہے یعنی میخ، چونکہ انکی بدولت آفات وزلزلات سے حفاظت رہتی ہے۔ لہٰذا اوتاد کہتے ہیں۔ اور ہر اقلیم میں ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے دوسرا قائم مقام کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انکو ابدال کہتے ہیں۔ میں نے دہلی میں ایک ابدال کو دیکھا تھا ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا تھا۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۹۴ مطبوعہ لاہور مولوی اشرف علی تھانوی)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

غوث:۔ اس کا مرتبہ و مقام دوسرے اولیاء کرام کی نسبت یوں ہے جیسے دائرہ کے مرکزی نقطہ کا مقام، اسی کی بدولت اصلاح عالم اور اسکی آبادی ہوتی ہے۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۱۸ مطبوعہ لاہور

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا۔ کسی نے کہا امیر المؤمنین ان پر لعنت کیجئے۔ فرمایا نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ابدال (جو ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی) شام میں رہتے ہیں۔ اور جو چالیس آدمی ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے ان کی برکت سے اعداء پر غلبہ ہوتا ہے۔ اوران کی برکت سے اہل شام سے عذاب (دنیوی) ہٹ جاتا ہے۔ روایت کیا اسکو احمد نے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۸۲)

(ف) مسئلہ وجود ابدال وغیرہم ملفوظات ومکتوبات صوفیہ میں ہے۔ ابدال و اقطاب واوتادوغوث وغیرہم الفاظ اوران کے مدلولات کے صفات وبرکات وتصرفات پائے جاتے ہیں۔ حدیث میں جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے۔ ایک نظیر سے دوسری نظیر کی تائید ہونا امر علم ومعلوم ہے۔ برکات تو اس حدیث سے منصوص ہیں۔ اور تصرفات تکوینیہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ (التکشف عن مہمات التصوف صفحہ نمبر ۴۲۴، طبع کراچی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محاملی بغدادی (م ۳۳۰ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں:

"محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں۔ یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل وبرکت محاملی رحمۃ اللہ علیہ بلا دفع کرتا ہے۔ (بستان المحدثین (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۲ مطبوعہ کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قال لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ۔

(مشکوٰۃ (اردو) صفحہ نمبر ۴۵ جلد ۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جاوے گا۔

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ان بقاء العالم ببرکۃ العلماء العاملین والعباد الصالحین وعموم المؤمنین۔ الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۱۰ مطبوعہ پاکستان)

اس سے معلوم ہوا کہ عامل علماء وصالح بندوں اور عام مومنوں کی برکت سے جہاں باقی ہے۔

احادیث ابدال پر اعتراض اور اس کا جواب

ابن تیمیہ حنبلی نے "فرقان بین اولیاء الرحمٰن والاولیاء الشیطان" میں لکھا ہے کہ عدد ابدال یا نقباء یا نجباء یا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جاتی۔ الخ

جواب نمبر ۱: یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طرفہ یہ کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے، ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ ابدال چالیس ہیں اور وہ شام میں رہتے ہیں۔ یہ حدیث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے حدیث کی رو سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکری افضل الناس ٹھہرے۔ نہ جناب امیر علیہ السلام کے۔

جواب نمبر ۲: ابن تیمیہ نے وجہ انقطاع کی بیان نہیں کی، اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے۔ یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے۔ جب تک یہ امر ثابت نہ ہو۔ حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر تحریر فرمایا ہے اور علامہ موصوف نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے۔

ابن جوزی کا زعم ہے کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں مگر امام جلال الدین سیوطی نے اس سے منازع کیا اور کہا کہ "خبر الابدال صحیح" ابدال کی حدیث صحیح ہے۔ بلکہ حد تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہیں۔ ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریح کو سب سے احسن بتاتے ہیں۔

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احمد و طبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے۔ نیز سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے کہ جو

بین الائمہ مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابدال سے تھے۔ جیسا کہ امام بخاری اور دوسرے حفاظ ونقاد وغیرہم کا قول ہے کہ امام شافعی ابدال سے تھے۔

(احوال ابدال، صفحہ نمبر ۱۷، ۷۲ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ، مولانا محمد عبدالعزیز قدس سرہٗ)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اقطاب واوتاد اور رجال الغیب اوران کے مقامات وغیرہ پر مشتمل روایات واخبار کو صحیح قرار دیا ہے۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۳۲۳ (اردو) مطبوعہ لاہور)

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دادا پیر احافظ محمد صدیق کا ایک ملفوظ مصنف رضاخانی مذہب کیلئے لمحہ فکریہ

ایک دفعہ حضرت والا (حافظ محمد صدیق) نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا میں غوث ایک، قطب چار، اوتاد ۶ اور ابدال چالیس ہوا کرتے ہیں جبکہ اولیاء کی تعداد تین سو رہتی ہے۔ یہ تعداد خلفائے راشدین سے لے کر قیام قیامت تک ہر زمانے میں موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ دنیا کا سارا انتظام وانصرام انہی کے حوالے ہے

(جام عرفان، ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۰۷ مطبوعہ لاہور)

(مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کا شجرۂ طریقت)
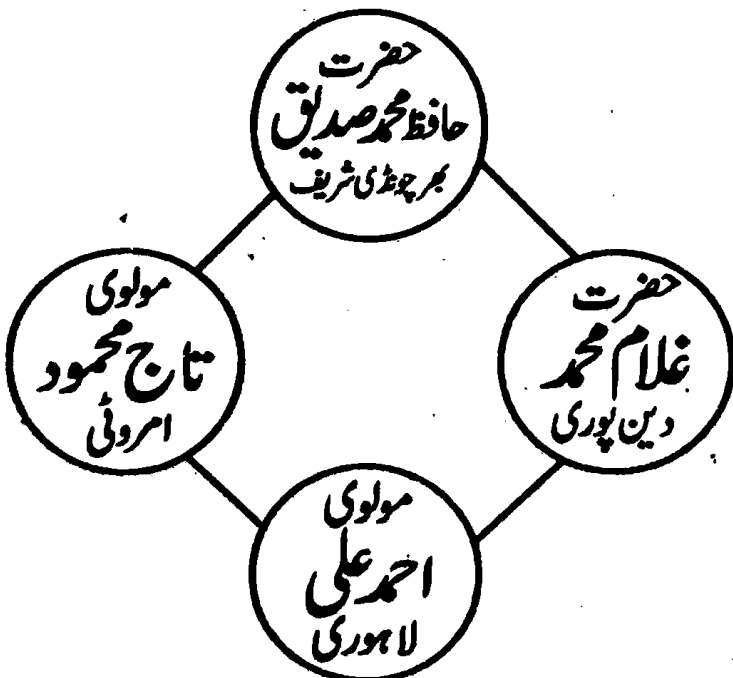
(ہفت روزہ خدام الدین لاہور سلسلہ مطبوعات نمبر ۶۱ خصوصی اشاعت)

عبارت نمبر ۱۹: آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ مجھ پر سلام نہ کرے اور نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ اس طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ نیا دن مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۰۹ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۲ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: روزہ اور قرآن حکیم کا متشکل ہو کر قبر و حشر میں مومن کی شفاعت کرنا برحق اور امر واقع ہے جیسا کہ کتب احادیث میں منقول ہے۔

حضرت سعید بن سلیم رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔ (قال العراقی، رواہ عبد الملک بن حبیب کذا فی شرح الاحیاء)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "لآلی معنوعہ" میں محدث بزاء کی روایت سے نقل کیا ہے اور وضع کا اس پر حکم نہیں لگایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اسکے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص آتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جب دفن کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں گے مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا مہمان ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات کے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جنت میں داخل کراؤں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن ہوں۔ جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں۔ الخ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عالم دین کا وصال ہو جاتا ہے تو اس کا علم قیامت تک قبر میں اس کو مانوس کرنے کیلئے متشکل ہو کر رہتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے۔

(شرح الصدور، صفحہ نمبر ۱۴۸، امام جلال الدین سیوطی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:-

کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا۔ میری شفاعت قبول کیجئے۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

(رواہ احمد وابن ابی الدنیا والطبرانی فی الکبیر والحاکم وقال صحیح علی ماشرط مسلم)

مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوانمرد کی مشکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں ہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیاسا رکھا۔

(تبلیغی نصاب صفحہ نمبر ۲۰۱، ۲۰۲ فضائل قرآن، طبع ملتان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (رواہ ابن حبان والحاکم مطولا وصححہ)

اس لئے......!

ماہ وسال کا متشکل ہو کر بطور اکرام وکرامت بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہونا کوئی بعید بات نہیں۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر علماء عظام واولیاء کرام اس بات کے عینی شاہد ہیں۔ جیسا کہ صاحب بہجۃ الاسرار ملا نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافی اللخمی[1] رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے۔ ([1] ولادت ۶۴۰ھ)

آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو۔ اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا لکھا ہوتا اور کسی نقصان شدید کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام ونعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روز روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ چند ایک مشائخ وقت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے ۔ یہ واقعہ آخر روز جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۶۰ھ کا ہے۔ شیخ گفتگو فرمارہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان اندر آیا اور اس نے سلام کہا اور بتایا کہ میں ماہ رحیم (رجب) آیا ہوں تاکہ آپ کو مبارک باد کہوں۔ میرے دوران عوام الناس کو بہت خوشیاں اور راحتیں میسر ہوں گی۔ کہتے ہیں اس سال سارا رجب ہر ایک کیلئے مسرت و جاں بخشی لاتا رہا۔

ایک دفعہ مہینہ کے آخری اتوار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک مکروہ اور بدصورت انسان کی شکل میں دکھائی دیا۔ ہم بھی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے اس نے آتے ہی ''السلام علیکم یا ولی اللہ'' کہا اور بتایا کہ میں ماہِ شعبان ہوں۔ میری تقدیر میں لکھا ہے کہ اس ماہ کے دوران بغداد میں بڑی تباہی نازل ہوگی، حجاز میں قحط پڑے گا اور خراسان میں تلوار چلے گی۔ چنانچہ ایسے ہی واقعات و حادثات رونما ہوئے۔

ایک بار جناب غوث الابرار ماہ رمضان میں بیمار ہوگئے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے اس مجلس میں شیخ علی بن ہیتی بن ابو یوسف عبدالقاہر سہروردی بھی حضرت کے پاس بیٹھے تھے دوسرے مشائخ بھی مجلس میں موجود تھے ایک روشن شکل نوجوان جس کے چہرے پر بڑا وقار تھا آیا اور کہنے لگا ''السلام علیك یا ولی اللہ'' میں ماہ رمضان ہوں ، میں آپ سے معذرت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں ، میں اس ماہ آپ کو الوداع کہنے کا خواہاں ہوں ، کہتے ہیں کہ اسی سال آپ واصل بحق ہوئے اور رمضان سے پہلے ہی (یعنی صفر) داعی اجل کو لبیک کہا۔

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز اور شیخ ابوحفص عمر یکمانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بادلوں میں سیر کررہے تھے اور آپ تمام اہل مجلس کے سروں پر تھے تو آپ نے فرمایا: جب تک آفتاب مجھے سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آکر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رونما ہونے والی ہوتی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۸۰ تا ۸۲ مطبوعہ لاہور، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

جواب نمبر ۲: بطور تحدیث نعمت حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ غوثیہ میں بھی اپنے اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وما منها شهور او دهور

تمر و تنقضي الا اتالي

وتخبرني بما ياتي ويجري

وتعلمني فاقصر عن جدالي

ترجمہ: مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں۔ بلاشک میرے پاس حاضر ہوتے ہیں اور واقعات ماضیہ اور آئندہ کی مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ (منکرو) کج بحثی چھوڑو۔ (قصیدہ غوثیہ مع شرح صفحہ نمبر ۱۵۶ طبع لاہور بار دوم ۱۳۹۵ھ)

(قصیدہ غوثیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ ہونا حدِ تواتر و شہرت سے آگے ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ نہیں ہے جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ مندرجہ ذیل شواہد اس پر دال ہیں)

امام احمد رضا پر طعن کرنے والو!

شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود، شیخ ابوحفص عمر اور شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق کیا حکم ہے؟

خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ سیدی رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں: قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع کراچی)

حضرت عبدالقادر جیلانی قصیدہ غوثیہ کے آخر میں فرماتے ہیں:

انا الجيلي محي الدين اسمي ...... و اعلامي على راس الجبال

و عبدالقادر المشهور اسمي ...... وجدي صاحب العين الكمال

عارف کامل محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ غوثیہ کی شرح "رموزِ خمریہ" لکھی جو کہ مبع صادق سیتاپور سے ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئی۔ سال تصنیف ۱۱۰۸ھ ہے۔

حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) نے بیان الاسرار کے نام سے عربی میں قصیدہ غوثیہ کی شرح لکھی جو کہ نہایت ہی مبسوط اور علمی شرح ہے۔

فخر المحدثین سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ھ) نے شرح قصیدہ قمریہ غوثیہ (فارسی) میں لکھی

جواب دو!

عبارت نمبر ۲۰: داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں۔ اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۷۳ حصہ دوم)

الزام نمبر ۹: قرآن کریم میں داڑھی منڈانے والوں پر لعنت کا ذکر نہیں اور نہ ہی حدیث میں غضب اور ارادۂ قتل کا ذکر ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ احمد رضا کا بالکل جھوٹ ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۵ حصہ اوّل)

جواب: داڑھی ایک مشت تک بڑھانا اور رکھنا باتفاق فقہا واجب ہے اور اس سے زیادہ سنت و مستحب تاوقتیکہ حد شہرت اور انگشت نمائی اور تمسخر تک نہ پہنچے۔ اور قبل مٹھی بھر سے تراشوانا یا منڈانا بالاتفاق حرام، کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ اور فی نفسہٖ داڑھی کا بڑھانا اور رکھنا سنت مؤکدہ متواترہ قدیمہ ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی۔ اور تارک واجب بلا عذر شرعی مستحق عتاب ہے اور تنزلاً تارک سنت مؤکدہ کا بالاتفاق گمراہ۔

ردالمحتار میں ہے:

تارکھا یستوجب التضلیل واللوم۔

سنت مؤکدہ کا تارک مستحق گمراہی و قابل مذمت ہے۔

السنن الموکدۃ القریبۃ من الوجوب التی یضلل تارکھا لان ترکھا استخفاف بالدین۔

سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے اس کے تارک کو گمراہ کہا جائے گا کیونکہ اس کا

چھوڑنا دین کی حقارت ہے۔

سنة موکدة فی حکم الواجب و صرحوا بفسق تارکھا و تعزیرہ۔

سنت مؤکدہ واجب کے حکم میں ہے اور (فقہاء) نے تصریح فرمائی ہے کہ تارک اس کا فاسق اور قابل تعزیر ہے۔

یہ اس تقدیر پر ہے کہ جب واجب اور سنت کو خفیف اور حقیر جان کر نہ ترک کرے بلکہ بطور سستی و کاہلی کے ترک کرے ورنہ صورت استخفاف میں اس پر حکم کفر عائد بالاتفاق اور حسب فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا تارکِ سنت کافر اور حقیقتاً ملعون اور صورت ثانیہ میں بھی اس پر تغلیظاً لعنت وارد اور تحت حدیث مشکوٰۃ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستة لعنتھم و لعنھم اللہ و کل نبی یجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمتسلط بالجبروت لیعزمن اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک لسنتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ شخصوں کو میں نے لعنت کی اور اللہ نے بھی ان کو لعنت کی۔ اور سب نبی مستجاب الدعوات ہیں۔ اوّل قرآن شریف میں بڑھانے والا۔ دوسرے تقدیر کو جھٹلانے والا۔ تیسرے زبردستی غالب آنے والا یعنی ظالم کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اسے عزت دے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے۔ چوتھے حلال جاننے والا اللہ تعالیٰ کے حرام کو۔ پانچویں میری اولاد کی بے حرمتی کرنے والا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ چھٹے میری سنت کو ترک کرنے والا۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

التارک بسنتی ای المعرض عنھا بالکلیة اوبعضھا استخفافاً او قلة مبالاة فھو کافر و ملعون و تارکھا تھاونا اوتکاسلاً لا عن استخفاف فھو عاص واللعنة علیہ من باب التغلیظ انتھی۔

میری سنت کو ترک کرنے والا یعنی تمام سنتوں سے منہ پھیرنے والا یا بعض سنتوں

سے ہلکا جان کر بے پروائی سے، پس وہ کافر اور ملعون ہے اور سنت کا چھوڑنے والا بوجہ سستی کے ہے نہ بطور خفیف جاننے کے وہ گنہگار نافرمان ہے اس پر لعنت بطور تشدد اور سیاست کے ہے۔

سنت سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنے والے کے متعلق امام قاضی ابو یوسف حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

تفسیر روح البیان میں ہے۔

ذکر فی مجلس ابی یوسف ان النبی ﷺ کان یحب القرع فقال رجل انا لا احبه فافتی ابو یوسف بقتله۔

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کدو کا ذکر ہوا کہ حضور ﷺ اس کو پسند فرماتے تھے ایک شخص بولا! میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف نے اسے قتل کا فتویٰ دیا۔

اصول فقہ کا علم رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں کہ آیات واحادیث کے عموم وغیرہ سے بھی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

ابن جوزی نے قاضی ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے کہ قاضی صاحب نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں اپنی سند سے جو صالح بن احمد بن حنبل تک پہنچتی ہے روایت کیا ہے کہ صالح نے اپنے والد احمد بن حنبل سے کہا کہ بعض لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم یزید کے حمایتی ہیں تو امام احمد نے فرمایا کہ بیٹا کیا کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ایسا بھی ہوگا جو یزید سے دوستی کا دم بھرے؟ اور میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کی ہے؟ فرمایا ان آیات میں فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم (سورۃ محمد آیت نمبر ۲۲،۲۳)" فھل یکون فساد اعظم من ھذا القتل"۔ (الصواعق المحرقۃ صفحہ نمبر ۱۳۲)

(شہید کربلا اور یزید: صفحہ نمبر ۱۴۳، ۱۴۴ طبع لاہور قاری محمد طیب دیوبندی)

دیکھیے! قرآن حکیم میں صراحۃً یزید پر لعنت کا حکم نہیں ہے مگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی دو آیات اس پر منطبق کر کے اس کے عموم سے یزید کو مورد لعنت قرار دیا ہے۔ اسی طرح مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی اور احادیث کے عموم سے امام احمد رضا بریلوی کے فتویٰ کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔

آیاتِ قرآنی

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا۔ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

"اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ"۔ (البیان)

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

"اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی"۔ (البیان)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

"بیشک اللہ کے رسول میں تمہارے لئے نہایت حسین نمونہ ہے"۔ (البیان)

اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۰)

"(یہ) وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو آپ (بھی) ان کے طریقے پر چلیں"۔ (البیان)

یایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوات الشیطن و من یتبع خطوت الشیطن فانه یامر بالفحشآء والمنکر۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۲۱)

"اے ایمان والو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے گا تو یقیناً وہ (اسے) بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا"۔ (البیان)

احادیث مبارکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس (امور) فطرت سے ہیں یعنی سنت انبیاء سے ہیں۔

جو کہ حکم کئے گئے ہم پر کہ ہم ان کی پیروی کریں اور وہ احکام دین اور علامت اسلام سے ہیں۔لبوں کے بالوں کا کاٹنا اور داڑھی کا رکھنا۔......الخ

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

مشہور غیر مقلد عالم سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر جماعت اہلحدیث لکھتے ہیں:

"کل انبیاء کی سنت یہی ہے کہ وہ داڑھیاں بڑھاتے تھے۔لبوں کے بال کترواتے تھے۔یہ اسلام کی علامت ہے اور اس کا خلاف کرنے والا کل انبیاء علیہم السلام کا مخالف ہے"۔(رسالہ داڑھی و مونچھ صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ لاہور)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں کثیر و وافر رکھو۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی)

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مونچھیں کترواؤ اور داڑھیوں کو کثرت دو، یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو۔

(طبرانی کبیر، بیہقی شعب الایمان، ابونعیم حلیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی

(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں۔(ابن عساکر)

امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کاٹا ایک بال داڑھی کا یا داڑھی کے نیچے سے اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی نہ اس پر رحمت نازل ہوتی ہے نہ خدا اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔فرشتے اس کا نام ملعون رکھتے ہیں۔

اور وہ خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔

(شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحی صفحہ نمبر ۱۹ از شیخ عبدالحلیم کی بحوالہ رسالہ داڑھی و مونچھ از سید محمد شریف گھڑیالوی (غیر مقلد) سابق امیر جماعت اہلحدیث پنجاب)

اقوال فقہاء کرام

امام برہان الملۃ والدین فرغانی ہدایہ پھر امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر علامہ نجم الدین طوری تکملہ البحر الرائق پھر علامہ شرنبلالی غنیۃ پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیہ کنز پھر علامہ سید احمد طحاوی حاشیہ تنویر پھر علامہ سیدی محمد امین افندی رد المحتار علی الدر المختار، سب علماء کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بحلق لحیہ میں فرماتے ہیں۔

یؤدب علی ذلک لارتکاب المحرم هذا هو الکل الا الطرفین (فلفظهما)

یؤدب علی ارتکابه مالا یحل له

داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا۔

(۱ الہدایہ کتاب الدیات صفحہ نمبر ۵۸۴ جلد ۴، و تبیین الحقائق صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد ۶، البحر الرائق صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۸، غنیۃ ذوی الاحکام مع الدرر صفحہ نمبر ۱۰۴ جلد ۲، طحاوی علی الدر المختار صفحہ نمبر ۲۸۰ جلد ۴، فتح المعین صفحہ نمبر ۴۸۷ جلد ۳، رد المحتار صفحہ نمبر ۳۷۰ جلد ۵)

علامہ تورپشتی شرح مصابیح، پھر علامہ طیبی شرح مشکوۃ پھر ملا علی قاری کی مرقاۃ پھر علامہ فتنی مجمع البحار پھر شیخ محقق لمعات ۲ میں فرماتے ہیں۔

(۲ لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر ۶۷، ۶۸ جلد ۲، مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ نمبر ۴ جلد ۲ شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر ۵۶ جلد ۲ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے۔ جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ حصہ نہیں جو قلندریہ کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے۔

کواکب الدراری شرح صحیح البخاری امام کرمانی ومجمع امیں ہے۔

(امجمع بحار الانوار صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد ۴ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

سبحان اللہ! کس قدر پوچ عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہے انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ داڑھی رکھنا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔تو جس نے اس کو حقیر سمجھ کر منڈوایا اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت کی تو بیشک اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی تو اس نے خالق کائنات کو تکلیف دی اس پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

قرآن حکیم میں ہے۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ: "بیشک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں"۔(البیان)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا حرام ہے۔اور افعال اباحۃ میں بھی یہ جائز نہیں"۔(الشفاء (اردو) جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۱۰)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان باتوں کی قصداً تکذیب کرے جسے آپ نے فرمایا یا آپ لے کر آئے تھے یا آپ کی نبوۃ ورسالت کے وجودِ کی نفی کرے یا آپ کا انکار کرے۔ چاہے اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین وملت میں جائے بہرحال وہ بالا جماع کافر اور واجب القتل ہے۔(الشفاء (اردو) جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۱۲)

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے

تھے تو ذوالخویصرہ نے کہا یارسول اللہ! عدل کیجئے۔ حضور نے فرمایا: تجھے خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں۔ حضور نے فرمایا اسے چھوڑ............الخ

(بخاری رقم الحدیث ۳۱۶۸، مسلم صفحہ نمبر ۳۴۰ جلد اوّل، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۷۲، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۰۸۷، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۵۳، ۳۵۴ جلد ۳ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

ذوالخویصرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل یعنی مال غنیمت تقسیم کرنے پر اعتراض کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی حکمت کی بنا پر اجازت نہ دی۔

اسی طرح جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی سنت کو حقیر سمجھے یا اس پر اعتراض کرے گا وہ بھی ارادہ قتل کی وعید کا مستحق ہوگا۔

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ

سوال: زید کی داڑھی کٹی ہوئی ہے بمقدار ایک دو انگل کے باقی ہے پوری چار انگل نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرانا حرام ہے واما قطعھا وھی دونھا فلم یحبہ احد الخ اور نیز درمختار میں ہے۔ ولذا یحرم علی الرجل قطع الحیۃ، پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے اگرچہ بحکم صلوا خلف کل برو فاجر اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام بنانا نہ چاہیئے۔ لان فی امامتہ تعظیمہ و تعظیم الفاسق حرام۔ (شامی)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۸۱، ۲۴۰ باب الامامت ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا فتویٰ

سوال: داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے فجر وعصر کی نماز پڑھ کر اعادہ نماز کرنا

اولیٰ ہے یا نہ کرنا اعادہ کا اولیٰ ہے۔فقط

جواب: فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریمہ ادا ہو جاتی ہے۔اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہر گز نماز نہیں ہوتی۔ اوّل تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ لی ہے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے۔بعض فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر اور فجر کے بعد بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ نمبر ۳۴۸ مطبوعہ لاہور)

علمائے غیر مقلدین کے فتاوے

سوال: ایک آدمی جان بوجھ کر داڑھی منڈواتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کو قصداً امام نہیں بنانا چاہیئے۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اجعلوا ائمتکم خیارکم۔اگر وہ نماز پڑھا رہا ہو اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتن کا خوف نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔اور اگر کوئی پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔(''محدث'' دہلی جلد ۹ شمارہ نمبر ۱)

مفتی عبداللہ رحمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

اگر بے داڑھی سے یہ مراد ہے کہ وہ داڑھی منڈا ہے۔تو اس کو ہر گز امام نہ بنانا چاہیئے کہ وہ فاسق ہے۔(''محدث'' دہلی جلد ۹ شمارہ نمبر ۲)

سوال: داڑھی منڈانے یا کتروانے والے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اتفاقی طور پر ایسا امام کہیں نماز پڑھا رہا ہو یا عارضی طور پر امام بنا دیا گیا ہو تو اقتداء کر لینی چاہیئے۔تاکہ ملت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ہاں مستقل طور پر سنت کے خلاف چلنے والے کو امام نہ بنانا چاہیئے۔اور نہ ہمیشہ کیلئے اس کی اقتداء کرنی چاہیئے۔

(''قوانین فطرت'' جلد ۷ شمارہ نمبر ۸)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث مروی ہے کہ فاجر مومن کا امام نہ بنے۔ سوائے اس کے کہ حاکم کا ڈر ہو یا لاٹھی اس کو مجبور کرے۔

ائمہ کا اتفاق ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

جو لوگ فاسق امام کے ہٹائے جانے کی مخالفت کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد اوّل)

عبارت نمبر ۲۱:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا

الجواب: نماز جائز ہونے میں تو کلام نہیں بلکہ جبکہ وہ عالم ہو گیا کہ عقیدہ کا سنی ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جبکہ حاضرین میں اس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۲ مطبوعہ کراچی)

جواب: مصنف رضا خانی مذہب نے خط کشیدہ سطور چھوڑ کر نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ اس کو علم تھا کہ اگر میں نے مکمل عبارت نقل کر دی تو میری فریب کاری اور دھوکا دہی آشکارہ ہو جائے گی کیونکہ یہ مسئلہ تو حنفیوں کی مشہور کتاب فتاویٰ شامی، درمختار اور فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں بھی موجود ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

الدر المختار میں ہے۔

ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق و اعمیٰ و مبتدع .... وولد الزنیٰ هذا ان وجد غیرهم والافلا کراهة۔ (فتاویٰ شامی صفحہ نمبر ۳۷۷ جلد اوّل طبع بیروت)

ترجمہ: مکروہ ہے امامت غلام کی دیہاتی اور فاسق کی اور اندھے اور حد کفر تک پہنچنے والے بدعتی کی اور ولد الزنا کی جبکہ ان کے علاوہ کوئی اور امامت کا مستحق موجود نہ ہو ورنہ بلا کراہت ان کی امامت درست ہے۔

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ

سوال: جس شخص کے باپ کا حال معلوم نہ ہو کہ کون تھا کیا وہ مسجد کا مستقل امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ خود لائق امام بنانے کے ہے مثلاً مسائل نماز سے واقف ہے اور قرأۃ صحیح پڑھتا ہے اور فسق و فجور سے مجتنب ہے تو وہ امام بنایا جاسکتا ہے شامی میں تصریح ہے۔ کہ اگر ولد الزنا خود صالح و عالم وغیرہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۰۴، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

سوال: شخص ولد الزنا (جو ارکان اسلام سے پورا واقف ہو اور با عمل پرہیزگار ہو) اقتداء و امامت شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب: امامت اسکی بلا کراہت درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۳۱۵، ۳۲۲، ۳۲۶ جلد ۳)

مولوی عبد الجبار غزنوی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال: ولد الزنا کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ولد الزنا کی امامت جمہور کے نزدیک صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: کہ جمہور بھی امامت ولد الزنا کی صحت کے قائل ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کو ہمیشہ کیلئے امام بنانا مکروہ جانتے تھے۔

(فتاویٰ غزنویہ، صفحہ نمبر ۹۴، مطبوعہ انڈیا)

عبارت نمبر ۲۲:

عرض: کتے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ بلا ضرورت پالنا نہ چاہیئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ (ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ لاہور)

الزام نمبر ۱۰: امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کا گوشت اور پاخانہ

پاک ہے۔(لاحول ولاقوۃ الا باللہ)۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۶ حصہ اوّل)

جواب: قارئین کرام!

"مصنف رضاخانی مذہب" جاہل نہیں بلکہ اجہل ہے جس میں اردو کی ایک سلیس عبارت بھی سمجھنے کی اہلیت نہیں۔ اسے علامہ کہنا علم کی توہین ہے سچ فرمایا: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویکثر الجھل۔(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۶۹)

علماؤھم شر من تحت ادیم السماء۔(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸)

بلاشبہ مولوی سعید احمد ان احادیث کا مصداق ہے۔

مسئلہ: حرام جانوروں کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔نجس۔

۲۔نجس العین۔

کتا نجس العین نہیں۔اس کا خشک جسم کسی پاک چیز سے مس ہو تو اسے ناپاک نہیں کرتا۔البتہ جسم پر تری یا نجاست وغیرہ لگی ہو یا وہ اپنا لعاب کسی کو لگائے تو نجس کر دے گا کیونکہ اس کا لعاب پسینہ وغیرہ نجس ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

کتا جب کسی انسان کے عضو یا کپڑے کو منہ سے پکڑے تو اس وقت تک نجس نہ ہوگا جب تک تری کا اثر ظاہر نہ ہو جائے کتا غصہ میں کاٹنے کیلئے پکڑے یا پیار سے۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۴۸ جلد اوّل مطبوعہ پشاور)

جب کتا مسجد کی چٹائی پر سو جائے اگر خشک ہو تو نجس نہیں کرے گا اور اگر تر ہو مگر چٹائی پر نجاست کا اثر ظاہر نہیں پھر بھی نجس نہیں ہوگی۔اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۴۸ جلد اوّل مطبوعہ پشاور)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی "بہشتی زیور" میں لکھتے ہیں:

"کتے کا لعاب نجس ہے خود کتا نجس نہیں۔سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن کو چھو

جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ نمبر ۶ طبع لاہور)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ

سوال: بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے اور تمام جسم پاک ہے یہ کیونکر ہے؟

جواب: کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین ہے مثل خنزیر کے نہیں ہے۔ اس لئے سوائے اس کے لعاب دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتی بہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام و علیه الفتوی الی ان قال ولا خلاف فی نجاسة لحمه و طهارة شعره و فی الشامی وقوله ولا خلاف فی نجاسة لحمه) ولذا اتفقوا علی نجاسة سؤر المعولد من لحمه الخ (عزیز الفتاویٰ صفحہ نمبر ۱۷۲ جلد اول طبع کراچی "مفتی محمد شفیع دیوبندی")

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی مفتی اول دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

سوال: کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کیلئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کیلئے دھونا اس کا فرض ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۲۸، ۳۲۹ جلد اوّل طبع ملتان)

خدارا......! حق منصفی ادا کیجئے!

جو نازیبا کلمات امام احمد رضا بریلوی کے حق میں استعمال کئے ہیں وہی فقہاء احناف اور علمائے دیوبند کیلئے استعمال کیجئے۔

عبارت نمبر ۲۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی جوانی کا تقویٰ"

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں:

میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑ دیتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۰ حصہ اوّل)(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۱۱ حصہ ۳ طبع لاہور)

جواب: امام احمد رضا بریلوی ترک عادت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرما رہے ہیں' جواب دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے گئے بعد میں لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، گھبرائی اور فوراً دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرما رہے ہیں۔ میں اب صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہو سکتا ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس بچہ کی مثل ہے کہ اگر اس کو دودھ پلاتے جاؤ جوان ہو جائے گا اور پیتا رہے گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دے گا۔

اس کے بعد اپنا ذاتی مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑ دیتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

اتفاقاً نظر پڑ جانا اور عمر کا اندازہ ہو جانا امر واقع ہے اور اتفاقاً کسی پر نظر کا پڑ جانا قابل مواخذہ نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اپنی نظر پھیر لو۔ یعنی اچانک نظر پڑ جانے پر مواخذہ نہ ہوگا۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۳۹۹ (مترجم) طبع کراچی)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو نظر قصداً ڈالی جائے وہ حرام ہے اگر بے اختیار پڑ جائے تو حرام نہیں مگر دوسری بار نظر ڈالنا حرام ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۳۶۸ طبع لاہور)

ممکن ہے کہ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ گاؤں کے جس گھر میں ٹھہرے ہوں وہ ان کے مریدین یا متوسلین کا گھر ہو اور آپ کے قریب مرد بیٹھے ہوں اور ضعیفہ ذرا دور بیٹھی ہو اور اس کی لڑکی آپ کے قریب سے گزر گئی ہو اور اسی نے اپنی ماں کے پاس جا کر یہ حرکت کی ہو اور آپ کی اتفاقیہ نظر پڑ گئی ہو۔ بعد میں آپ نے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے دریافت کیا ہو تو انہوں نے یہ حالت بیان کی ہو۔

اور مشہور قاعدہ ہے۔

"اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"

معلوم ہوا کہ "مصنف رضا خانی مذہب" نے جو اس واقعہ سے باطل اوہام کی بلڈنگ تیار کی تھی اس احتمال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

مسلمان سے بدظنی گناہِ کبیرہ ہے

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (البیان)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۱۷)

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، مسلمانوں کا مال اور مسلمانوں کے حق میں

بدگمانی کرنا، تینوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

(کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۳۸۸ مطبوعہ لاہور از امام غزالی)

مگر مذکورہ عبارت پر مصنف رضا خانی مذہب کا بے بنیاد اور جاہلانہ تبصرہ خود اس کی جہالت اور بد باطنی پر دال ہے۔ مثل مشہور ہے۔

"جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے"

ذرا یہ بھی پڑھیئے

(مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں۔ میں زیارت کے قابل نہیں' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں۔ جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے" رنڈی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا "لاحول ولاقوۃ" اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی"۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔

(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۴۲ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء)

(ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔ (مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی)

(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۴۲ جلد دوم)

عبارت نمبر۲۴: عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ نام الٰہی عزوجل جلالہ لے کر ذبح کرے یونہی اگر واقعی کوئی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد، قادیانی چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیز گار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتد ہیں "ولا ذبیحۃ لمرتد" ہاں غیر تبرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ ضروریات دین سے کسی شے کا منکر نہ ہو نہ اسکے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر۱۲۲ طبع کراچی)

جواب: امام احمد رضا بریلوی اور علمائے اہلسنت کی تحقیق کے مطابق بعض علمائے دیوبند کی تصانیف میں ایسی عبارات موجود ہیں جو کہ تنقیص رسالت پر مبنی ہیں۔ ہر ممکن طریقہ سے انہیں ان عبارات سے آگاہ کیا گیا اور توجہ دلائی گئی کہ وہ ان عبارات سے رجوع کریں اور خدا کے حضور توبہ کریں۔

اب بھلائی تو اسی میں تھی کہ وہ ان عبارات سے رجوع کرتے اور مولانا احمد رضا کے احسان مند ہوتے مگر انہوں نے تاویلاتِ باطلہ سے کام لیتے ہوئے ان عبارات کو صحیح و درست ثابت کرنے کی کوشش وسعی کی اور مولانا کے حق میں نازیبا کلمات کہے۔

امام احمد رضا نے بحیثیت مفتی سلف الصالحین کی پیروی کرتے ہوئے کفریہ عبارات کی وجہ سے ان پر فتویٰ کفر لگایا۔ اور اس میدان میں وہ اکیلے ہی نہ تھے۔ بلکہ علمائے حرمین شریفین اور برصغیر پاک و ہند کے علمائے اہل سنت نے بھی مولانا احمد رضا کے فتویٰ کی تائید و توثیق کی۔[1]

(1) الصوارم الہندیہ از مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ)

سلف الصالحین کے اقوال

محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی

تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲، اردو)

قاضی عیاض مالکی اندلسی فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے علماء و آئمہ کا اجماع رہا ہے کہ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ (ایضاً)

ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں کہ عالم اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے وہ قتل کر دیا جائے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲، اردو)

یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جب دیوبندی عوام کے سامنے ان کے علماء کی کفریہ عبارات پڑھ کر سنائی جائیں تو وہ توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان عبارات کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان کا ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ مگر تعجب ہے دیوبندی حضرات پر کہ علمائے اہلسنت کو مشرک بدعتی اور خدا جانے کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور پھر ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں اور ان کا ذبیحہ بھی کھا جاتے ہیں۔

ہاں! اگر کوئی قصاب ان عبارات سے واقف ہے اور ان کو صحیح تسلیم کرتا ہے تو بلاشبہ اس کا ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور اہل سنت کو بچنا لازمی و ضروری ہوگا۔

عبارت نمبر ۲۵: نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز قائم کر لی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔

(فتاویٰ رضویہ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۷ حصہ اوّل)

جواب: یہ ایک فقہی مسئلہ ہے کہ اگر اتفاقیہ نماز میں احتلام ہوا یعنی غلبہ شہوت ہوا اور منی باہر نہ آئی اور نماز قائم کر لی (یعنی ختم کر لی) اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔

اگر آپ کے پاس کتاب و سنت اور فقہ حنفی کی کوئی نص اس کے خلاف موجود ہے تو پیش کیجئے۔ لیکن...... انشاء اللہ...... قیامت تک پیش نہیں کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

جانِ من! ذرا فتاویٰ رضویہ کی عبارت کے وہ الفاظ ہی بتائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت شہواتی خیال قصداً لایا کرو۔ خدارا!...... دروغگوئی اور بہتان تراشی کو چھوڑ دو کل خداوند قدوس کے حضور پیش ہو کر کیا جواب دو گے۔

عبارت نمبر ۲۶:

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ اگر چہ باہمن پڑھادے۔ چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے۔ لہٰذا احتراز لازم ہے۔

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۲۵ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۳ حصہ اوّل)

جواب: اگر کوئی شخص مرغی یا اور کوئی حلال جانور ذبح کرنے لگے اور اس قدر تیز چھری چلائے کہ مرغی کی گردن جسم سے بالکل علیحدہ ہو جائے تو علمائے احناف کے نزدیک یہ فعل ناجائز ہو گا مگر مرغی کا گوشت حلال وطیب ہو گا۔

یا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو اس کا یہ فعل کتاب وسنت کے خلاف ہو گا مگر طلاق واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص باہمن یا وہابی (دیوبندی) سے نکاح پڑھائے تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ لیکن وہابی (دیوبندی) سے نکاح پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہو گی اور گستاخ رسول کی تعظیم حرام ہے حضرت ابراہیم بن میسرہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۱ عربی)

کیونکہ علمائے دیوبند کی کتابوں میں ایسی عبارات موجود ہیں جو کہ تنقیص رسالت پر مبنی ہیں اس لئے ان سے نکاح پڑھوانے میں احتراز لازم ہے۔

مگر مصنف رضا خانی مذہب کا اس عبارت پر جاہلانہ تبصرہ خود اس کی جہالت پر دال ہے جو کہ اردو کی ایک عام فہم عبارت بھی سمجھنے سے قاصر ہے اور خط کشیدہ الفاظ کو نقل

نہ کرنا یہودیانہ فعل کا ارتکاب ہے۔ مصنف مذکور کے اعتراضات اس صورت میں صحیح و درست ہو سکتے تھے جبکہ امام احمد رضا فرماتے کہ باہمن یا وہابی کا پڑھایا ہوا نکاح نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو وہابی کی تعظیم کو حرام قرار دے رہے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کی عبارت کو مزید سمجھنے کیلئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: اگر کوئی شخص معتقد تعزیوں کا ہو کہ ان سے مرادیں مانگے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اس میں امام حسین علیہ السلام موجود ہوتے ہیں۔ یا قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو......الخ

تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں الخ؟

جواب: جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے اگر چہ نکاح اس سے درست ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۴۶۹، ۴۷۰ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۲۷: (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے پھر فرمایا، میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا وہ بندر تھا وہابی نہ تھا۔ حدیث میں ہے (ترجمہ) کوئی شئے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۳۷۵، ۳۷۶ حصہ ۴ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۸ حصہ اوّل)

(المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۲۶۲ جلد ۲۲ حدیث ۶۷۲ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

جواب: مصنف رضا خانی مذہب نے حدیث نبوی کو چھوڑ کر اس سے پہلے کی عبارت نقل کی ہے اگر حدیث نبوی کو غور سے پڑھتے تو انہیں ملفوظات کی زیر بحث عبارت پر جاہلانہ تبصرہ کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

جس طرح انسان پر حضور ﷺ کے احکام اور آپ کے دین و شریعت کی اطاعت،

فرمانبرداری اور امتثال امر واجب وفرض ہے اسی طرح جانوروں کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطیع وفرمانبردار بنایا ہے۔ کیونکہ سعادت مندوں کا طغرہ انسانوں میں سے اہل ایمان کو حاصل ہوا ہے۔ اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ نے بطریق اعجاز وخرق عادات تمام حیوانات کو آپ کا مطیع ومنقاد بنایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حیوانات کا بطورِ معجزہ حضور کی تعظیم بجالانا کے متعدد واقعات کتب احادیث وسیر میں موجود ہیں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں استراحت (آرام) فرماتے تو وہ بکری خاموش پُرسکون اور آرام وچین سے رہتی اور جب حضور باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری' پریشان و بے قرار اور متوحش بن کر اِدھر اُدھر ماری ماری پھرتی۔

(مدارج النبوۃ حصہ اوّل صفحہ نمبر ۳۴۳ مطبوعہ کراچی، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں بکریاں تھیں۔ انہوں نے حضور کو سجدہ (تعظیمی) کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم زیادہ سزاوار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا! کسی بشر کو زیبا نہیں کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے۔......الخ

(مدارج النبوۃ حصہ اول صفحہ نمبر ۳۴۳ طبع کراچی ☆ دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی صفحہ نمبر ۳۲۵ جلد ۲ مطبوعہ مکہ مکرمہ)

حدثنا ابراهيم بن عبدالله بن ابى العزائم ثنا احمد بن ابى عروة قال ثنا عبدالله بن موسىٰ عن اسامة بن زيد عن محمد بن المنكدر عن سفينة قال:

ركبت سفينة فى البحر فانكسرت لوح منها فطرحتنى فى ملتجة فيها الاسد: فقلت: ياأباالحارث انا سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم افطاطا رأسه الخ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی (م ۴۳۰) صفحہ نمبر ۵۱۱، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد محفل ذکر مصطفےٰ ﷺ کے وقت کسی حیوان کا مؤدب بیٹھنا یا قیام تعظیمی کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی معجزہ شمار ہوگا۔ اس پر طنز کرنا سوائے جہالت وحماقت کے اور کچھ نہیں۔

ذرا گھر کی خبر لیجئے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا:

حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے۔ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ آپکی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ اس قدر صاحب کمال ہوگیا کہ شہر کے کتے اسکے پیچھے دوڑے، وہ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ سب کتوں نے اسکے گرد حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔

(امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۰۲، مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

عبارت نمبر ۲۸: (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی کہ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہوگا۔ شیخ نے فرمایا کہ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں (بطور استدراج) کئی جگہ موجود ہوگیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ (بطور کرامت) ایک وقت میں ہو تو کیا تعجب ہے......الخ

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۱۴ جلد اول طبع لاہور)

جواب: اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ویسی ہی کرامت ولی سے صدور پذیر ہوسکتی ہے۔ اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے۔ اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ آدمی سے خارق عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ اور اگر یہ خوارق مردود الطلعۃ کافر ومشرک سے صادر ہوں

تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

بعض لوگ معتقدین کرامات و معجزات کو (جو انبیاء و اولیاء سے ارادت رکھتے ہیں) مشرک کہتے ہیں اور شرک فی اوصاف اللہ خیال کر کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں ایسے لوگ غلطی پر ہیں۔ حقیقت میں کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو خدا نہیں سمجھتا اور نہ ان کو بغیر مشیت اللہ کی چیز پر قادر جانتا ہے۔ (فانی)

کرامت کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸، جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے اور پھر سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پر پڑھایا اور اس کے علاوہ بزرگانِ دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص صفحہ نمبر ۱۶۴، ۱۶۶)

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کے واقعہ پر اعتراض اور اس کا جواب

امام احمد رضا بریلوی نے سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سبع سنابل سے مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اور انہی کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں ولیوں کا ایک وقت میں متعدد جگہ حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ اس واقعہ کو امام احمد رضا بریلوی کی طرف نسبت کرنا سراسر بددیانتی ہے۔

سید عبدالواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ) اپنی مشہور تصنیف سبع سنابل میں لکھتے ہیں:

"مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب میلاد مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا

قبول کرلیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے۔ یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا کہ کرشن چندر تو کافر تھا (بطور استدراج) اگر ابوالفتح (رسول اللہ ﷺ کا امتی ہو کر بطور کرامت) دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد جب اس جگہ سے ڈولی پہنچی، مخدوم حجرے سے باہر تشریف لائے پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ یونہی جب دوسری جگہ سے سواری آئی۔ الغرض دسوں جگہ سے سواری آئی، مخدوم ہر مرتبہ حجرہ سے باہر تشریف لائے، پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے۔ اور (لطف یہ کہ) حجرہ میں بھی تشریف فرما تھے۔

اے عقلمند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا۔ یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا۔ نہیں خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے۔ جبکہ بحر توحید میں مستغرق رہنے والے تمام عالم میں خواہ علویات ہوں یا سفلیات موجود رہتے ہیں۔

(سبع سنابل صفحہ نمبر ۳۴۴،۳۴۵ مطبوعہ لاہور)

جواب دیجئے

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"محمد الحضرمی مجذوب، چلانے والے عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے...... آپ ابدال میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھایا ہے۔

(جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

اگر............!

صاحب مقابیس المجالس:۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ)

صاحب تفریح الخاطر:۔ حضرت عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب سبع سنابل:۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ)

اور مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس وجہ سے گمراہ اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور کرامت "اولیاء اللہ کا بیک وقت کئی جگہ موجود ہونا" کے واقعات اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیے ہیں تو...... مولوی اشرف علی تھانوی کو کس کھاتے میں ڈالو گے...... کیونکہ وہ بھی اس جرم کے مرتکب ہیں۔

یاد رکھیں اگر کوئی ولی اللہ خارق للعادۃ ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر موجود ہو جائے تو اسے کرامت کہا جائے گا اور کرامات اولیاء برحق ہیں جیسا کہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ اگر کسی گنہگار یا کافر سے خارق للعادہ امور ظاہر ہوں تو اسے استدراج کہا جاتا ہے۔

عبارت نمبر ۲۹:

عرض: صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا؟

ارشاد: لا الہ الا اللہ! ان کے غلاموں اور اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت کیا "کیف اصبحت" "تم نے کیونکر صبح کی، عرض کیا" "اصبحت مومنا حقا" "میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا: ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس کے دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی کہ میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں۔ جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو۔

(پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اولیاء کرام فرماتے ہیں: کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۷۵،۷۶ حصہ چہارم)

جواب: امام احمد رضا بریلوی نے ایک سائل کے سوال: صحابہ کرام کو بھی کشف

ہوتا تھا؟" کے جواب میں ایک جامع، پرمغز اور مختصر جواب ارشاد فرمایا ہے۔ جو کہ ملفوظات حصہ چہارم میں مرقوم ہے۔ مگر مصنف رضا خانی مذہب نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق عبارت میں سے فقط ایک جملہ "اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے" نقل کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لئے ملفوظات حصہ چہارم کی مکمل عبارت نقل کر دی گئی ہے تاکہ مصنف مذکور کے پیدا کردہ شک و شبہات کا ازالہ ہو سکے۔

اقوال علمائے اُمت

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کر کے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور ان کو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے۔ تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ (مرقات جلد دوم)

حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے۔ (نفحات الانس)

(زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے) روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ (نفحات الانس از مولانا جامی)

حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اُگتا اور کوئی پتہ ہریاتا مگر اس کی نظر کے سامنے۔ (الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۷۸)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ امور غیبیہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (لمعات ہمعہ صفحہ نمبر ۲۱)

کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔ (انفاس العارفین)

عارف باللہ سیدی ارسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عارف وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے کہ جملہ اسرار موجودات اس میں منقوش ہیں اور حق الیقین کے نوروں میں سے اسے مدد دی جاتی ہے۔ کہ وہ ان لکھی ہوئی چیزوں کی حقیقتوں کو خوب جانتا ہے۔

یا آنکہ ان کے خواص کس قدر مختلف ہیں۔ افعال کے راز جانتا ہے۔ تو ظاہری یا باطنی کوئی جنبش ملک یا ملکوت میں واقع نہیں ہوتی مگر یہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی نگاہ اور اس کے معائنہ کی آنکھ کھول دیتا ہے۔ تو عارف اسے دیکھتا ہے۔ اور اپنے علم و کشف سے جانتا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۹۵ از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے۔ آسمان و جنت و نار یہی چیزیں محدود کر لے۔ مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے ایک میدان لق و دق میں ایک چھلا پڑا ہو۔ (الابریز)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

جس نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار اور بے جان وحوش و حشرات آسمان ستارے زمینیں اور کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا۔ اور تمام کرۂ عالم اس سے مدد لیتا تھا وہ ایک لحظہ میں

تمام کرۂ عالم کی آواز سن لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا ......بغیر اس کے کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے۔ بلکہ جہاں کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کیلئے ایک جیسے تھے۔ (الابریز)

حضرت حارث محاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب تو اللہ تعالیٰ سے صدق کے ساتھ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک آئینہ عنایت کرے گا جس کے اندر دنیا و آخرت کے تمام عجائبات تجھ پر ظاہر ہو جائیں گے۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۲۶۹ مطبوعہ کراچی)

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً
کخردلۃ علی حکم اتصال

میں نے خدا کے تمام شہروں کو ملا کر دیکھا تو مجھے رائی کے برابر نظر آئے۔

(قصیدہ غوثیہ صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ لاہور)

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بہ وجہ تفصیل آئینہ ہے۔ (الیواقیت والجواہر)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب جلال الٰہی کا نور (مرد کامل) کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ تو بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ نمبر ۹۱ جز ۲۱)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے طالب تجھے واضح رہے کہ کرامت کے معنی یہ ہیں کہ نفس ناطقہ اس عالم سے عالم غیب کی طرف رجوع کرے اور نور عنایت کو قبول کر کے تمام عالم کے حالات گزشتہ اور آئندہ سے واقف ہو جائے کیونکہ نفس جب تک بدن کے زیر تصرف رہتا ہے اسے زیادہ چیزیں دکھائی نہیں دیتی۔ مگر جب وہ جسم پستی سے بلند ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نور جلال کے سرمہ سے اس کی بینائی کو منور کر دیتا ہے جس سے وہ امور خفیہ کو دیکھتا ہے۔ اور

جب دل ناظر و مبصر ہو جاتا ہے تو آسمان و زمین کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہتی
۔(مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ لاہور)

سالک الی اللہ جنت کو اسی دنیا میں دیکھتا ہے۔ اور فردوس اعلیٰ اس کے گوشہ دل میں اس کے ہمراہ رہتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس مقام کو حاصل کر لے۔ (میزان عمل صفحہ نمبر ۱۵)

(نوٹ):- یاد رکھیں کہ ہر ولی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ خواص الخاص اولیاء اللہ کا مقام ہے۔

عبارت نمبر ۳۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' نے احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۵۷ مطبوعہ کراچی کی ایک عبارت کا فقط ایک جملہ نقل کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اس لئے اسکے جواب میں احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۵۷ کی مکمل عبارت لکھ دینا ہی کافی ہے۔

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورۃ فاتحہ و سورہ اخلاص میں خدا تعالیٰ ہی کی تعریف ہے یا رسول کی بھی؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- سورہ فاتحہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے۔
''الصراط المستقیم'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ''انعمت علیہم'' کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں اور انبیاء کے سردار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
شیخ محقق [۱] (عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ''اخبار الاخیار'' میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی ہے جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۵۷ حصہ دوم طبع کراچی)

[۱] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) شیخ عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جس میں اکثر بلکہ تمام قرآن کی تفسیر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و توصیف سے کی ہے اور اس میں بہت سے دقائق عشق اور اسرار و محبت کو جمع کیا ہے۔ غالباً آپ نے یہ تفسیر جذبہ حال اور غلبہ استغراق کے وقت کی ہوگی...... الخ (اخبار الاخیار، صفحہ نمبر ۴۵۴، ۴۵۵ (اردو) از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

صاحب تفسیر شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

آپ سید جلال الدین بخاری بزرگ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام سید محمود تھا۔ جن کے سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بیٹے تھے اور دوسرے بیٹے کا نام سید احمد بزرگ تھا۔ انہی کی اولادِ سے شیخ عبدالوہاب تھے۔ جو بہت بزرگ اور علم و عمل، حال و محبت میں کامل تھے۔ سلوک کے ابتدائی زمانے میں آپ اپنے شیخ اور خسر مولوی صدرالدین بخاری کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا اس وقت دنیا میں دو نعمتیں ہیں جو تمام نعمتوں سے افضل داعلیٰ ہیں۔ لیکن لوگ ان کی قدر و منزلت نہیں جانتے اور ان کے حصول سے بھی غافل ہیں۔

نعمت اوّل تو یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک مدینہ میں بہ صفت حیات موجود ہے اور لوگ اس سعادت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ دوسری نعمت قرآن کریم ہے جو کلام اللہ ہے اور خدا تعالیٰ اس کے ذریعے بغیر کسی واسطہ کے اپنی مخلوق سے کلام فرماتا ہے۔ لیکن لوگ اس نعمت سے بھی غافل ہیں۔ شیخ کی اتنی بات سننے کے بعد آپ مجلس سے اٹھے اور مدینہ منورہ جانے کی اجازت مانگی۔ خشکی کے راستہ فوراً مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دینے کے بعد فوراً اپنے وطن مالوف ملتان آگئے۔ ملتان کی اس وقت حالت بہت خراب تھی۔ اس لئے سلطان لودھی کے زمانے میں دہلی تشریف لے آئے۔ سلطان لودھی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔

آپ نے دوسری بار دہلی سے سفر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کی۔ اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دہلی تشریف لائے۔ ۹۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دہلی میں شاہ عبداللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۴۵۳، ۴۵۴)

اگر بقول آپ کے مولانا احمد رضا کا یہ عقیدہ قرآن حکیم کے سراسر خلاف ہے۔ تو ذرا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ عبدالوہاب بخاری کے متعلق بھی اپنی زبان کو

جنبش دیں۔ کہ ان کے متعلق جناب کا کیا......ارشاد ہے؟

اس کے علاوہ مولانا سبحان محمود اور مولانا محمد فاضل استاد دارالعلوم کراچی نے اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل عبارت: "شیخ عبدالوہاب بخاری نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ جس میں اکثر بلکہ تمام قرآن کی تفسیر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و توصیف سے کی ہے" الخ۔

کے تحت کسی قسم کی حاشیہ آرائی نہیں کی۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہ ان دونوں علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یہ عقیدہ قرآن کے خلاف نہیں۔

ذرا......!

سنبھل کر ان کے متعلق بھی......کچھ......ارشاد فرمائیں اور انصاف کا تقاضا پورا کریں۔

عبارت نمبر ۳۱: اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔ غیب کی بات معلوم کرنا ان کے اختیار میں ہے۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۰ حصہ دوم)

جواب: اگر نیلام گھر میں یہ سوال کیا جائے کہ پاکستان کا سب سے بڑا خائن کون ہے؟

تو اس کے جواب میں مصنف رضا خانی مذہب کا نام لینا صحیح و درست ہوگا۔

قارئین کرام!

امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف "الامن والعلے" کا اوّل تا آخر بنظر عمیق مطالعہ کریں تو مندرجہ بالا عبارت کا آپ کو کہیں نام و نشان نہیں ملے گا۔

ہاں! صفحہ نمبر ۲۰۵ پر مندرجہ ذیل عبارت مذکور ہے جس کا تعلق علم اولیاء سے نہیں بلکہ علم انبیاء سے ہے۔

جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے حضور بتا دیں گے۔ یہ اسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل آئندہ باتوں کو جانتا ہو۔ اطلاع غیب اس کے ارادہ خواہش

پر کردی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے......الخ

(الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۲۰۵ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

اپنے اس دعویٰ پر مولانا احمد رضا نے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے جس کو "مصنف رضا خانی مذہب" شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے نہ خدا کا خوف نہ قبر و حشر کا ڈر......اور......!

افسوس صد افسوس ان علمائے دیوبند پر جنہوں نے ایسے کذب و دروغگوئی کے پلندہ پر تقاریظ لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں۔ جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملائکہ وآخرت سے متعلق ہیں نبی انکے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کیلئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں۔ جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہوتا ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے۔ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔[1] نقلہ عنہ العلامۃ الزرقانی فی صدر شرح المواھب۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۲۰۷ مطبوعہ لاہور)

(1) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: نبوت صرف اسی نفس کو حاصل ہوتی ہے جو رذائل سے پاک اور فواحش سے منزہ اور فساد سے بعید ہو اور اس کی طبیعت وقوائے پر نقص غالب نہ ہو۔ کیونکہ نفس جب تک ان آفات محسوسہ میں مشغول رہے اس وقت تک ان کی کدورت کے باعث عالم غیب کی طرف رجوع نہیں کرسکتا۔ اور جب وہ آفات اس سے زائل ہوجاتی ہیں اور نقائص و

رذائل سے اس کی ذات پاک ہو جاتی ہے تو وہ حجاب جاتا رہتا ہے اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور نفس اپنے عالم سے قریب ہو جاتا ہے اور قاعدہ ہے کہ قریب کو وہ باتیں نظر آتی ہیں جو بعید کو نہیں آتی ہیں۔ پھر وہ نفس اپنے جوہر کی صفائی کے باعث جناب غیب کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس کے جوہر میں علوم ملکوت منقش ہو جاتے ہیں اور اسی انتقاش کا نام نبوت ہے پھر اس نفس کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتی۔ (مجربات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۱۲ مطبوعہ لاہور (فانی)

عبارت نمبر ۳۲: مدعیان توحید پر کلام کیجئے جن میں نصاریٰ بھی باوصف تثلیث اپنے آپ کو شریک کرتے ہیں اور شرع (ف) مطہر نے بھی ان کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا فرمایا۔

حاشیہ پر ہے: (ف) نصاریٰ صراحۃً تثلیث کے قائل ہیں مگر تاویل کے ساتھ لہٰذا شرع مطہر نے انہیں مشرک نہ ٹھہرایا اور ان کے مشرکوں کے احکام میں فرق فرمایا۔ مگر وہابیہ اللہ و رسول سے آگے بڑھتے اور پوری توحید لا الہ الا اللہ ماننے والے مسلمانوں کیلئے بات بات پر مشرک کا لفظ گڑھتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۷۸۴ طبع فیصل آباد)

الزام نمبر ۱۱: تین خدا کا قائل مشرک نہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۷ حصہ دوم)

جواب: مندرجہ بالا عبارت (متن) اور حاشیہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ "تین خدا کا قائل مشرک نہیں" سراسر باطل ہے۔ بلکہ ان عبارات میں فرقہ وہابیہ نجدیہ کا رد ہے کہ جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہہ کر پکارتے ہیں۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

نصاریٰ صراحۃً تثلیث کے قائل ہیں مگر تاویل کے ساتھ لہٰذا شرع مطہر نے انہیں مشرک نہ ٹھہرایا اور ان کے اور مشرکوں کے احکام میں فرق فرمایا مگر وہابیہ اللہ و رسول سے آگے بڑھتے ہیں اور پوری توحید لا الہ الا اللہ ماننے والے مسلمانوں کیلئے بات بات پر مشرک کا لفظ گڑھتے ہیں۔

اور اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ شریعت میں نصاریٰ کے احکام مشرکین سے جدا ہیں نصاریٰ کو اہل کتاب کہا گیا ہے ان کا ذبیحہ حلال رکھا گیا ان کی عورتوں سے نکاح حلال۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:۔

(یعنی یہود و نصاریٰ) ان کا ذبیحہ (بھی) تم کو حلال ہے اور (اس کا حلال ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا) تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے۔ اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہو (تم کو حلال ہیں) اور جیسا مسلمان عورتوں کا حلال ہونا یقینی ہے اسی طرح پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم میں سے پہلے کتاب آسمانی دیئے گئے ہیں (تم کو حلال ہیں)۔

(بیان القرآن جلد اول صفحہ نمبر ۲۲۳)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وقال جمھور الامۃ ان ذبیحۃ کل نصرانی حلال سواء کان من بنی تغلب او غیرھم و کذلک الیھود۔ (تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۷۸ جلد ۶)

احکام شریعت کی ایک عبارت

مندرجہ ذیل احکام شریعت کی عبارت مولانا احمد رضا کے مسلک کی واضح دلیل ہے۔ اور اُن تمام شک و شبہات کے ازالہ کیلئے کافی ہے جو شیطان بشکل "مصنف رضا خانی مذہب" لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

مسئلہ: ۲۲ رشوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کتنے قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے' کافر دو قسم کے ہیں۔ اصل و مرتد اصل وہ جو شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔

اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

"ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"۔

ترجمہ: "بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں"۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:۔

اوّل: دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم: مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود مانتا ہے۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مانتے مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم وغیرہ مخلوق جانتے ہیں۔ دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل۔

سوم: مجوسی آتش پرست۔

چہارم: کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

ان اوّل تین قسم کی ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے...............الخ

(احکام شریعت حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۲)

ایسی کھلی تصریحات کے باوجود علمائے اہل سنت پر یہ الزام لگانا کہ "تین خدا کا قائل مشرک نہیں" دروغگوئی اور بہتان تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

پروردگار عالم جل جلالہٗ اپنے خوف کی دولت نصیب فرمائے۔ اور کذب بیانی اور بہتان تراشی سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبارت نمبر ۳۳:

عرض: کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے، ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا

کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

(ملفوظات حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع لاہور)

اعتراض: جو چیز ایک دن حرام تھی وہ ایک دن بعد حلال کیسے ہوئی۔
اگر دوسرے دن حلال ہے تو پہلے دن حرام کیوں؟

جواب: قارئین کرام! امام احمد رضا بریلوی کی عبارت مذکورہ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عبارت مذکورہ کے ایک ایک لفظ سے مولانا کی اسلام سے پاسداری' غیرتِ ایمانی حمیت دینی اور تہوار مشرکین کی لغو اور مشرکانہ رسوم سے پرہیزگاری کا پتہ چلتا ہے۔ مگر چونکہ ہندو نواز علماء کیلئے یہ عبارت سم قاتل تھی اس لئے ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ کہ ہائے ہمارے رہبر و رہنما گاندھی جی کی روح سجین میں پھڑک گئی ہوگی اس لئے انہوں نے عبارت مذکورہ سے مختلف احتمالات نکال کر علمائے اہلسنت کو بدنام کرنے کی مہم شروع کر دی۔ جبکہ فتویٰ کی مشہور کتاب "ذخیرہ" میں اسی سے ملتی جلتی عبارت مذکور ہے۔ جس کو مشہور حنفی عالم مولانا عبدالحئی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں نقل فرمایا ہے۔

استفتاء: چہ می فرمائیند علمائے دین اندرین مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مروت یا رسم زمینداری چنانچہ پیشکر بروز ڈھوَن و شکر قند بروز سکھٹن جائز است یانہ۔ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب: واقعی خوردن، ہچوں اشیاء کہ ہنود بروز عید ہائے خود برضامی خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہماں است کہ دران روز ہدایای شان قبول نکند تا از شبہ موافقت اجتناب شود در ذخیرہ می آرد۔

لاینبغی للمؤمنین ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یعطیھم ولایرسل الیھم شیئاً۔ واللہ اعلم

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

ترجمہ: "مومن کیلئے مناسب نہیں کہ کافروں کے ہدیئے ان کی عید والے دن قبول

کریں اور اگر قبول کرلیں تو انہیں واپسی میں کچھ نہ دیں اور نہ ان کی طرف کوئی شئے بھیجیں"۔

مشرکین و ہنود وغیرہ سے ان کے تہوار کے روز ہدیہ قبول کرنے میں مندرجہ ذیل قباحتیں ہیں۔

۱۔ مشرکین وکفار سے دوستی کا سبب۔

۲۔ مشرکین وکفار کی تعظیم۔

۳۔ مشرکین وکفار کی رسوم میں شرکت اور معاونت۔

چونکہ تہوار کے علاوہ مندرجہ بالا خدشات کا ڈر نہیں۔ اس لئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ کہ کفار و مشرکین کوئی چیز دیں تو لے لو مگر تعظیماً نہیں بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر اور اپنی غیرت ایمانی کو برقرار رکھو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء"

(سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ بناؤ دوست میرے اور اپنے دشمنوں کو"۔ (البیان)

"ومن یتولھم منکم فانہ منھم، ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین"۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵۱)

ترجمہ: "اور اگر تم میں سے کسی نے انہیں دوست بنایا تو وہ انہیں میں سے ہوگا"۔ (البیان)

"انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوا کم فی الدین"۔

(سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۹)

ترجمہ: "اللہ تمہیں انہی لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے دین میں تم سے جنگ کی"۔ (البیان)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من الجفاء ان تاکل مع غیر اہل دینک۔

یعنی یہ شرع کی حد سے تجاوز کرنا ہے کہ تو اس شخص کے ساتھ کھالے جو تیرے دین میں سے نہیں۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۵۸۴ مطبوعہ کراچی از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وبخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معھم فی مایفعلون فی ذلک الیوم وبشرائہ لیوم النیروز شیئاً لم یکن یشتریہ قبل ذلک تعظیماً للنیروز وبا ھدایہ ذلک الیوم للمشرکین ولو ببیضۃ تعظیم لذلک بتحسین امر الکفار اتفاقاً انتھیٰ بقدر الضرورۃ۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں:

بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

کفار کے مذہبی میلوں میں جانا اور کچھ خرید وفروخت کرنا درست نہیں۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۷۵۷ جلد اوّل)

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جملہ امور موانست اور محبت میں کفار سے احتراز اولیٰ ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۸)

نیز فرماتے ہیں:

در ایام اعیاد کفار ہدیہ فرستادن بقصد تعظیم آن روز کفر است و اگر مسلم ہدیہ فرستاد و تعظیم آن روز منظور نیست کافر نمی شود مگر سزاوار آن ست کہ نہ فرستد وانچہ کفار ہدیہ بمسلمانان درہماں روز بیارند اگر مسلمانان بنظر موافقت براں خوشنودی کفار میگیرند در دین ایشان ضرورت خواہد رسید و اگر بدون آن نظر نگیرند لاباس بہ است اما احتراز ازں اولیٰ است الخ (مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۲۵ جلد سوم)

منہ مانگا انعام

"مصنف رضاخانی مذہب""نہ لے" کا معنی "حرام" اگر اُردو کی کسی مستند لغت میں سے دکھادے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ ورنہ! اپنی جہالت و نادانی کا ماتم کرے۔

عبارت نمبر ۳۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"ایصال ثواب کا انوکھا طریقہ"

(اعلیٰ حضرت حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۹۵ حصہ اوّل طبع لاہور☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۸ حصہ اوّل)

الزام نمبر ۱۲: مصنف رضاخانی مذہب اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

بریلوی کے اس عقیدے سے اموات واجداد کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے مگر کفن چوروں کو فائدہ ضرور پہنچے گا ایک قبر کھلنے سے اسے کئی کئی کفن ملیں گے الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۸ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: محدث ابن جوزی نے عیون الحکایات میں فریابی سے روایت کی ہے کہ شہر قیساریہ میں ایک عورت نے انتقال کیا اس کی لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ وہ

کہتی ہے کہ تم لوگوں نے مجھ کو تنگ کفن دیا میں اپنے ساتھیوں میں شرمندہ ہوں۔ گھر میں فلاں جگہ دینار رکھے ہیں اس سے میرے واسطے کفن خرید کر فلاں عورت فلاں روز ہمارے پاس آئے گی اس کے ساتھ وہ کفن بھیج دو۔ لڑکی کہتی ہے کہ صبح کو میں گھر میں اس جگہ گئی دیکھا تو چار دینار موجود ہیں اس کے بعد لڑکی اس عورت کے پاس گئی دیکھا کہ وہ صحیح وسالم ہے لڑکی نے اس سے کہا آج تیری موت آئے تو مجھ کو خبر دینا۔ تیرے ذریعہ سے ماں کے پاس کچھ بھیجنا ہے۔ یہ عورت اسی روز مرگئی لڑکی نے کفن خرید کر اس کے کفن میں رکھ دیا۔ رات کو لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ ماں کہتی ہے کہ فلاں عورت نے تیرا کفن مجھ کو دیا اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۰۹ طبع کراچی)

قارئین کرام!

محدث ابن جوزی اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حکایت کو نقل کیا ہے مگر مولوی سعید دیوبندی کی طرح اس پر جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔

جواب نمبر ۲: محدث ابن ابی الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ) نے "کتاب المنامات" میں اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوگیا تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں نہ تھی اس نے اس عورت کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ اب آنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں انصاری نے کہا کہ اگر مردہ مردے کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچادوں گا۔ چنانچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے اب جو رات کو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ حرج نہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور (مترجم) صفحہ نمبر ۱۷۷ بار اوّل طبع کراچی ۱۹۶۹ء از

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

مگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد کسی قسم کا مولوی سعید احمد کی طرح کوئی جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا۔

(ایسی واقعہ امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب احکام تمنی الموت صفحہ نمبر ۳۷ پر نقل کیا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا' ہماری نہیں بلکہ اپنے جد امجد کی مان لو۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

الزام نمبر ۱۳: مصنف رضا خانی مذہب نے درج ذیل عنوان ''مولانا احمد رضا بریلوی حقیقت کے آئینہ میں'' صفحہ نمبر ۲۰۲ سے لے کر صفحہ نمبر ۲۱۰ تک، حدائق بخشش سے ایسے اشعار تحریر کیے ہیں۔ جس میں مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عجز و انکساری کا ذکر کیا ہے اور پھر اس قدر طعن و تشنیع کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہیں۔

جواب: کسی نفوس قدسیہ کے عجز و انکساری پر منحصر الفاظ کو لے کر حقیقت پر محمول کر کے اس کا تمسخر اڑانا انتہائی جہالت اور دجل و فریب ہے۔

تواضع اور عجز و انکساری کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من تواضع لله رفعه الله۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۶۸ جلد ۲، رواہ ابی نعیم فی الحلیہ)

جو کوئی خالصتاً اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کرے خدا تعالیٰ اس کو بلند فرمائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم لوگ سب سے زیادہ افضل عبادت سے غافل ہو اور وہ تواضع ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں تواضع یہ ہے تو باہر جائے اور جسے بھی دیکھے اسے اپنے سے افضل سمجھے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۴۸۳، ۴۸۴، از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ))

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تواضع سے افضل بندگی کا کوئی لباس نہیں۔

(عوارف المعارف (مترجم) صفحہ نمبر ۲۹۴ طبع لاہور)

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صاحب تواضع ہر کے پاس بیٹھنے والے سے فیض لے لیتا ہے۔ اس کی طرف فیض خود بخود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ (الدر المنضود صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ تھانہ بھون)

حضرت داتا گنج بخش حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو بندہ خدا کے حضور بندگی، تواضع سے سر جھکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہانوں میں سر بلند رکھتا ہے۔ (کشف المحجوب (مترجم) صفحہ نمبر ۹۲)

دامن کو ذرا دیکھ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا وہادینا و مرشدنا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفاء اللہ عنہ کے ہے۔ (رسالہ غذائے روح صفحہ نمبر ۵)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

میں ایک نالائق نابکار و گنہگار بندہ ہوں۔ افضال الٰہی نے پردہ پوشی رکھی ہے۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۴۷ مطبوعہ پاکستان)

تم نے میرا ڈھونگ بنا رکھا ہے۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۴۷)

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ از دار العلوم دیوبند یکم ربیع الثانی مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۵۵ء۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۳۳۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

یہاں تو کوئی کچھری نہیں ہے بھائی میں تو فقیر آدمی ہوں۔

(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۴۹ جلد ۲ مطبوعہ لاہور)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

بندہ سراپا تقصیر عاشق الٰہی عفاء اللہ عنہ۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲ جلد اوّل مطبوعہ لاہور)

مولوی احتشام الحسن کاندھلوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

یہ میرا حال تھا جو اپنی نالائقی کی وجہ سے تمام بزرگوں سے بات کرنے کا عادی تھا۔

(الجمعیۃ دہلی، صفحہ نمبر ۳۷۱)

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے متعلق لکھتے ہیں:

کمترین انام سراپا گناہ محمد قاسم پس از عرض سلام مسنون می طرازد۔ الخ

(سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۴۲۴ جلد اوّل، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

میں بے حیا ہوں اس لئے وعظ کہہ لیتا ہوں۔

(سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۰۷، طبع لاہور)

میں حیران ہوں، نہ میں ایسا عالم، نہ ایسا محقق، مجھ کو آپ نے کیوں اس کام کیلئے تجویز کیا۔ (سوانح قاسمی جلد اوّل، صفحہ نمبر ۳۸۸، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

"نہ قاضیم نہ فقیہم نہ مفتیم نہ امام"۔

(سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۳۸۸، از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنے متعلق لکھتے ہیں:

راقم السطور بندہ عاصی و مستغفر سید ابوذر بخاری غفر الباری۔

(سواطع الالہام صفحہ نمبر ۴۲ مطبوعہ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی اپنے متعلق لکھتے ہیں:

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں خط تمہارا بجواب احقر آیا۔

(مکتوبات و بیاض یعقوبی صفحہ نمبر ۶۷ طبع کراچی)

(تھانوی جی کہتے ہیں گنہگار ہوں روسیاہ ہوں بدکار ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۷۰ جلد ۸) ایسا ناکارہ ہوں کبھی کوئی کام نہیں کیا (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۴۳۹ جلد اوّل) نہ علم ہے نہ فضل ہے نہ کمال ہے (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۴۳۸ جلد اوّل) میں تو واقعی اپنے کو کلب (کتا) اور خنزیر سے بدتر سمجھتا ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر ۱۰۳ جلد ۴) مان لو میں نکما ہوں بے کار ہوں (افاضات یومیہ صفحہ

تفسیر قول الامام قیل لایباح الاستمتاع من النظر ونحوہ بمادون السرۃ الی الرکبۃ ویباح ماوراءہ وقیل یباح مع الازارۃ ولا یخفی ان الاول صریح فی عدم حل النظر الی ماتحت الازار والثانی قریب منہ و لیس بعد النقل الاالرجوع الیہ ا ہ۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد اول طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

و منھا حرمۃ الجماع ھکذا فی النہایۃ الکفایۃ ولہ ان یقبلھا ویضاجعھا ویستمتع بجمیع بدنھا ماخلا مابین السرۃ والرکبۃ عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف رضی اللہ عنہما ھکذا فی السراج الوھاج۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۳۹ جلد اوّل)

نیز دیکھیے فتح القدیر صفحہ نمبر ۱۲۷ جلد اوّل۔

"مصنف رضاخانی مذہب" کے گھر کی شہادت

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

مسئلہ نمبر ۶: حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں اور صحبت کے سوا سب باتیں درست ہیں۔ (جن میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو) یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا درست ہے۔

(بہشتی زیور صفحہ نمبر ۹۷ طبع ملتان)

(اعورت کو مرد کی ناف سے گھٹنے تک بدن کو بھی دیکھنا اس کو ہاتھ لگانا اور اس کا بوسہ لینا وغیرہ جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک مرد کے کسی عضو سے مس کرے۔ (بہشتی زیور صفحہ نمبر ۵۶ حصہ دوم) جبکہ یہ مسئلہ علمائے اہلسنت احناف کی معتبر کتب میں مذکور ہے تو بحیثیت حنفی ہونے کے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیسا؟ اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ "مصنف رضاخانی مذہب" نے فقط عوام کو گمراہ کرنے کیلئے حنفیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے)

عبارت نمبر ۳۶: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان سے لکھتا ہے۔

"ستر ہزار چھوہارے" (رضاخانی مذہب حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۶۳)

نمبر۲۰۲ جلد ۵) ہم نالائق ہیں گنہگار ہیں سیاہ کار ہیں نابکار ہیں گستاخ ہیں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر۳۱۲ جلد ۶) مولوی محمود الحسن کہتے ہیں بے شرم تو ہم ہی ہیں مفت کو روٹیاں کھاتے ہیں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر۳۱۲ جلد اوّل وصفحہ نمبر۲۰۷ جلد ۲) مولوی محمد یعقوب کہتے ہیں میں بھی خبیث ہوں (افاضات یومیہ صفحہ نمبر۲۳۸ جلد ۵ وصفحہ نمبر۲۱۱ جلد ۶) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

عبارت نمبر ۳۵:

سوال: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلات کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر۱۷۱)

الجواب: پیٹ پر جائز ہے اور ران پر ناجائز کہ حالت حیض ونفاس میں ناف کے نیچے سے زانوں تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا۔ کما فی المتون وغیرہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ:۔ مصنف رضا خانی مذہب نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق یہاں بھی خط کشیدہ عبارت کو چھوڑ کر امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ نقل کر کے اپنی یہودیت اور بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔

وضاحت: علمائے اہلسنت احناف کے نزدیک حیض ونفاس کے دوران زیر ناف سے زانوں تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا جائز نہیں۔ جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بے شہوت اور اگر ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں۔ ناف سے اوپر گھٹنے سے نیچے کے بدن سے مطلقاً ہر قسم کا تمتع جائز ہے۔

فی الدر المختار یمنع حل وقربان ماتحت ازار یعنی مابین سرۃ و رکبۃ ولو بلا شھوۃ وحل ماعداہ مطلقا اہ و فی ردالمحتار نقل فی الحقائق فی باب الاستحسان عن التحفۃ والخانیۃ یجتنب الرجل من الحائض ما تحت الازار عند الامام وقال محمد یجتنب شعار الدم یعنی الجماع فقط ثم اختلفوا فی

مسئلہ: میت کے سوم کا کس قدر وزن ہونا چاہیے اگر چھوہاروں پر فاتحہ دلائی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟

الجواب: کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں، اتنے ہوں جن میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۶ حصہ اوّل)

تشریح: قرآن کریم اور کثیر احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات کا ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے۔

علامہ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زندوں کا دُعا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا مردوں کیلئے نفع بخش ہے۔

(العقیدۃ الطحاویۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۲۲ طبع لاہور)

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان دعا الاحیاء للاموات و صدقتھم عنھم نفع لھم فی علو الحالات الخ

(شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۲۹ طبع کراچی)

بے شک مردوں کیلئے زندوں کی دعا اور صدقہ ان کی بلندی درجات میں نفع مند ہے۔

مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔الخ

(تحذیر الناس صفحہ نمبر ۴۴ مطبوعہ دیوبند)

(احضرت ملاعلی قاری حنفی لکھتے ہیں شیخ محی الدین ابن العربی نے کہا مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت پہنچی کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا اس کی مغفرت کردی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا اس کی بھی مغفرت کردی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لیا اور میں نے بالخصوص کسی شخص کیلئے اس کو بخشنے کی نیت نہیں کی پھر اتفاق سے میں بعض اصحاب کی ایک دعوت میں شریک ہوا ان میں ایک نوجوان تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس کو کشف ہوتا ہے اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے (شیخ فرماتے ہیں) میں نے دل ہی دل میں اس ستر ہزار بار پڑھے ہوئے کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں شیخ فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے جان لیا اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا (مرقات صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹ جلد ۳ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) اس واقعہ کو مولوی حکیم محمد اختر دیوبندی نے اپنی کتاب کشکول معرفت صفحہ نمبر ۶۱ طبع کراچی پر نقل کیا ہے مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے بھی واقعہ شیخ ابو یزید قرطبی کے حوالہ سے لکھا ہے (تبلیغی نصاب صفحہ نمبر ۶۸ ۳ طبع لاہور) ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اسی لئے ہمارے دیار میں کسی مسلمان کے فوت ہو جانے کے دوسرے یا تیسرے دن بعد لوگ اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور کھجور کی گٹھلیوں یا چنوں وغیرہ پر (ایک لاکھ یا پچھتر ہزار تعداد پوری کرنے کیلئے) کلمہ شریف پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہے۔ جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اسکے باپ اور اس کی ماں یا لڑکے یا باوفا دوست اس کیلئے دعا بھیجیں اور جب وہ دعا بھیجتے ہیں تو اسکی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں سے رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مرے ہوؤں کیلئے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کیلئے دعائے مغفرت کیا کریں۔ (مشکوٰۃ)

کھجور کی گٹھلیوں اور کنکریوں وغیرہ پر پڑھنے کی اصل شرع میں موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی۔ ان پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی ختم ہو جاتی تو ایک باندی تھی جو ان سب کو پھر اس میں بھر دیتی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس رکھ دیتی۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابودردہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں۔ صبح کی نماز پڑھ کر اس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی نہ ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی گٹھلیوں اور کنکریوں پر پڑھا کرتے تھے۔

(فضائل ذکر صفحہ نمبر ۱۸۹،۱۸۸، از مولوی محمد زکریا سہارنپوری)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھنا ہو تو اس کیلئے چھوہاروں کا کتنا وزن ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ شرعاً اس کا وزن متعین نہیں۔ جتنی ہمت ہو لے لیں اور اس کی گنتی کریں اور ستر ہزار پر تقسیم کریں جو جواب آئے ان چھوہاروں کا اتنی بار دور کر لیں۔

بتائیں اس میں کون سی شرعی قباحت ہے یا مولانا احمد رضا بریلوی نے کون سا ایٹم بم قصر دیوبند پر گرا دیا ہے کہ اس قدر سیخ پا ہو کر آپ سے باہر ہو رہے ہو۔

عبارت نمبر ۳۷:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے۔

کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ عنہ۔

البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانوں تک چھونا منع ہے علی قول الشیخین رضی اللہ عنہما و بہ یفتی اسی طرح اور عوارض مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث

ان عوارض کے ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی ہے اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔ لبقا النکاح فی حقها بالعدة نص عن ذلك فی تنویر الابصار والدرالمختار وغیرها من معتمدات الاسفار واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۳۹)

اعتراض: خط کشیدہ عبارت کہ فرج وذکر کو بہ نیت صالحہ چھونا موجب اجر وثواب ہے۔ کتب فقہ میں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۲ حصہ اوّل)

جواب: فتاویٰ شامی میں ہے:

و عن ابی یوسف سألت ابا حنیفة عن الرجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لیتحرك و علیها هل تری بذلك بأسا قال لاوارجو أن یعظم الاجر "ذخیرہ" ۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۳۴ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت امام یوسف سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا اس بارے میں کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو چھوئے اور عورت اپنے خاوند کی شرمگاہ کو چھوئے تاکہ تحریک پیدا ہو، کیا آپ اس میں کوئی مضائقہ دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں بڑے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

اگر "مصنف رضا خانی مذہب" کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قبول نہیں تو اسے چاہیئے کہ مسلک حنفی کو چھوڑ کر غیر مقلد وہابی بن جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیت کا لبادہ فقط عوام الناس کو دھوکا دینے کیلئے اوڑھ رکھا ہے۔

حدیث مبارکہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اپنی بیوی کا ہاتھ اس کو بہلانے کیلئے پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے جب مرد

پیار سے عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جاتا ہے اور جب غسل جنابت کرتا ہے۔ تو بدن کے جس بال سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک گناہ کم کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۳ طبع کراچی، از شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۳۸: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"ساس کی شلوار"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۳ حصہ اول)

عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۲۷ حصہ دوم)

جواب: اپنی سابقہ عادت بد کے مطابق "مصنف رضا خانی مذہب" نے مذکورہ بالا عبارت میں بھی خط کشیدہ الفاظ کو چھوڑ کر بد دیانتی کا ارتکاب کیا۔

تشریح: امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے بارادہ شہوۃ اپنی ساس کو جسم کے کپڑے کے اوپر سے چھویا اور جسم کی حرارت معلوم نہ ہوئی (یعنی کپڑا اس قدر موٹا تھا) تو حرمت ثابت نہ ہوگی ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں:

(ممنوسۃ بشہوۃ)

(بحائل لا یمنع الحرارۃ) ای ولو بحائل الخ فلو کان مانعا لا تثبت الحرمۃ کذا فی اکثر الکتب۔

(ردالمحتار صفحہ نمبر ۳۸۰ جلد ۲ طبع بیروت)

یعنی شہوت سے چھوئی گئی میں حرمت ثابت ہوگی جبکہ ایسا کپڑا حائل ہو جسم کی حرارت سے مانع نہ ہو پس اگر مانع ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ ایسے ہی اکثر کتب

(فقہ) میں ہے۔
رہا کنز الدقائق کی عبارت کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے اور اس کو امام احمد رضا کے فتویٰ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔
مفتی عزیز الرحمٰن (مفتی اوّل دار العلوم دیوبند) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:
مس بالشہوت سے اس وقت حرمت ثابت ہوتی ہے کہ بلا حائل غلیظ ہو پس اگر موٹے کپڑے کے اوپر سے مس کیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ کذا فی الدر المختار قال فی الشامی قولہ بحائل لایمنع الحرارۃ) ای ولو بحائل الخ۔ فلو کان مانعاً لا تثبت الحرمۃ کذا فی اکثر الکتب۔
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد ۷ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

عبارت نمبر ۳۹: "مصنف رضا خانی مذہب" نے درج ذیل عنوان لکھنے کے بعد "وصایا شریف" کی دو عبارتیں لکھ کر ان پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ "وصیت یا پیٹ پوجا"۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ اوّل)

عبارت نمبر ا: وصایا شریف میں فاتحہ کے سلسلے میں ہے: اعزاء سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرنی، اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ہو۔

جواب نمبر ا: ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بعد وصال ان اشیاء پر فاتحہ دلانے کا مقصد فقراء کی غمگساری و ہمدردی ہے کہ زندگی میں تو خود ان کی خبر گیری و دستگیری فرماتے رہے بعد انتقال کے یہ انتظام فرما گئے۔ مگر یہ فہرست سن کر مخالفین کے منہ رال ٹپکنے لگی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمیں اس میں سے کوئی حب بھی ملنے کا نہیں۔ اس لئے اس پر بھی اعتراض

جڑ دیا اور اسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی "وصیت اور پیٹ پوجا" سے تعبیر کیا حالانکہ اس سے پہلے والی وصیت میں صراحۃً فرما چکے ہیں۔

(پیٹ پوجا یہ گالی آج سے نہیں بلکہ دورِ رسالت مآب ﷺ سے غلامانِ رسول ﷺ کو دی جارہی ہے غزوہ تبوک میں شامل صحابہ کرام کے بارے میں منافقین نے کہا یہ ہمارے قراء (صحابہ کرام) پیٹو جھوٹے اور نامردے کیا روم کی با قاعدہ فوجوں سے جنگ کریں گے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۲۵۶ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۵ حاشیہ نمبر ۶ طبع لاہور) نیز رئیس المحرفین مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی کی کتاب اتمام البرہان کا مطالعہ فرمائیں کہ بزعم خویش شیخ الحدیث جی نے علمائے اہل سنت کو کیسے نوازا جو سبق اپنے بڑوں سے پڑھا اس کی خوب مشق کر رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

سرور کائنات ﷺ نے رب تعالیٰ سے دعا کی: اے اللہ میں نیکیاں کرنے اور برائیاں چھوڑتے رہنے اور مساکین سے محبت کرتے رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

جواب نمبر ۲: ہمارے دیار میں یہ ایک بری رسم جاری ہے کہ جو چیز خود کو اور گھر والوں کو پسند نہ ہو وہ غرباء و مساکین کو دے دی جاتی ہے آپ نے اس بری رسم کے خاتمے اور غرباء و مساکین کی پاسداری کیلئے ان چیزوں کا انتخاب فرمایا اور جبر نہ فرمایا بلکہ حکم دیا کہ اگر ان میں سے ایک چیز بھی میسر ہو جائے تو فاتحہ دلوا دینا۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ کھانے پینے کا ثواب اموات المسلمین کو پہنچتا ہے۔ اگر بعینہٖ یہ چیزیں ان کی پہنچتی تو پھر معترض کا اعتراض درست تھا۔ جب ایسا نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر یہ اعتراض لغو ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" کیلئے لمحہ فکریہ

وقت مرگ مشائخ دیوبند کی چل چلاؤ ملاحظہ فرمائیں:

کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ (دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخروقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی۔ حضرت (حسین احمد مدنی) نے بھی آخروقت میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا......اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کیلئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی تھی تو حضرت کیلئے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں نے لاہور سے سردا بھیجا۔ (الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ نمبر ۱۱۴)

عبارت نمبر ۲: وصایا شریف میں ہے:

رضا حسنین اور حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو۔ اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

''مصنف رضا خانی مذہب'' اس عبارت کے تحت لکھتا ہے:

رضا خانی امت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایک طرف تو قرآن و حدیث ہو، فقہ و ائمہ کرام کے اقوال ہوں اور دوسری طرف اگر احمد رضا خاں بریلوی کا کوئی حکم نامہ ہو تو یہ رضا خانی امت اس حکم پر ہر چیز قربان کر دیتی ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ رضا خانی امت کا دین وہ ہے جو احمد رضا بریلوی کی کتب سے ثابت ہے۔ الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۷ حصہ اوّل)

جواب: اصطلاحاً عملی احکام کو شریعت کہا جاتا ہے اور اعتقادات کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عوام و خواص سبھی جانتے ہیں کہ احکام شرعیہ بقدر طاقت ہیں۔ قرآن کریم ہے ''لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا'' مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت ضروری ہے اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ ''الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان'' اس جواب سے معلوم ہوا کہ اتباع شریعت کے ساتھ حتی الامکان کی قید نص قرآنی کے مطابق ہے اور دین و ایمان پر قائم رہنے کی مذکورہ تاکید اور اس کا ہر فرض سے اہم فرض ہونا بھی قرآن و حدیث کی ہدایت کے بالکل مطابق ہے۔

رہا یہ وسوسہ کہ میرا دین و مذہب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی الگ دین قائم کیا تو یہ صرف عناد اور ضد و نفسانیت کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے اگر کوئی مسلمان میرا دین و مذہب بولے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ وہ اسلام ہی کو اپنا دین و مذہب کہہ رہا ہے۔ مسلمانوں کے محاورات اور علمائے اسلام کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور کبھی کسی کو یہ خدشہ نہیں گزرتا کہ جس مسلمان نے اسلام کہنے کی بجائے میرا دین و مذہب کہا اس نے کوئی الگ دین قائم کر رکھا ہے۔ اس قسم کا وسوسہ صرف دیوبندی ذہن کی خصوصیت ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ دیوبندی ذہانت سے خوب آشنا تھے شاید اسی لئے میرا دین و مذہب کہنے پر اکتفا نہ کی بلکہ وضاحت کے ساتھ فرمایا "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اب اگر مخالفین کے پاس آنکھیں ہوں تو دیکھیں کہ امام اہلسنت کی کتابوں سے کون سا دین و مذہب ظاہر ہو رہا ہے۔ اسلامیان عالم تو ایک صدی سے دیکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہمیشہ اسی دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت فرمائی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جو چودہ سو برس سے صحابہ و تابعین، تبع تابعین آئمہ مجتہدین، محققین دین اور معتمد علمائے اسلام کا مذہب رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی مذہب پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اسے ہر فرض سے اہم فرض بتایا ہے۔

اطمینان قلب کیلئے چند شواہد ملاحظہ ہوں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم ۔

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا"۔

کیا اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارا ایجاد کردہ دین؟

۲۔ نکیرین قبر میں سوال کرتے ہیں "ما دینك" "تیرا دین کیا ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے: "دینی الاسلام" "میرا دین اسلام ہے۔ کیا اس کا یہ معنی ہے کہ میرا

ایجاد کردہ دین اسلام ہے۔

''مصنف رضاخانی مذہب'' کیلئے لمحہ فکریہ

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس شیخ زکریا سہارنپوری کے ملفوظات میں مولوی تقی الدین ندوی مظاہروی نے لکھا ہے (اس مجلس میں مولوی منظور نعمانی اور مولوی ابوالحسن ندوی بھی شریک تھے)

ارشاد فرمایا: مولوی منفعت علی صاحب جو میرے ابا جان (محمد یحیٰی کاندھلوی) کے شاگرد تھے، بعد میں حضرت تھانوی صاحب سے ان کا تعلق ہو گیا تھا انہوں نے مجھے ایک خط لکھا کہ تیری لیگ و کانگرس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں البتہ اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی و حضرت مدنی کو آفتاب و مہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔

ہمارے اکابر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔ (صحبت اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ بار اول ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء مجلس معارف سرکیس سورت گجرات)

ملاں سعید صاحب!

خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھئے یہاں تو صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو...... اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھوں میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہو۔

؎ تم بھلا پیچ نکالو گے میری قسمت کے\
اپنی زلفوں کے تو بل تم سے نکالے نہ گئے

عبارت نمبر ۴۰: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''الٹے بانس بریلی کو''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ احصہ اوّل)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جوان کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کیلئے بھیجے اس کیلئے کیا حکم ہے

الجواب: حرام حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے اثام۔

قال اللہ تعالیٰ یایھاالذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۳۷ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۲ حصہ اوّل)

الجواب: فرقہ وہابیہ: مقلد ہو یا غیر مقلد اپنے غلط عقائد و نظریات کی وجہ سے اہلسنت سے خارج ہے اور ان کا شمار بدعتی فرقوں میں ہوتا ہے۔ اور بدعتی کی تعظیم کرنا ایسا ہے جیسا کہ اسلام کی دیوار کو گرانے کا عذاب ہے۔ (مشکوٰۃ)

چونکہ بچوں کو ان کے پاس پڑھانے سے ان کی تعظیم ہوتی ہے اس لئے امام احمد رضا بریلوی نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر بغیر ارادۂ تعظیم کے کسی بے دین، کافر و مشرک سے تعلیم حاصل کی جائے تو یہ حرام نہیں اور ایسا کرنا صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنگ بدر کے واقعات تحریر کرتے ہوئے اسیران بدر کے حالات میں لکھتے ہیں:

ان میں ایک جماعت ایسی تھی جو کتابت کا ہنر جانتی تھی انہیں اس پر مقرر کیا ان میں سے ہر ایک انصار کے دو بچوں کو لکھنا سکھائے۔

(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۱۷۲ جلد ۲ طبع کراچی)

۴ھ میں حضرت زید بن ثابت نے یہود کی لکھائی سیکھی یعنی یہودیوں سے لکھنا سیکھا۔ (تاریخ اسلام از محمد میاں)

وہابیوں سے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کے تحت اور بغیر ارادۂ تعظیم اساتذہ تعلیم حاصل کی اور تمام عمر اس گمراہ فرقہ کی تردید کرتے رہے اور ان کے رد میں کتابیں تحریر کیں۔

عبارت نمبر ۱۴۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا

ہے

”رنڈیوں کا مال ہضم“۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۰ حصہ اوّل)

سوال: (ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اُسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔ مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں، تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی ضرورت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی الھندیہ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی۔ یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا گیا اگر ایسا نہ ہوا تو مذہب مفتٰی بہ وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کیلئے ہو، معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے۔

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقم مواقع التھم۔

جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔ الخ

اوّل تو اس کی چوکی اور فرش اور استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہی ہے جو اہل تقویٰ نہیں، اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کیلئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر

اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے۔ "ومن وقع حول الحمٰی اور شک ان یقع فیہ" "جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں بھی پڑ جائے گا۔

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۴۵،۱۴۴)

قارئین کرام!

سوال مذکورہ کا جواب مولانا احمد رضا بریلوی نے حدیث نبویہ اور فقہ کی کتابوں سے اس قدر واضح اور احتیاط سے دیا ہے جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ مگر مصنف رضا خانی مذہب نے سوال مذکورہ کے جواب کا کچھ حصہ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔ جو کہ سراسر کذب بیانی اور فریب ودھوکہ دہی پر مشتمل ہے۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی کا فتویٰ

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے اگر اس مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی۔ اس طائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اسی قدر قرض لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کر دے

(مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۱۸ طبع لکھنو ۱۹۳۵ء)

(ماهو جوابكم فهو جوابنا)

عبارت نمبر ۴۲: حضرت سید عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سید احمد کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے جاتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ بدوی حدیث میں ارشاد ہوا: النظرة الاولیٰ لك والثانية عليك: پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا پھر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا، عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں، اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانی نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کر دی۔ آپ سکوت

میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور یہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو ارشاد ہوا' انہوں نے آپ کو نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

(ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۲۹، ۳۰ طبع لاہور)

جواب نمبر ۱: واقعہ مذکورہ نقل کرنے کے بعد ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے اس پر تبرا بازی اور بازاری زبان استعمال کی ہے۔ الامان والحفیظ۔ شیطان لعین بھی پناہ مانگتا ہوگا۔

واقعہ مذکورہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کہ عندالفریقین مسلمہ ولی کامل ہیں۔

مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور کے سامنے اپنے آٹھ رفقاء کی معیت میں بخاری شریف پڑھی۔ (فیض الباری جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۰ طبع قاہرہ)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے: علامہ شعرانی اپنے وقت کے قطب تھے۔ (حاشیہ الدر المنضود حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۴ تھانہ بھون ۱۳۳۵ھ)

مگر آج تک مسلک دیوبند سے وابستہ کسی جید محقق عالم نے مذکورہ واقعہ کی وجہ سے علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہلکے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ محض واقعہ نقل کرنے کی بناء پر امام احمد رضا بریلوی پر طعن کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔

حضرت کریب مولیٰ ابن عباس کو حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لی۔ جب ان کی باری کا دن آیا تو عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ فرمایا کیا تم یہ کام کر چکی ہو۔ عرض گزار ہوئیں کہ ہاں۔ فرمایا کہ اگر تم اپنے ماموں کو دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ اجر ہوتا۔ (بخاری کتاب الھبہ صفحہ نمبر ۸۹۸)

مسئلہ: کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استثنیٰ کیا یا شرط کی کہ تم اس کو واپس کر دینا یا

آزاد کر دینا یا ہدیہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض کوئی شئے (غیر معین) مجھے دے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہوتا ہے۔

(ہدایہ، درمختار)

<u>مسئلہ:</u> کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اسے آزاد کر کے ہبہ کیا صحیح ہے۔ (درمختار)

جب حدیث وفقہ کی رو سے کنیز (شرعی باندی جو بصورت ملک بغیر نکاح حلال ہے) کا ہبہ ثابت ہے تو پھر واقعہ مذکورہ پر اعتراض بے معنی ہے۔

فتح علی

- حشمت حسین (ف ۱۲۷۴ھ)
  - عبدالرحیم
- مولانا ولایت علی (فرزند کلاں)
  - انا عبداللہ
    - عبدالقدوس ۱
    - مطیع اللہ ۲
    - امان اللہ ۳
    - عبدالسبوح ۴
  - رحمت اللہ (ف بچپن)
  - ہدایت اللہ (۳۵ سال)
  - عبدالرحمٰن (لاولد)
  - عبدالکریم
  - محمد حسین (ف بچپن)
  - محمد حسین (ذبح ف ۱۳۰۷ھ ۱۸۸۹ء)
  - زینب (ف بچپن)
- مولانا عنایت علی
  - حافظ عبدالحمید
- طالب علی (وفات در جنگی)
  - ہاجرہ

باب ہفتم
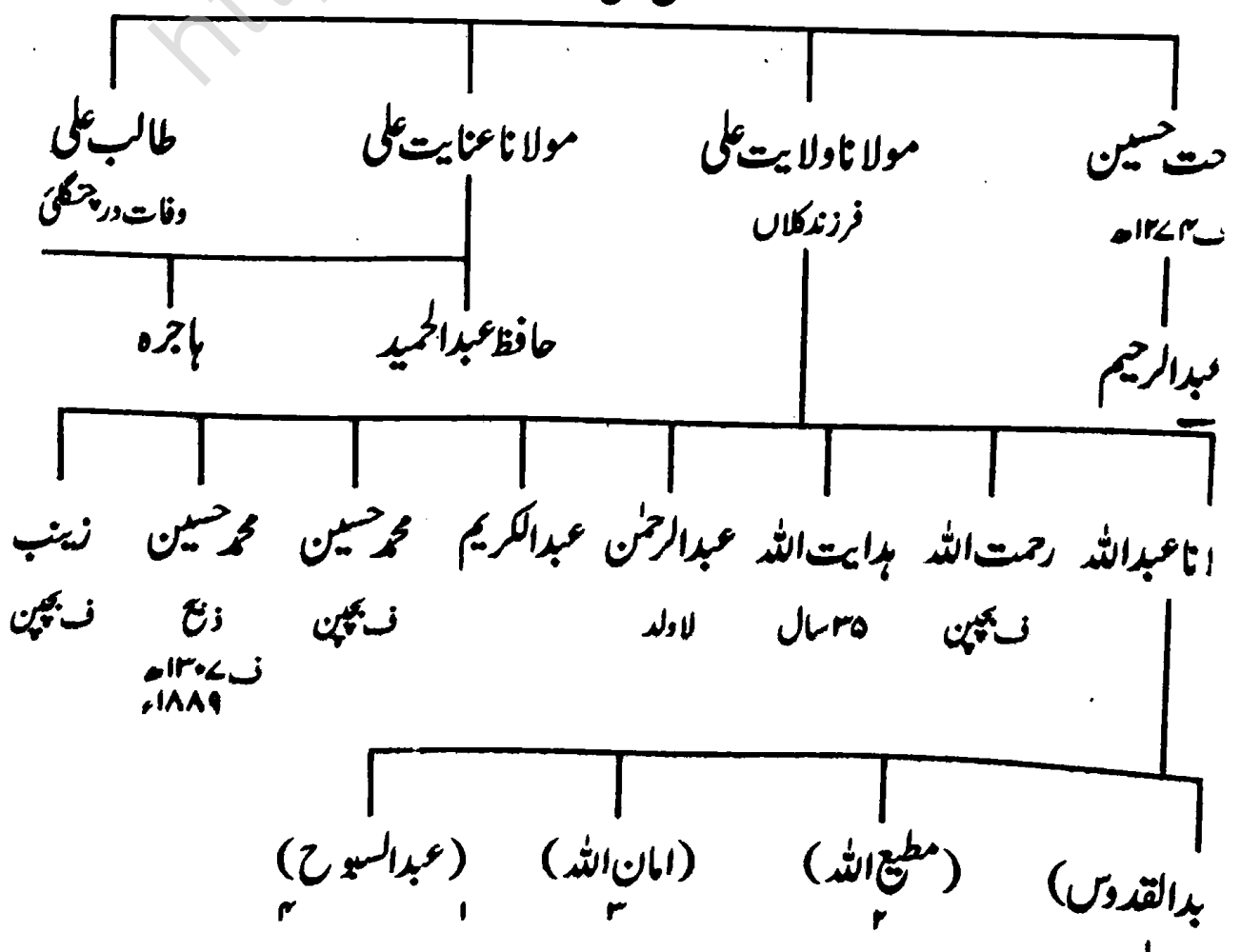
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شانِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ میں کہے گئے اشعار پر معترضین کے اعتراضات کا مسکت جواب

؎ مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں! اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۴ طبع مسلم کتابوی لاہور)

لغات: مرغ (فارسی): مرغا۔ بولتے ہیں: بانگ دیتے ہیں۔ ہاں: البتہ۔ اصیل: اچھی نسل والا، شریف النفس۔ نوا سنج: آواز دینے والا۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اے شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) تمام جہان کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں مگر ہر وقت نہیں بلکہ بانگ دیتے ہیں اور پھر ایک عرصہ تک خاموش ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ کا مرغ جو بڑی اچھی نسل والا ہے۔ ہمیشہ آواز دیتا رہے گا اور خاموشی اختیار نہیں کرے گا۔

مطلب یہ ہے کہ تمام اولیاء کرام اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے برگزیدہ و مقرب بندے ہیں مگر ان کی روحانیت اور عظمت و رفعت کا دائرہ محدود ہے لیکن حضور غوثِ اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کی شان و شوکت کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔ اور مندرجہ بالا شعر میں حضرت ابوالوفا

رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) یہ دَور تو ہمارا ہے لیکن عنقریب عراق میں تمہارے مرغ کے سوا تمام مرغ خاموش کردیئے جائیں گے اور تمہارا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا۔ (یعنی تمہارا چراغ روحانیت قیامت تک روشن رہے گا)۔

(قلائدالجواہر، صفحہ نمبر ۸۴، محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ) (بہجۃ الاسرار، صفحہ نمبر ۴۱۵، ابوالحسن شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ)

(نزہۃ الخاطر، صفحہ نمبر ۹۱، ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں ذرہ بھر کلام نہیں ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت ہیں اولیاء اللہ میں ان کو برتری حاصل ہے ان کی برکات کا آفتاب روز حشر تک ضیاباریاں کرتا رہے گا۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، محمد دین کلیم)

نوٹ:۔ مثال کے بیان کرنے سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے ساتھ مثال دی جارہی ہے مثال اس کا عین ہو اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہو۔

حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

انه لا يلزم من تشبيه الشئى بالشئى مساواته له -

(المنار المنیف صفحہ نمبر ۴۰ طبع بیروت)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

چمن ولایت میں سب مرغان چمن اپنے اپنے وقت پر بول کر چپ ہو گئے لیکن آپ (عبدالقادر جیلانی) ایک ایسے اصیل مرغ ہیں جو چمنستانِ ولایت میں ہمیشہ نوا سنجی کرتا رہے گا۔

قارئین کرام!

غور کریں کہ یہ الفاظ شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں سخت بے ادبی اور گستاخی پر

مبنی ہیں کیونکہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو اصیل مرغ کہنا یہ کون سی تعظیم وتکریم ہے۔الخ
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۲ حصہ اوّل)

؎ تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵)

لغات:۔ نوشاہ: نوجوان، دولہا۔ براتی: وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دولہا کے ہمراہ جاتے ہیں۔ گلزار: چمن، مجازاً دنیا۔ فصل: موسم، موسم بہار۔ سمن: چنبیلی کا پھول ۔ گوندھ کے: پروکر۔ سہرا: پھولوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر پر باندھی جاتی ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک نوجوان دولہا ہیں اور آپ سے عقیدت وارادت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمت خدا کے موسم بہار نے رحمت وکرامت کی چنبیلی کے پھولوں کو صرف آپ کیلئے پروکر سہرا بنایا ہے۔یعنی آپ کا علم وعرفان شباب پر ہے اور آپ پر لطف خداوندی بھی عروج پر ہے۔اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین ومعتقدین بھی نوازشات وعنایات سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔اگرچہ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) بھی نوجوان ہیں مگر میں ان کے سر پر دو جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں یہ جھنڈے ولایت کے ہیں ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک ہے میں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلیٰ پر سنا ہے۔ کہ انہیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے۔جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔جب شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی آپ کے پاس آتے تو آپ انہیں مرحبا مرحبا الجبل الراسخ والطور المعالی وسید العارفین کے خطابات سے استقبال کرتے۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور ۱۴۰۲ھ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

"مصنف رضاخانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی حضرات اجازت دیں تو میں ان کے اعلیٰ حضرت سے ایک سوال کرلوں کہ حضرت جی دولہا تو بڑے پیر ہوئے اور براتی تمام کائنات اور سہرا فصل بہار لائی جس کا علم آپ ہی کو ہوگا کہ وہ کن کن پھولوں اور پتیوں سے ترتیب دیا ہوگا مگر دلہن کو بتانے میں آپ کیوں شرما گئے یہ بھی بتا دیتے تو آج آپ کی امت کو الجھن نہ ہوتی۔ غالباً دلہن آپ ہوں گئے۔ اور عام طور پر دلہنیں شرمیلی ہوتی ہیں۔ تو آپ نے شرم کے مارے اپنا ذکر نہیں کیا، ہاں یہ بات تو آپ بالکل ہی بھول گئے کہ نکاح کس نے پڑھایا وہ شاید کوئی برہمن ہوگا۔ الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۵ حصہ اوّل)

(ا کان کھول کر سنیئے برہمن رشید احمد گنگوہی کا مولوی محمد قاسم نانوتوی سے نکاح ہوا میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کو فائدہ بھی ہوا یقین نہ آئے تو تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۲۸۹ جلد ۲ طبع لاہور پڑھ کے تسلی کرلیں پھر بھی تشنگی محسوس کریں تو ارواح ثلاثہ صفحہ نمبر ۲۷۳، ۲۷۴ طبع لاہور دیکھ لیں وہاں تو رشید احمد بھرے مجمع میں محمد قاسم نانوتوی کے ساتھ نازیبا حرکت کرتے ہوئے نظر آئیں گے ساتھ تھانہ بھون کے رنگین مزاج اشرف علی تھانوی اس عمل کی وکالت کرتے ہوئے نظر آئیں گے)

(ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۶)

لغات:۔ گردنیں: جمع گردن۔ جھکنا: مجازاً تواضع کرنا۔ سر بچھ جانا: سر زمین پر رکھ دینا۔ دل لوٹ گئے: دل دہشت زدہ ہو گئے۔ کشف ساق آج کہاں: یعنی تجلی الٰہی کا یہ ظہور نہ تھا اس میں قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود (پ ۲۹) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے اہل ایمان اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے۔ مگر منافق و کافر

سجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ قدم: پاؤں۔

ع جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ قیامت کے دن آپ کے قدم پاک کی تجلی کو دیکھ کر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدے ہو گئے حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ قدم غوث الثقلین کے نور کا کرشمہ تھا۔

"مصنف رضا خانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

(مولوی احمد رضا) خدا اور رسول کو چھوڑ کر ایک نیا خدا بناتے ہیں۔ جب نیا خدا تجویز کر لیا تو پھر اس کے بارے میں بھی متضاد باتیں کر کے قوم کو چکر میں ڈالنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا کہ قوم ان سے بھی متنفر ہو کر سرے سے اسلام کا انکار کر دے...... آپ سرکار انگریز کے دربار میں پرواز کرنے والے ہی تھے کہ یکا یک دھماکہ ہوتا ہے جس سے کل کائنات لرز جاتی ہے اور خان صاحب بریلوی اس دھماکے کی آواز سن کر قصر رضا خانیت سے باہر نکل کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ دھماکہ کیا تھا لوگ کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور یہ دھماکہ ان کا اعلان نبوت ہے یہ اعلان سنتے ہی اعلیٰ حضرت پر اوس پڑ جاتی ہے، اور اپنے خوابوں سے مایوس ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انگریز سرکار نے تسلی دی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۶ حصہ اوّل)

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۴۴)

لغات:- ذی تصرف: صاحب اختیار، جسے کمی وبیشی کا اختیار ہو۔ ماذون: اجازت دیا ہوا۔ مختار: جسے اختیار دیا گیا ہو، با اختیار۔ کار عالم: دنیا کا کام۔ مدبر: تدبیر کرنے والا۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صاحب اختیار صاحب اجازت اور کائنات کے مدبر ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون و مختار ہیں کہ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔

(ارشادت رحیمیہ، صفحہ نمبر ۴۴ طبع دہلی ۱۳۳۳ھ، از حضرت شاہ عبدالرحیم حنفی فاروقی والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

شیخ عارف سنجاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ وہ شخص خوش قسمت ہے اور بشارت ہے اس کیلئے جو آپ کی صحبت میں بیٹھا، جس کے قلب میں آپ کا تصور آیا۔

(قلائد الجواہر، صفحہ نمبر ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء محمد یحییٰ تاذفی)

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا ابو نجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میں اس ہستی (عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کا احترام کیسے نہ کروں...... جو موجودہ دور میں عالم تکوینی میں منفرد ہیں۔ جن کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے احوال کو چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔ (قلائد الجواہر صفحہ نمبر ۲۶۴)

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل وعقد و بسط و کشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

حضرت عبدالعزیز دباغ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر غوث وقطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کام یا تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں، مگر پھر بھی اسے نبوت یا رسالت نہیں کہا جاتا مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔ (الابریز، اردو ترجمہ، خزینۃ المعارف صفحہ نمبر ۴۱۷ طبع لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے متعلق خدمت وارشاد وہدایت واصلاح قلوب وتربیت نفوس وتعلیم طرق قرب وقبول عند اللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں...... دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ ہو دوسروں پر حاکم ہوتا ہے۔ اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام ہوتی ہے۔ جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔ (التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

مولوی نذیر احمد عرشی دیوبندی لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے سپرد "خلق اللہ" کی ہدایت و ارشاد قلوب کی اصلاح، نفوس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے اور یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں......دوسرے وہ حضرات ہیں جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور میں تصرف کرتے رہتے ہیں ان کو اہل تکوین کہتے ہیں۔

(مفتاح العلوم (شرح مثنوی) دفتر اوّل حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۷۴)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تصرف بھی فرما سکتے ہیں خدا کی طرف سے انہیں

اجازت ہے آپ سب اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کارخانہ کائنات کو چلا ہی آپ رہے ہیں۔(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۲ حصہ اوّل)

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو تیرا سائل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۵)

لغات:۔سالک: قرب خداوندی کا راستہ طے کرنے والا۔**واصل:** جس کو قرب خداوندی حاصل ہو۔**سائل:** سوال کرنے والا۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے غوث اعظم (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) سالک ہو یا واصل، سالک کو قرب خداوندی کا راستہ طے کرنے کیلئے اور واصل کو مقام قرب پر استقامت کیلئے آپ کی حاجت وضرورت ہے کیونکہ آپ اپنے زمانے سے لے کر قیامت تک کے اولیاء کے سردار، راہنماء وہادی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام غوثیت پر فائز فرمایا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے ظاہری و باطنی احوال پر نظر رکھتے ہیں کوئی ولی اپنے ظاہری و باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرسکتا ایسے ولی اللہ جو بارگاہِ الٰہی میں ہم کلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں وہ بھی حضرت غوث اعظم کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے ان اولیاء وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۳ء، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راہ ولایت میں فیوض و برکات جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ (سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے واسطہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے

علاوہ اور کسی کو میسر نہیں۔ (خلاصہ) (مکتوبات صفحہ نمبر ۱۲۳ جلد ۳)

عارف باللہ شیخ ابراہیم غارب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سرتاج محققین کے شیخ صدیقین کے امام عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصۃ المفاخر، صفحہ نمبر ۱۸۰، امام یافعی)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

سالک سے اولیاء کرام اور واصل سے انبیاء کرام مراد ہوتے ہیں، اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے شعر کا ترجمہ کیجئے جو یوں ہوگا کہ اے غوث! انبیاء کرام ہوں یا اولیاء کرام، وہ سب کے سب آپ کے در کے سوالی اور بھکاری ہیں (ھذا بہتان عظیم) اب خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس ایک ہی شعر میں بریلویوں کی فرضی محبت کا بھرم ختم نہیں ہو جاتا۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۹ حصہ اوّل)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

خوباں چوگل بوعظ عبدالقادر
اعیان رسل بوعظ عبدالقادر

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۶۶)

لغات: ولی: اللہ تعالیٰ کے دوست، اللہ جل جلالہٗ کے محبوب۔ مرسل: انبیاء کرام، مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی محفل وعظ و نصیحت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اولیاء کرام تو کیا، انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مجلس میں تشریف لاتے ہیں جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوۃ ابی سعید اقیلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ میں چند انبیاء کرام اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلاموں کو شرف بخشتے ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور) (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور)

(ابی سعید قیلوی حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے حضرت غوث اعظم کے دست اقدس سے خرقہ خلافت وارادت حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۶۱ء میں وصال ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

شیخ عبدالقادر اربلی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جامع العلوم میں لکھا ہے کہ ایک دن غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ جلدی سے نیچے کی سیڑھی پر اتر آئے اور دست بستہ متواضع کھڑے ہو گئے پھر کچھ دیر بعد منبر پر چڑھے اور اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ فرمایا، حاضرین میں سے بعض نے اس کیفیت کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو میں ادباً نیچے کی سیڑھی پر اتر آیا اور جب تشریف لے جانے لگے تو مجھے اپنی جگہ بیٹھ کر وعظ کرنے کا حکم دیا۔ (تفریح الخاطر، صفحہ نمبر ۹۴، از علامہ عبدالقادر اربلی بغدادی)

حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے، پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا۔ اس پر ریشمی فرش بچھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہارا دیا...... چند لمحوں کے بعد یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی رؤیت کے متعلق سوال کیا

گیا تو آپ نے فرمایا کہ ارواح عنصری شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ ارواح کو دیکھنے کی قوت عطا کر دے وہ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ نمبر ۷۴، از ملا علی قاری حنفی)

حضرت ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بیشک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسا کہ زمانہ میں ہوائیں۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں زمین و آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ طبع استنبول، ترکی)

(نوٹ): دوسرے شعر کی بھی یہی شرح ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس شعر میں تو احمد رضا نے حد ہی کر دی تمام دنیا کا مرکز حضرت عبدالقادر جیلانی کو قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ تمام دنیا کا مرکز تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے احمد رضا خاں بریلوی دراصل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کے قائل نہ تھے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اس شعر میں اجرائے نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ بندہ خدا کو ذرا بھی شرم و حیاء نہ آئی اتنی بڑی دلیری بغیر دلیل کے کیسے کی جا سکتی ہے۔ الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶۳ حصہ اوّل)

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یاغوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

لغات:۔ ملک: فرشتہ۔ مشغول: مصروف۔ ثنا: تعریف۔ ذاکر: ذکر کرنے والا

۔شاغل: مشغول۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں اور چونکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے حسین لمحات اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر، عبادت و ریاضت، درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں گزارے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ (اپنی شان کے لائق) کرتا ہے۔

مصرعہ ثانی مندرجہ ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

"فاذکرونی اذکر کم"۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۲)

ترجمہ: "تو مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔ (البیان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کی جماعت میں تذکرہ کرتا ہوں۔ (خلاصہ) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۶)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غوث اعظم کے ذکر میں لگے رہتے ہیں یہ کتنا بڑا کفر ہے......مگر ایک اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ یہ تصور غلط ہے بلکہ ہر بات فرسودہ ہوگئی ہے، پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت سے اپنی اخروی زندگی کے تحفظ کے سامان مہیا کرتے تھے مگر اب قانون بدل گیا ہے، اب اللہ تعالیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کی عبادت کرکے اپنی خدائی کے بچانے کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶ حصہ اوّل)

؎ وہیں سے ابلے ہیں ساتوں سمندر
جو تیری نہر کا ساحل ہے یاغوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۶)

لغات:- اُبلے: جوش کھانا۔ ساحل: جھیل، دریا اور سمندر کا کنارہ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے:

"والبحر یمدہ من بعدہ سبعة ابحر"۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ: "اور سمندر (سیاہی) اس کے بعد اور سات سمندر"۔ (البیان)

جس طرح خالق کائنات نے مادی دنیا کی سیرابی کیلئے سات سمندر پیدا فرمائے ہیں۔ اسی طرح روحانی دنیا کے فائدے کیلئے اولیاء کرام کے سات طبقات ہیں جن کو اس شعر میں سات سمندروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سات سمندروں کے نام

۱۔......بحر کرمان۔

۲۔......بحر قلزم۔

۳۔......بحر ہند۔

۴۔......بحر عمان۔

۵۔......بحر روم۔

۶۔......بحر مغرب۔

۷۔......بحر طبرستان۔

اولیاء کرام کے سات طبقات

۱۔......اولیاء ابدال۔

۲۔......اولیاء اقطاب۔

۳۔......اولیاء اوتاد۔

۴۔......اولیاء نقباء۔

۵۔......اولیاء نجباء۔

۶۔...... غوث یا مجدد۔

۷۔...... عام اولیاء کرام۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ ساتوں سمندر جو اہل رہے ہیں یعنی طریقت وروحانیت کے تمام سلاسل جو اس وقت اوج ثریا پر ہیں آپ ہی کی ذات کے مرہون منت ہیں کیونکہ آپ قاسم ولایت ہیں گو تمام سلاسل طریقت اپنے اپنے مقام پر ایک سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں مگر آپ کے بحر طریقت کے کنارے ہیں اور آپ کے مقام تک رسائی ناممکن ہے۔ آپ اولیاء کاملین کے پیشوا وسردار ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایت و برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہوں گے۔ بغیر ان کے واسطے اور وسیلہ کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا۔ (خلاصہ) (مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ۳)

شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مقامات غوثی قطبی، قطب الاقطابی سے ترقی کر کے مقام محبوبیت تک پہنچ گئے تھے، اس مقام سے اوپر کوئی مقام کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوا
(اقتباس الانوار (اردو) صفحہ نمبر ۷۹ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

نیز فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم کی ولایت تمام مشائخ کی ولایت سے بالاتر ہے اس وجہ سے کہ آپ مرتبہ محبوبیت سے سرفراز ہوئے اور اگر کوئی ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے پہنچے گا بلکہ جتنے سلاسل جاری ہوئے ہیں سب حضرت غوث اعظم کی وساطت سے جاری ہوئے ہیں۔ اور قیامت تک انکی شان و شوکت حضرت شیخ کے طفیل برقرار رہے گی اور جس قدر مشائخ عظام کہ اپنے حلقہ ہائے

طریقت کے سربراہ ہیں سب نے غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کی ہے۔(اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں۔ اور تمام کائنات کے انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔(نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۶ طبع فیصل آباد)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی حضرت غوث اعظم کی ایک نہر ہے اور اسی کے کنارے سے سات سمندر نکل رہے ہیں۔ اس شعر پر تو داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا، پہلے تو ہم سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ سمندر بڑا ہوتا ہے اور سمندر سے دریا اور دریا سے نہریں نکلتی ہیں مگر بریلوی مزاج کی تنصیب ہی شاید الٹی ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت غوث اعظم کی ایک نہر کے کنارے سے سات سمندر نکلتے ہیں اسے کون عقلمند تسلیم کرے گا اور فرزندانِ ملت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ حضرات اس شعر کا مطلب بتا سکتے ہیں؟ یا اسے ایک پاگل کی حالت سکر کی گفتگو کہیں گے۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۸ حصہ اوّل)

؎ کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا!
رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یاغوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۷)

لغات: سائل: سوال کرنے والا۔

شعر کے پہلے مصرعہ میں حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قول کی طرف

اشارہ ہے جس کو مندرجہ علماء اہلسنت کے علاوہ دیگر اجلہ علماء کرام نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ابو المعالی کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ شیخ ابوالحسن علی خباز رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا:

جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد رسی کرتا ہے وہ مصیبت اس سے ہٹالی جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے وہ حاجت پوری کردی جاتی ہے۔ (خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو جو کوئی شخص مصائب و مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے اور جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

شیخ مومن بن حسن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''منن'' (یعنی لطائف المنن والاخلاق) میں کہا ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام نہایت ہی نفیس ہے اس میں خوب تدبر کرو۔ ''والحمد للہ رب العالمین''۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بعض منظوم کلام یہ ہے۔

انا قطب اقطاب الموجود حقیقۃ
علی سائر الاقطاب قولی و حرمتی

ترجمہ: میں حقیقتاً دنیا کے اقطاب کا قطب ہوں۔ تمام اقطاب پر میرا حکم اور احترام واجب ہے۔

توسل بنا فی کل ہول شدۃ
اغیثک فی الاشیاء طرا بہمتی

ترجمہ: مصیبت اور سختی میں ہم سے توسل کرو میں اپنی ہمت سے تمام امور میں تمہاری مدد کروں گا۔ (نور الابصار صفحہ نمبر ۲۵۲ طبع اوّل فیصل آباد)

حدیث قدسی میں ہے (جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے متعلق فرماتا ہے۔

لان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳ طبع کراچی) (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔

مصرعہ ثانی کا مطلب یہ ہے کہ اے غوث پاک رضی اللہ عنہ آپ کے فرمان عالی کے مطابق احمد رضا تجھ سے تیرا سوال کرتا ہے کہ آپ میرے ہو جائیں۔

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی آپ نے جو فرمایا ہے جو مجھ سے مانگو میں وہی دوں گا اس لئے میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں، یہاں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی نے خیانت سے کام لیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہیں ایسا نہیں فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔ کیا طائفہ رضا خانیہ اپنے نام نہاد مجدد کے اس جھوٹ کو درست کر سکتا ہے............ کیا اعلیٰ حضرت بریلوی

نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو خدا بنانے کی کوشش نہیں کی۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۹ حصہ اوّل)

ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۷)

لغات: ملک: فرشتہ۔ عالی: اعلیٰ، اونچا۔ سافل: ادنیٰ۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ ملائکہ، بشر اور جنات ہی کے نزدیک صاحب تعظیم نہیں بلکہ (اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے ہر) اعلیٰ و ادنیٰ یعنی سالک و واصل اور خواص و عوام کے نزدیک بھی آپ ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں دس برس کا تھا کہ اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کیلئے جایا کرتا تھا تو میں اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب میں مدرسہ میں پہنچتا تو میں انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ ہٹ جاؤ، اللہ کے ولی کو بیٹھنے کو جگہ دو۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور ۱۹۸۵ء، از محمد دین کلیم)

شیخ ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جس وقت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات (میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) کہی حق تعالیٰ نے مجھے یہ مشاہدہ کرایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملائکہ مقربین اور اولیاء متقدمین و متاخرین یعنی زندہ اولیاء کرام اپنے جسم کے ساتھ اور وصال شدہ اپنے ارواح کے ساتھ موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ کو خلعت زیب تن کرائی اور ملائکہ اور رجال الغیب حضرت شیخ کی مجلس کے گرداگرد ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔

(اقتباس الانوار، صفحہ نمبر ۱۹۲، از محمد اکرم قدوسی)

حضرت شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب شیخ عبدالقادر جیلانی نے "قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی اللہ" فرمایا تو اس وقت ملائکہ نے زبان حال سے کہا اے اللہ کے بندے آپ نے سچ فرمایا۔

(بہجۃ الاسرار، صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۵ء، ابوالحسن شطنوفی الشافعی علیہ الرحمۃ (م ۷۰۳ھ)

حضرت ابونظر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضری میں اپنے معمول سے زیادہ دیر لگائی جب جنات حاضر ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جس وقت ہم غوث الثقلین کی مجلس میں حاضر ہوں تو ہم کو اس وقت نہ بلایا کریں، میں نے ان سے کہا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا حضرت کی مجلس میں انسانوں کی نسبت ہم لوگ بکثرت حاضر ہوتے ہیں اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے اور اسلام قبول کیا ہے۔ (قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

(امولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں: وذکر مؤلف الحصن الحصین محمد بن محمد الجزری فی تذکرة القراء ان مؤلف بهجة الاسرار کان من اجلة مشائخ مصر وکان بینه وبین الشیخ عبدالقادر واسطتان انتهی (الآثار المرفوعہ صفحہ ۶۲ طبع گوجرانوالہ)

امام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الفقہاء والفقراء، امام زمانہ، قطب دوراں اور شیخ الشیوخ تھے۔ (قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بغداد میں شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر منزلت و مرتبت حاصل ہے کہ کل اقطاب، ابدال، اوتاد اور افراد آپ کے زیر نگیں ہیں اور آپ سب کے قائد ہیں۔ (فتوحات مکیہ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۱)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پادشاہ ہر دوعالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۳)

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا!
سلطان دوعالم قطب علیٰ حیران زجلالت ارض وسما

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۱۲۳)

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ستون ہیں۔ آپ ان اولیاء کاملین میں سے ہیں جن کی ولایت پر امت محمدیہ کے علماء وغیرہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔(جامع کرامات اولیاء)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات بے شمار ہیں جن کو گنا نہیں جاسکتا اور میں جن اونچے اور مشہور اماموں سے ملا ہوں انہوں نے مجھے بتایا کہ شیخ کی کرامات متواتر ہیں یا قریب متواتر ہونے کے ہیں۔اور بالاتفاق یہ بات معلوم ومشہور ہے کہ جس قدر کرامات حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئی ہیں اس زمانہ کے دوسرے مشائخ سے اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔(نفحات الانس (مترجم) صفحہ نمبر ۶۴۳)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قطب الاقطاب، فرد الاحباب، الغوث الاعظم، شیخ شیوخ عالم، غوث الثقلین، امام الطائفین، شیخ الطالبین، شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ، از اکمل الاولیاء اہل بیت از اعاظم سادات حسنیہ است۔(اخبار الاخیار (فارسی) صفحہ نمبر ۹)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

سیدنا وشیخنا القطب الربانی والغوث الصمدانی الشیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الجیلانی (رحمۃ اللہ علیہ)۔(الآثار المرفوعہ صفحہ نمبر ۱۷)

صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں:

کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوائل میں فرمایا کرتے تھے کہ پہلے مجھے عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام روئے زمین شرق سے غرب تک یعنی تمام بحر و بر جبال میرے سپرد ہیں اور اس وقت اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی ایسا نہ تھا جو کہ آپ کی قطبیت تسلیم نہ کرتا ہو اور آپ قطب اکبر اور فرد احباب تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انسانوں کے بھی شیخ ہیں ملائکہ کے مشائخ ہیں اور جنات کے بھی مشائخ ہیں وانا شیخ الکل (اور میں سب کا شیخ ہوں)۔(اقتباس الانوار، صفحہ نمبر ۲۰۹ طبع لاہور، محمد اکرم قدوسی چشتی)

مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب، امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقامات غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں اسی وقت آپ نے اپنے متعلق فرمایا "میرے یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہیں" اور تمام اولیاء اللہ نے سر تسلیم خم کیا۔ اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اور تمام بزرگ آپ کے تحت فرمان ہیں۔(غوث اعظم، صفحہ نمبر ۵ طبع لاہور ۱۹۷۸ء، مولوی احتشام الحسن کاندھلوی

محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ بلند، اصفیاء کے سرتاج، شیخ الاسلام اور پیشوا کے القاب سے یاد کیا ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور

حافظ ابن رجب اپنے طبقات میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ان القابات سے یاد

کرتے ہیں۔ شیخ زماں، سرور اہل طریقت، پیشوائے خدا شناساں، سلطان پیر۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۲)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

عالی میں جبرئیل علیہ السلام اور سافل میں تمام انبیاء کرام داخل ہیں یعنی اے شیخ عبدالقادر جیلانی آپ جبرئیل اور تمام نبیوں کے پیر ہیں۔ یہ تمام انبیاء کرام کی سخت توہین ہے تمام مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ سب کائنات نبی علیہ السلام کی مرید ہے اور احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اس سے بڑھ کر کیا کفر ہوگا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۱، حصہ اوّل)

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۸)

لغات: احد: اکیلا، ایک، اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی۔ احمد: بڑا سراہنے والا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی مقدس نام سے دی تھی (القرآن الکریم)۔ کن: خداوند تعالیٰ کا حکم، ہوجا، وجود میں آجا۔ مکن: نہ ہو۔

(افعل مبالغۃ فی صفۃ الحمد ومحمد مفعل مبالغۃ من کثرۃ الحمد وھو صلی اللہ علیہ وسلم اجل من حمد وافضل من حمد واکثر الناس حمدا فھو احمد الخ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، صفحہ نمبر ۸۲ طبع فیصل آباد، از امام مہدی الفاسی)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات جل جلالہ نے علم وحکمت عطا فرمائے اور وہ تمام کمالات ومراتب اور محاسن جو مخلوق کے شایان شان تھے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدرجہ اتم عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام

درجات و مراتب بارگاہ خیر الانام سے حاصل ہوئے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی صفت کن و مکن کا مظہر اور صاحب مرتبہ بنایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کو کن (ہوجا) اور مکن (نہ ہو) کا اختیار حاصل ہے۔اور یہ سب کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوکر سرانجام دیتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سالکین اہل زمین کا مطلوب، مکارم اخلاق کے تکمیل کرنے والے، کاملوں کو درجہ کمال تک پہنچانے والے ہیں۔(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۲)

خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنادیا، حتیٰ کہ شیخ محی الدین (عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) مجدد دین بن گئے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے۔

لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال و کمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اور انکا کمال درحقیقت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال ہے۔

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۶ طبع کراچی)

شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تربیت سے آپ کو کمالات لطیفہ قلب عطاء ہوئے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کبریٰ آپ کو عطاء ہوئی۔(اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۸۷ طبع لاہور)

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

......یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء اور ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوینی یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں اور وہ خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اسے انشراح صدر ہوتا ہے اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے

علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شئے کو کہہ دوکہ کن (ہوجا) وہ فوراً ہوجاتی ہے۔ پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شئے کو کہہ دے گا کہ کن (ہوجا) وہ تیرے اذن سے ہوجائے گی۔ (فتوح الغیب (مترجم) صفحہ نمبر ۲۰۸ طبع لاہور

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف و کرامتوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳۹ طبع لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں: (ہمعات (فارسی) صفحہ نمبر ۶۱ طبع ۱۹۶۴ء) (ہمعات (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۷

تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے !

تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۷۸

لغات: تصرف والے: کمی وبیشی کرنے والے، صاحب اختیار (اولیاء اللہ کا ایک طبقہ) مظہر: اظہار کرنے والے۔

مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اے غوث پاک آپ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک جتنے بھی صاحب تصرف اولیاء اللہ پیدا ہوں گے وہ آپ ہی کے مظہر ہیں اور ان کے پردے میں آپ کی ہی روح کن کہنے والی ان کی ولایت، عظمت و کرامات اور اختیار و تصرف آپ ہی کے فیضان کا کرشمہ ہے اور ان کی رفعت و عظمت سے آپ کی ہی شان و بلندی کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم کے زمانہ سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد،

نقباء، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایت میں، برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہوں گے بغیر ان کے واسطے اور وسیلہ کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں ہوسکتا۔ (مکتوبات، مکتوب نمبر ۱۲۳ صفحہ نمبر ۶۰ اطبع کراچی)

شیخ نجم الدین ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میرے بھائی ابراہیم اعرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ محققین کے شیخ، صدیقین کے امام، عارفین کیلئے حجۃ اللہ اور سالکین کیلئے بارگاہ الٰہی میں حاضری کا ذریعہ ہے۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۶۴۹ طبع لاہور)

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس کسی کو ظاہری و باطنی فیض حاصل ہوا ہے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حاصل ہوا ہے خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمائیں اور جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمائیں۔ (اقتباس الانوار)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیض باطنی کے متعلق تحریر فرماتے

ہیں، اگر امور کے پیش نظر سالک کو کسی خاص روح سے مناسبت ہو جائے اور وہاں سے فیض پہنچے تو اس واقعہ کی اصل حقیقت غالباً یہ ہوگی کہ اسے یہ فیض یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہوا یا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے ملا یا یہ فیض حضرت غوث اعظم کی نسبت سے ملا ہے۔ (ہمعات (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان حضرات میں سے ایک حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرف اور اقتدار حاصل ہے۔

(شرح فتوح الغیب فارسی صفحہ نمبر ۱۲)

سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ شاہ فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ سلسلہ قادریہ کے مرید کیلئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے، اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور اوّل وآخران ہی کے طفیل ان پر در معرفت وا ہوتا ہے۔ (مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی صفحہ نمبر ۲۱۱)

ان دونوں اشعار پر مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

(مولوی احمد رضا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دبے لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیارات حضرت عبدالقادر جیلانی کو دلواتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کن کے سب اختیارات حاصل ہیں، جیسے خدا کی شان ہے کہ کن کہہ کر جو چیز چاہیں پیدا کر دیں آپ کو بھی کن فیکون کی یہ قدرت حاصل ہے۔ سب کن مکن آپ کے ہاتھ میں ہے فرشتے جن کے سپرد تصرفات ہیں سب آپ کے ماتحت ہیں۔ فاعل حقیقی جو اس کارخانہ کائنات کو چلا رہا ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ حصہ اوّل)

قمر پر جیسے خور کا یوں ترا قرض
سب اہل نور پر فاضل ہے یاغوث
غلط کردم تو واہب ہے نہ مقرض!
تری بخشش تیرا نائل ہے یاغوث

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۸۰)

لغات: قمر: چاند۔ خور: سورج۔ فاضل: بہت زیادہ۔ واہب: بخشنے والا۔ مقرض: قرض دینے والا۔ نائل: عطیہ۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس طرح چاند سورج سے روشنی کا محتاج ہے یعنی اسی طرح سب اہل نور یعنی اولیاء

اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے حصول فیض کیلئے آپ کے مقروض ہیں اور آپ صاحب فضل اور قاسم ولایت ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: نہیں نہیں، میں نے غلطی کی، آپ مقرض نہیں کہ قرضہ کی واپسی کا مطالبہ کریں بلکہ یہ تو آپ کی بخشش اور آپ کا عطیہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو "قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے فقہاء علماء طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہو گئی، حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہو گئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے جلال و کمال کی شہرت ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علامات قدرت و امارت، دلائل کی خصوصیت اور براہین و کرامات آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے۔ اور بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے سپرد فرمائیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۴۳، ۴۴ طبع کراچی)

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیل شہ عبدالقادر گیلانی است

(تحفہ قادریہ صفحہ نمبر ۱۶ طبع لاہور)

شیخ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب اللہ اپنے کسی بندے کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ اس کو میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر کرو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم فرماتے ہیں کہ میرے پیارے بیٹے سید عبدالقادر جیلانی کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھیں کہ یہ منصب ولایت کے مستحق ہیں یا نہیں۔ پھر غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر کیا جاتا ہے اگر آپ اس کو منصب ولایت کے قابل

دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفتر محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں پھر اسے نبی کریم ﷺ کے آگے پیش کیا جاتا ہے۔ اور سرکار غوث پاک کی چٹھی کے مطابق امر نبوی (ﷺ) لکھا جاتا ہے۔ اور ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اسے پہن لیتا ہے۔ اور عالم غیب وشہادت میں مقبول اور مسلم ہو جاتا ہے اور اس عہدہ پر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں آپ کا کوئی ولی مماثل اور شریک نہیں ہر وقت اور ہر زمانہ میں آپ سے غوث قطب اور تمام اولیاء کرام مستفیض ہوتے رہیں گے۔

(تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۸۸، از علامہ عبدالقادر اربلی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از قطباء و نجباء بتوسط شریف اور امفہوم می شود و چہ ایں مرکز غیر اور امیسر نہ شد الخ

ترجمہ: اس راہ میں فیوض و برکات وصول جس کو بھی ہو، وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ (بطور تحدیث نعمت) آپ نے فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ: پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔ (مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ۳ طبع کراچی ۱۹۷۲ء اردو)

حافظ ابو عبداللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مشیخۃ البغدادیہ" میں لکھتے ہیں: شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں عوام الناس اور خواص کو آپ کی ذات اقدس سے فیض حاصل ہوا ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۲۳ طبع لاہور)

مولانا قاری شاہ محمد سلیمان پھلواری چشتی قادری (م ۱۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

اے عزیز! تم سیر و تواریخ اولیاء اس زمانہ تک کی پڑھ جاؤ دیکھو گے کتنے طریقے پیدا ہوئے پھران کا زور شور ہوا...... بخلاف ہمارے طریقہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمام طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی تازگی ہے ہندوستان کے موجودہ طریق وسلاسل کو دیکھ لو، کوئی طریقہ اس کی آمیزش (فیض) سے خالی نہیں، والحمد للہ علی ذلک۔ (شمس المعارف صفحہ نمبر ۲۰۴ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کر کے سورج کا مقروض ہے اسی طرح سب نور والے حضرت عبدالقادر جیلانی سے فیض حاصل کر کے آپ کے مقروض ہیں۔ اگلے شعر میں اپنی ہذیانی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں اور اسی کیفیت میں ایک اور ہذیان ہو جاتا ہے یعنی غلط گفتم کی جگہ پھر غلط کردم کہہ رہے ہیں اور ہذیان در ہذیان کے بعد کہتے ہیں کہ آپ مقروض نہیں بلکہ واہب ہیں یعنی قرض دینے والا تو پھر اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے اور آپ تو سب نور والوں کو اپنا فیض ہبہ کر دیتے ہیں اور ظاہر ہے بریلوی عقیدہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جیسا کہ احمد رضا ایک جگہ کہتے ہیں۔

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اب ذرا صغریٰ کبریٰ ملاحظہ فرمایئے اور بریلوی امت سے نتیجہ نکلوا لیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور نور والے حضرت عبدالقادر جیلانی سے نور (فیض) پاتے ہیں اگر کوئی بریلوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات سے ارفع و اعلیٰ کہتا ہے تو وہ تقیہ بازی ہوتی ہے اور اصل عقیدہ آپ نے خود ہی ملاحظہ فرمالیا۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۰ حصہ اوّل)

ہم توئی قطب جنوب و ہم توئی قطب شمالی
نے غلط کردم محیط عالم عرفاں توئی

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۸۰)

لغات: قطب: چکی کی کیل، جس پر چکی گھومتی ہے۔ عندالجغرافیین زمین کے محور کا

کنارہ اور وہ دو ہیں قطب شمالی قطب جنوبی، فرقدین اور جدی کے درمیان ایک ستارہ کا نام ہے جس سے قبلہ کی تعین کرتے ہیں۔ سردار قوم کو بھی کہا جاتا ہے۔ (مصباح اللغات)

صوفیاء کی اصطلاح میں "قطب" باطنی خلیفہ اور سید اہل زمان ہوتا ہے۔ قطب کو قطب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی جہات اربعہ (چاروں سمت) میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں، جس طرح فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے۔ قطب کو ہر شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا، مگر اپنی استعداد کے مطابق، یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بھاری) ہے۔ (زرقانی)

غلط کا لفظ مندرجہ ذیل مصادر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

کردن، شدن، خوردن، افتادن، گرفتن، خواندن، گفتن۔

نظیر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ع آتش غلط نہ کرد کہ کار سپند ساخت

غلط کردن کا لفظ پہلی بات کے درجہ کو ترقی دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

(بہار عجم صفحہ نمبر ۲۴۰)

محیط: احاطہ کرنے والا۔

مولانا احمد رضا بریلوی، حضرت سیدنا عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ جنوب و شمال کے قطب ہیں۔

دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں: نہیں نہیں! یہ میں نے غلطی کی، بلکہ آپ تو عالم عرفان پر محیط ہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض منافق اور حاسد رافضی ہمارے آقا و سید تاج المفاخر، قطب ربانی، غوث صمدانی، سلطان الاولیاء والعارفین محی الملت والدین عبدالقادر الحسنی والحسینی کی عظمت سے بے خبر ہو کر الزام تراشی کرتے ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاطر صفحہ نمبر ۱۸ طبع فیصل آباد)

شیخ خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ محبین کے قائد، سالکین کے مقتداء، صدیقین کے امام، عارفین کیلئے رحمت اور مقربین کے صدرالصدور ہیں۔ (قلائدالجواہر صفحہ نمبر ۷۸)

شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا "عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ سید عبدالقادر کو بہت بلند مقام مل جائے گا۔ دنیا کے تمام عارفین ان کے ماتحت ہوں گے۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹ ☆ بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۴۱۰)

شیخ خلیفہ شہر ملکی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

جناب غوث اعظم کو دنیا کے تمام اولیاء وابدال اور اقطاب کے احوال واسرار سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹)

علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہر زمان اور ہر آن میں قطب، غوث اور تمام اولیاء اللہ آپ (حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ) کی ذات منبع برکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ (تفریح الخاطر صفحہ نمبر ۱۱۳ طبع لاہور ۲۰۰۳ء)

شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالقادر جیلانی کا نہایت ادب کیا کرتے تھے۔ جب آپ کے والد گرامی نے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا وہ سید الاولیاء اور سید العارفین ہیں، آسمان کے ملائکہ بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۶۸۵)

سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت سید محمد گیسودراز (م ۸۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں۔

یا سلطان العارفین، یا تاج المحققین، یا شافی الحیا، یا برکت الانام، یا مصباح الظلام، یا غوث الاعظم، یا کنز الحقائق، یا معدن الدقائق، یا شمس الشموس، یا وارث نبی المختار، یا نائب رسول اللہ، یا قرۃ العیون، الخ (اقتباس الانوار، صفحہ نمبر ۱۹۸، از محمد اکرم قدوسی چشتی)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس شعر میں خبطی اعلیٰ حضرت نے نبی کریم ﷺ کی سخت توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اسی دنیا میں نبی کریم ﷺ بھی داخل ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ آپ تمام دنیا کو معرفت و خدا شناسی میں گھیرے ہوئے ہیں یعنی تمام دنیا سے معرفت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ تو گویا حامی بدعت ماحی سنت اعلیٰ حضرت بریلوی حضور نبی کریم ﷺ سے بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کو معرفت و خدا شناسی میں بڑھا ہوا کہا ہے جو سخت کفر ہے نیز اس شعر کے آخری مصرعہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کی علمی بساط بھی واضح ہو گئی ہے کیونکہ نے غلط کردم خود غلط ہے بلکہ اس جگہ غلط گفتم ہونا چاہیئے تھا الخ

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۶۰ حصہ اوّل)

بر وحدت او رابع عبدالقادر
یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام وے آغاز رسالت باشد
اینک گوہم تابع عبدالقادر

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۶۷)

(نوٹ): مخالف نے آخری دو مصرعے نقل کئے ہیں اوّل کے دونوں مصرعے جن کے بغیر مفہوم مکمل نہیں ہوتا تھا شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔

لغات: وحدت: یکتائی۔ رابع: چوتھا۔ عبدالقادر: حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی اسم گرامی۔ شاہد: گواہ۔ سابع: ساتواں۔ آغاز: شروع۔ رسالت: پیغمبری۔

عبدالقادر رسالت

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	......	۱	۲	۳	۴	۵
ع	ب	د	ا	ل	ق	ا	د	ر	......	ر	س	ا	ل	ت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی "عبدالقادر" کے محاسن وکمالات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شان غوثیت میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یکتائی پر لفظ "عبدالقادر" کا چوتھا حرف (جو الف ہے) ایک شاہد ہے اور دوسرا شاہد اسی لفظ "عبدالقادر کا ساتواں حرف ہے کہ وہ بھی الف کے معنی میں ہے۔

(یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی کو اولیاء کاملین میں ایک منفرد مقام حاصل ہے)

چونکہ حرف الف سے یکتائی کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس لئے لفظ عبدالقادر کے چوتھے اور ساتویں حرف "الف" کو امام اہلسنت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان یکتائی پر دو شاہد کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور عموماً شہادت کا نصاب بھی دو ہے۔

اس کے بعد اس رباعی کے تیسرے مصرعے میں فرماتے ہیں:

"انجام وے آغاز رسالت باشد" یعنی لفظ عبدالقادر کا انجام یعنی آخری حرف "را" ہے۔ اس لفظ را سے لفظ "رسالت" کا آغاز ہوتا ہے۔ آخری مصرعہ میں فرمایا۔ اے پیروی کرنے والے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی (جب تو نے اس رباعی میں لفظ عبدالقادر کے محاسن کو پالیا) اب اگلی رباعی بھی کہو (جس میں مزید محاسن مذکور ہیں)۔

مختصر یہ کہ اس رباعی میں "لفظ عبدالقادر" کے حروف سے سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے محامد ومحاسن کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کمالات ولایت کے اس بلند مقام پر فائز ہیں جس کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی ولایت کی جہاں انتہا ہوتی ہے نبوت کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولایت کا منتہیٰ اور نقطہ کمال، قطبیت اور غوثیت کے مقامات ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کے بعد جو حضرات واصل اور مقربین ہیں ان کی دو جماعتیں ہیں ایک وہ

مشائخ صوفیاء کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی کمال متابعت میں وصول کا مرتبہ پایا اور اس کے بعد مخلوق کو متابعت کے طریقہ کی دعوت دینے کے واسطے اور ان کو شرع کی پیروی کی طرف بلانے کیلئے مخلوق پر اپنی توجہ کو مرکوز کرنے پر مامور و مدون کیا......اور دوسری جماعت وہ لوگ ہیں کہ ذریعہ کمال پر پہنچنے کے بعد دوسروں کی تکمیل اور مخلوق کی طرف رجوع ہونا ان کے حوالہ نہیں کیا گیا۔ (نفحات الانس (اردو) صفحہ نمبر ۵۸)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہے کبھی کسی کو نبوت نہ ملے گی مگر احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ حضور کے بعد نبوۃ صرف ۵۶۱ھ تک بند ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعد رسالت کا پھر آغاز ہوگا۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۴ حصہ اوّل)

نقشہ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

جواب نمبر ۱:۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اخلاق و عادات، حسن و جمال اور نور نبوت کے مظہر تھے اس لئے جب غوث پاک کا تصور جماتے ہیں تو رحمت عالم ﷺ کی صورت مبارکہ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا قدم میرے جد مکرم ﷺ کے قدموں پر ہے حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشان پر رکھا ہے میرا قدم اقدام نبوت پر ہوتا ہے الخ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۴۲ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ پیران پیر کی شکل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۴ حصہ دوم)

جواب نمبر ۲: چونکہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نائب رسول خدا اور رسول اللہ ﷺ

کے حسن و جمال کا آئینہ تھے اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اے غوث اعظم

جب آپ کا تصور جماتے ہیں تو آپ کے آئینہ میں شاہ مدینہ کا صاف نقشہ نظر آتا ہے۔

خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا حتیٰ کہ شیخ محی الدین (عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) مجددین بن گئے، اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال و کمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ (ﷺ) کا کمال ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۶ طبع کراچی)

باب ہشتم
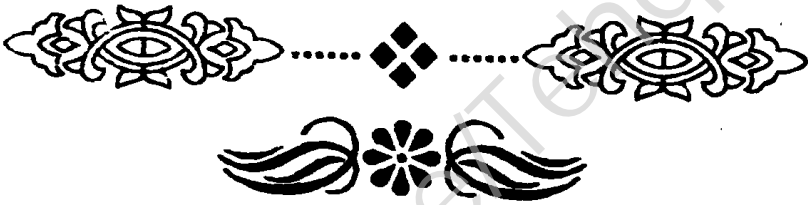
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے نعتیہ اشعار پر معترضین کے اعتراضات کا تحقیقی جواب

؎ تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۲)

لغات: بیت اللہ: کعبہ معظمہ۔ مجرے کو جھکا: ادب واحترام کے ساتھ سلام کرنا۔
ہیبت: خوف، دہشت: رعب داب، گھبراہٹ۔ تھرتھرا کر: کانپ کر، لرز کر۔

(اردو لغت: مرزا مقبول بیگ بدخشانی، طبع لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یارسول اللہ! آپ کی تشریف آوری یعنی ولادت باسعادت ہوتے ہی کعبہ معظمہ ادب واحترام کے ساتھ سلام بجالاتے ہوئے جھک گیا اور خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں پر کچھ ایسا رعب وخوف طاری ہوا کہ ہر بت لرز لرز کر اوندھے منہ گر پڑا۔

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الان قد طھرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین اور وہ بت جو کعبہ میں گرد اگرد نصب تھے ٹکڑے

ٹکڑے ہوگئے اور سب سے بڑا بت جسے ہُبل کہتے ہیں منہ کے بل گر پڑا۔

(مدارج النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۲۷ جلد اوّل، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(شواہد النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۵۷، از مولانا عبدالرحمٰن جامی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت بت اوندھے منہ گر گئے (الخصائص الصغریٰ (مترجم) صفحہ نمبر ۴۳ طبع لاہور ۱۴۰۶ھ)

ابن عساکر نے عروہ سے روایت کی کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن فضیل، عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے، ان لوگوں کا مشترکہ بت جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے ایک رات جب اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور اٹھا کر سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی وہ بت منہ کے بل پھر گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گرا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے یہ وہی رات تھی جس میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۴۲ جلد اوّل طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

خانہ کعبہ ڈانس کرتا ہے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۹ حصہ دوم)

زیر بحث شعر کو دوبارہ صفحہ نمبر ۱۹۱ پر درج کر کے درج ذیل جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی نے بیت اللہ شریف کو کیسے مکروہ انداز میں بتوں کے ساتھ ملا دیا ہے رسوائے زمانہ احمد رضا خاں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے عرش الٰہی کیلئے مجرے کا لفظ استعمال کیا ہے شعر ملاحظہ ہو۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قرباں ہو رہے تھے

(حدائق بخشش جلد اوّل)

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا تمام کلام گستاخی پر مبنی ہے آپ جو شعر بھی پڑھیں گے اس سے گستاخی کی بو آئے گی۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۲ حصہ دوم)

شعر کی شرح

مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ واقعہ معراج کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ عرش اعظم پر پہنچے تو وہ آداب بجا لایا اور بزم بالا والے (فرشتے) سجدے میں گر پڑے یعنی انتہائی تعظیم بجا لائے اور عرش آپ کے قدموں سے آنکھیں مل رہا تھا (یعنی آپ کے قدم عرش کے ساتھ مس تھے) اور بزم بالا کے فرشتوں نے آپ کو جھرمٹ میں لے رکھا تھا۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۴)

لغات: نعمتیں: عطاء و بخشش۔ بانٹنا: تقسیم کرتے ہوئے۔ سمت: طرف، جانب۔ ذیشان: شان و شوکت والا۔ منشی: آغاز کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ منشیٔ رحمت: رحمت کا پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ (کریم اللغات صفحہ نمبر ۳۵۶)

صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں:

الحمد للہ منشی الخلق من عدم
ثم الصلوٰۃ علی المختار فی القدم

(شرح قصیدہ بردہ صفحہ نمبر ۵ طبع کراچی)

قاسم خزائن اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوۃ و رسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو

شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واضح طور پر نبی کریم ﷺ کا مالک نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطا خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حالت میں شرک نہیں ہوسکتا، شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے۔ لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے سعی مذموم کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور ﷺ کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے۔ اور عطاء الٰہی سے کل اختیارات حضور ﷺ کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن اللہ ہیں اس لئے جب نبی کریم ﷺ لوگوں میں نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقسیم پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

؎ محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی
خدا کی رضا ہے رضائے محمد (ﷺ)

قرآن کریم میں ہے:

قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

ترجمہ: "بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا تو آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں تو آپ

پھیر لیں اپنا رخ مسجد حرام کی طرف"۔(البیان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی تمنا تھی کہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے اور چشم امید و رحمت کی طرف بار بار اٹھتی تھی اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ ادا اتنی پیاری اور اس کی خوشنودی خاطر اتنی مطلوب تھی کہ اسی آیت میں اعلان فرمایا کہ اے محبوب! جو قبلہ تمہیں پسند وہی مجھے پسند اور تیری خوشی کیلئے ہم کعبہ کو قبلہ مقرر فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

انما انا قاسم واللہ یعطی۔(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: "بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۱۲)

اس حدیث کی شرح میں سلطان العارفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس سے اجناس عالم مراد ہیں تا کہ دنیا والوں کی ذاتی طلب کے مطابق آپ نکال کر عطا فرماتے رہیں۔(جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۹۷ جلد اوّل)

نیز فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں تو ہم نے جان لیا کہ آپ انکی حفاظت کے اہل اور حاجت مندوں کی ضروریات سے خبردار ہیں، پس جو بھی دنیا میں کسی کو رزق ملتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کسی کو مرحمت نہیں فرماتا کیونکہ کنجیاں انکے ہاتھوں میں دی ہیں۔

(جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد اوّل)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانوں اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادہ

واختیار کردیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔
(الجواہر المنظم صفحہ نمبر ۴۲ طبع مصر)

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ربیعہ کی شرح میں فرمایا ہے:
یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرت بخشی ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔
(مرقات صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی بن خواجہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مشاہدہ

حضرت خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:
میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشم دل سے مشاہدہ کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز جمیع کائنات ہے۔ ہر چند کے وہاب مطلق (عطا فرمانے والا) اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے پہنچا ہے۔ اور مہمات ملک وملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں یعنی صرف جہان کے ہی نہیں بلکہ ملکوت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہتمم ہیں اور معلوم ہوا کہ ساری خدائی کے انعامات شب وروز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔ (مقامات امام ربانی، ماہنامہ الجامعہ محمدی شریف (جھنگ) ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

احمد رضا بریلوی نے حدیث انما انا قاسم واللہ یعطی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم بانٹنے والے اور اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضور نعمتیں بانٹتے ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ دینے والا خدا تعالیٰ ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی لگا ہوا ہے۔ معاذ اللہ...... الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ اوّل)

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۹۰)

لغات: معدن: کان۔ اسرار: بھید۔ علام الغیوب: غیب کے علوم جاننے والا یعنی حق تعالیٰ۔ برزخ: واسطہ۔ بحرین: بحر کی جمع، سمندر۔

مصرعہ اوّل کا مفہوم: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسرار الٰہی کی کان ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسرار الٰہی پر مطلع فرمایا ہے (جس قدر آپ کی شان کے لائق تھے)۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ادراکِ حقیقت الٰہیہ میں انبیاء و اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی انبیاء و اولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

اسرار الٰہی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ اسرار الٰہی جو عام مخلوق پر افشاں کیے گئے۔

۲۔ وہ اسرار الٰہی جو خاص افراد پر آپ نے ظاہر فرمائے۔

۳۔ وہ اسرار الٰہی جو رب العزت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(حروف مقطعات اور قیامت کے وقوع وغیرہ کا علم)۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

یعنی علوم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہیں اور اس کا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات کے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندر میں سے ایک نہر ہے اور آپ کے علوم کی سطروں میں سے ایک حرف ہے۔

(الزبدۃ العمدہ شرح البردہ صفحہ نمبر ۱۱۷ ناشر جمعیۃ علماء اسکندریہ خیر پور سندھ)

نیز شرح شفا میں لکھتے ہیں:

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا اور دنیا کی تمام مصلحتوں اطلاع کے

ساتھ خاص کیا۔(نسیم الریاض فی شرح الشفاء و بھامشہ شرح الشفاء العلی القاری صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۳ طبع ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۸)

مصرعہ ثانی کو سمجھنے کیلئے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ وجود دو قسم کے ہیں ایک وجود وہ جو اپنے ہونے میں غیر کا محتاج ہے (جیسے انسان) ایک وہ جو غیر کا محتاج نہیں (جیسے خداوند قدوس) اول الذکر کو ممکن کہتے ہیں اور مؤخر الذکر کو واجب۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے امکان اور وجوب کو دو سمندروں سے تشبیہ دی ہے۔ حضور ﷺ چونکہ ممکن و واجب یعنی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ ہیں اس لئے آپ کو برزخ کہا گیا ہے۔

اب اس مصرعہ ثانی کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی مخلوق اور خالق کے درمیان معرفت الٰہی کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔ حضور ﷺ کے بغیر خدا تعالیٰ تک رسائی ناممکن ہے۔

پروردگار عالم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: ”(اے محبوب اہل کتاب سے) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے“۔ (البیان)

حضرت جعفر بن محمد یعنی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی اطاعت سے عاجز دیکھ کر اس بات کی معرفت عطا فرمائی تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ خدمت کے ذریعے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے اور ان

کے درمیان تو اپنی تخلیق کے شاہکار کو واسطہ بنایا جو صورت کے لحاظ سے خود ان کی جنس میں سے ہے اور جس کی خوبی یہ ہے کہ وہ سراپا رافت ورحمت ہے اسے مخلوق کی طرف ایسا مکمل سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا کہ اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (الشفاء جلد اول صفحہ نمبر ۴۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کے ارسال کرنے کی نعمت کا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے اور کس دل سے اس منعم کا اعتقاد کیا جائے اور وہ اعضاء کہاں ہیں جو اعمال حسنہ کے ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بدلہ ادا کر سکیں اگر ان بزرگواروں کا وجود شریف نہ ہوتا ہم بے سمجھوں کو صانع کے وجود (ذات باری تعالیٰ) اور اس کی وحدت کی طرف کون ہدایت کرتا۔

(مکتوبات (اردو) حصہ چہارم دفتر اوّل صفحہ نمبر ۵۹۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

منزل خودی اور مقام ''ہویت'' یہ تمام راستے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خصوصی توجہ اور ذاتی تربیت وشفقت کے ذریعے طے کرائے ہیں اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پڑھ سن کر نہیں بلکہ تربیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان مراحل کو عبور کر کے کہہ رہا ہوں۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی اور فلسفہ خودی صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں:

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آغاز سفر سے انجام سفر تک ہر قدم ہر حال ہر کیفیت اور ہر سطح پر مرد کامل کی دستگیری کرتی ہے اور راہ خودی کا سفر بتمام وکمال انجام تک پہنچانے کیلئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ (شاہ ولی اللہ اور فلسفہ خودی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا وسیلہ

ہیں باطن میں تربیت کنندہ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام ہیں۔ ارکان مذاہب کو منہدم کرنے والے، ادیانِ سابقہ کو منسوخ کرنے والے، انگشتری وجود کا نگینہ اور نگینہ معرفت وشہود کا نقش ہیں۔ پابند تصور اخلاق کا مقصد، سالکین اہل زمین کا مطلوب، مکارم اخلاق کے تکمیل کرنے والے، کامل کو درجہ کمال تک پہنچانے والے، وجود عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے، دربار حدوث وقدم کا سنگھم، امکان ووجوب کے جامع، طالب ومطلوب میں واسطہ، مملکت خداوندی کے ذریعہ اور حکومت الٰہیہ کے بادشاہ ہیں۔ حقیقت خلوت کے مظہر، صورت رحمانیت کے جلوہ، عالم لاہوت کے راز سربستہ، خانہ جبروت سے واقف۔ ارواحِ ملکوتیہ کو تروتازگی بخشنے والے۔ اور عالم ناسوت کو رونق دینے والے ہیں۔ ولایت کے راہنما، دائرہ نبوت کی انتہا، مظہر کامل، رحمت عالم، عقل اوّل، ترجمانِ اولین، نوروں کے نور، سرتاپا راہنما، تمام رسولوں کے سردار، اللہ کے سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ برگزیدہ سرکار دوجہاں ﷺ ہیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۲ طبع کراچی)

علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے خلافت کا سلسلہ کسی اپنی ضرورت اور احتیاج کیلئے جاری نہیں فرمایا کہ ان استحالات میں سے کوئی استحالہ لازم آئے بلکہ جن پر انبیاء علیہم السلام کو خلیفہ بنایا ہے ان کے قصور استعداد اور نقصان صلاحیت کی وجہ سے یہ سلسلہ کیونکہ وہ براہ راست ہدایت اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ اس کے احکام اخذ کر سکتے تھے۔

(بیضاوی صفحہ نمبر ۶۲، ۶۳، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، از امام عبداللہ بن عمر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ)

منصف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی مذہب والے حضور ﷺ کو ممکن الوجود یعنی مخلوق نہیں مانتے نہ واجب الوجود کہہ سکتے ہیں کہ اعلانیہ آپ کو خدا ماننا پڑتا ہے۔

ان کے ہاں آپ نہ خالق ہیں نہ مخلوق ایک درمیانی اور برزخی مخلوق ہیں۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۲ حصہ اوّل)

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۲)

لغات: ملک خدا: خداتعالیٰ کا ملک۔ قبضہ: اقتدار۔ کامگار: کامیاب۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس ہستی مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک پر اقتدار بخشا ہے۔ میرا وہ کامیاب آقا ہے جن کا اسم گرامی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

سرور عالم محمد شاہِ دیں
پیشوائے اولین و آخریں
حکم ان کا ہے جہاں میں سر بسر
وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۵، طبع دارالاشاعت کراچی)

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجئے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۳۱)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے یعنی کثرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب دُنیا اور حسین آخرت عطا فرمائے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محبت محمد کی رکھ جان میں
محمد محمد کہہ ہر آن میں
محمد کی الفت سے اور چاہ سے

ملے گا تو امداد اللہ سے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ ادارالاشاعت کراچی)

ممکن میں قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷۳)

لغات: ممکن: مخلوق، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قدرت: قوت، طاقت۔ واجب: ذات باری تعالیٰ۔ خطا: غلطی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مخلوق ہونے کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ شان وشوکت اور عظمت ورفعت عطا فرمائی ہے کہ آپ کا مقام انسانی عقل کی حدود سے وراء الوراء ہے۔

نبوت، رسالت، خلت، محبوبیت، اصطفاء، اسرار، رویت باری تعالیٰ، قرب ودنو، وحی، شفاعت عاصیاں، وسیلہ، انبیاء کے ساتھ امام بن کر نماز پڑھنا، بنی آدم کی سرداری، لواء الحمد، بشارت ونذارت، مالک عرش وفرش کا قرب خاص، اطاعت، امانت، ہدایت، ساری کائنات کیلئے رحمت ہونا، عطیہ رضا، سوال، حوض کوثر، کلام الٰہی کا سننا، اتمام نعمت، اگلوں پچھلوں کی مغفرت کا باعث، شرح صدر، مخلوق کا بوجھ ہلکا کرنے والا، رفعت ذکر، تائید ایزدی سے سرفراز، صاحب سکینہ تائید ملائکہ، صاحب کتاب وحکمت، وسبع مثانی و قرآن عظیم، امت کا تزکیہ کرنا، مخلوق کو خدا کی طرف بلانا، اللہ اور ملائکہ کا صلوٰۃ بھیجنا، لوگوں کے درمیان حکم الٰہی سے منصف ہونا، امت محمدیہ سے اگلی امتوں والی سختیوں کو ہٹانے والا، خدا نے اس کے نام (حیات) کی قسم فرمائی، اجابت دعا، جمادات کا آپ سے کلام کرنا، حالانکہ وہ زبان سے محروم ہیں، مردوں کو زندہ کرنا، بہروں کو سنانا، انگلیوں کے اندر سے پانی کے چشمے بہادینا، تھوڑے طعام کو زیادہ کرنا۔ چاند کو شق کرنا، سورج کو واپس لوٹانا، قلب ایمان، رعب کے ذریعے مدد کیئے گئے، غیوب پر مطلع فرمائے گئے، ابر کا سایہ کرنا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، رنج والم کا دور فرمانا، لوگوں کے شر سے آپ کو محفوظ

فرمانا وغیرہ ایسے کمالات ہیں جن کا کسی سے احاطہ نہیں ہو سکتا غرضیکہ جو شرف و کمالات خزانہ قدرت میں انسان کیلئے شرعاً و عقلاً محال ہیں وہ تمام آپ کو حاصل ہیں۔

جب میں آپ کے اس قدر وسیع اختیارات و کمالات کا مطالعہ کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ مقام و مرتبہ مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا آپ واجب ہیں......؟ تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ واجب میں عبدیت کا پایا جانا محال ہے۔ پس آپ کو واجب کہنا بھی صحیح نہیں۔ اور عام انسانوں کی صف میں کھڑا کرنا بھی درست نہیں۔ مقام مصطفےٰ کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ مظہر صفات الٰہیہ اور اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں۔

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کمالاتِ مصطفویہ کا احاطہ کر سکے، علاوہ ازیں (دنیاوی کمالات کے) آپ کے وہ فضائل و کمالات بھی ہیں جو خدائے ذوالمنن نے روز آخرت میں آپ کیلئے ذخیرہ کر چھوڑے ہیں مثلاً اعلیٰ منزل، مقدس درجات، اور سب سے بلند و بالا سرداری کے مراتب، یہ وہ نعمتیں ہیں کہ عقل ان کو سمجھنے میں بے عقل ہے۔ اور ان کی حقیقت کی جانب پرواز کرنے سے مرغان وہم و گمان کے پر جل جاتے ہیں۔ (کتاب الشفاء جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۲۰ مترجم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خیرالوریٰ امام رُسل مظہر اتم
او از خدا و ہر چہ ازو منتشی ازو

آپ بہترین مخلوق امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں آپ خدا سے ہیں اور دوسری چیزیں آپ سے ہیں۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۱ طبع کراچی)

حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:
اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں اور اس کے حسن و جمال کا جلوہ گاہ ہیں جن کا نام مبارک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

سب سے زیادہ واصل ہیں۔(انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

نیز فرماتے ہیں:

اور بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کا آئینہ اور اس کے خزائن بخشش کی کنجی ہیں۔(انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳۰)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری روحوں کی اصل ہیں پس آپ روحانی لحاظ سے اولین باپ ہیں۔ جیسے جسمانی لحاظ سے آدم علیہ السلام اولین باپ ہیں۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک سے افضل ہیں۔(جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۸۷،۳۹۱ جلد اوّل از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے معرفت کے سمندروں میں غوطہ لگایا تا کہ حقیقت مصطفوی کی معرفت حاصل کروں۔ دیکھا کہ میرے اور حقیقت محمدیہ کے درمیان ایک ہزار پردے حائل ہیں اور مجھے یہ پتہ چلا کہ اگر میں پہلے پردے کی طرف ایک قدم بھی بڑھاتا ہوں تو جل کر راکھ ہو جاتا ہوں جیسے بال آگ میں گر کر اپنے وجود کو جلا بیٹھتا ہے۔

(جواہر البحار صفحہ نمبر ۵۱ جلد ۳)

شیخ ابوالحسن خرقانی (م ۴۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات، مکر نفس اور معرفت خداوندی۔(نفحات الانس از مولانا جامی)

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵۹)

لغات: قصر دنیٰ: مقام قرب۔ خبر: بتا، اطلاع۔

شب معراج حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سدرۃ المنتہی پر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چھوڑ دی۔ آپ آگے بڑھے قصر دنیٰ (یعنی قرب خداوندی کے پردے) اٹھتے گئے۔ ان کیفیات ومشاہدات کو انسان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

دوسرے مصرعہ میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور با ادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے اور وہ اپنی نہایت کو پہنچی۔

تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس موجود نہ رہی؟ یقیناً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روح مع جسد اطہر وہاں موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثم دنی فتدلی، فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ (سورۃ النجم آیت نمبر ۸،۹)

ترجمہ: "پھر قریب ہوا (اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے) دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب"۔ (البیان)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بارگاہ خداوندی کے قرب خاص سے مشرف فرمائے گئے تھے۔ کہا گیا ہے کہ دنیٰ سے قرب اور تدلی سے انتہائی قرب (نزدیکی) مراد ہے۔

حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ بندے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ نزدیک ہوا پھر اور قریب سے قریب تر ہوا اور اپنی قدرت اور عظمت سے جو چاہا دکھایا۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۳۰۷، ۳۰۸ جلد اول از قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

حضور ﷺ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے دولت سرمدی سے آپ کو نوازا اور اپنے فضل واحسان سے عزت افزائی فرمائی۔ (فیض الباری)

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

پھر شاہد مستور ازلی نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت ونزاکت بارِ الفاظ کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

(سیرت النبی صفحہ نمبر ۳۶۲ جلد ۳)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس جگہ جو خدا کا قرب یا خدا سے قریب مذکور ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے، اس سے مراد مکانی یا زمانی فاصلے کا قرب نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قریب ہونا یا قرب خدا میں پہنچنا یہ آپ کی عظیم قدر ومنزلت، مرتبہ کی بلندی، انوار معرفت کا ظاہر ہونا اور غیبی اسرار کا مشاہدہ کرنا اور قدرت حاصل ہونا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید احسان فرمانا، آپ کو مزید انس دلانا آپ کیلئے کشادگی اور بزرگی کے اظہار کی خاطر ہے اور اس کی تاویل بھی اسی طرح کی جائے گی جس طرح اس فرمان رسالت کی تاویل کی جاتی ہے کہ ہمارا رب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ اس نزول سے مراد افضال، اجمال قبول اور احسان فرمانا ہے۔

اس تقرب والے ارشادِ باری تعالیٰ کی وہی تاویل کی جائے گی جو ارشاد خداوندی من تقرب منی شبراً تقربت منه ذراعاً و من اتانی یمشی اتیته هرولة (جو ایک بالشت میری طرف آئے میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ یہاں بھی قرب سے اجابت قبولیت احسان وکرم فرمانا اور مرادوں سے جلد از جلد جھولیاں بھر دینا مراد ہے۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۰۹، ۲۱۰ جلد اول طبع لاہور)

ملا معین الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دنیٰ جو کچھ اہل دنیا کے آثار تھے مٹا دیئے فتدلیٰ کی منزل میں انسان کے تمام اشتراک کو ختم کر دیا یہاں تک کہ غیبی تائید سے ستر الٰہی سے وراء پہنچے اپنے قرب کے مقام میں مت ٹھہریئے، میرے قرب میں پہنچئے پس ادن منی کے مقام پر بیٹھے درمیان سے شب و روز جاتا رہا، سوز ایک طرف ہو گیا اس قدر نزدیک پہنچے کہ ہیبت جلال و جمال ظاہر ہوئی، عزت ربوبیت نے پکارا کہ اور آگے آیئے بساط قرب پر اس قدر بڑھے کہ حدوث و قدم مناسبت نہ رہی تمام پردے درمیان سے اٹھ گئے۔ فکان قاب قوسین، دو کمانوں کی مقدار، ایک صفت قدم تھی اور ایک صفت حدوث، اگرچہ نزدیک پہنچ گئے لیکن ایک نہ ہوئے کیونکہ اتحاد کی صورت ناممکن ہے۔ (معارج النبوۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۲۶۲ جلد ۲)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

آپ نے ہر مقام انبیاء کو ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا، پست کر دیا جب آپ اُدْنُ کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص پکارے گئے (یہ ندا یا محمد اس لئے تھی) تاکہ آپ کو وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی)۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۰۳)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

معراج کی رات جب دنیٰ فتدلیٰ کے پردے اٹھے کوئی نہیں بتا سکتا کہ حقیقت کیا کھلی یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں دو ہستیاں تھیں، خدا اور اس کا رسول نہیں دو نہ کہہ یہ نہ کہہ آپ ہی وہ نہ تھے (یعنی خدا نہ تھے) ارے حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی وہ تھے۔ بریلوی مذہب میں توحید کا یہی تصور ہے۔ وہ الوہیت کے سوا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت مانتے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ)۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۶ حصہ اوّل)

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵۹)

لغات: اوّل: ابتداء۔ آخر: انتہاء۔ ظاہر: عیاں۔ باطن: پوشیدہ۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہی اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہے۔ اسی کے جلوے یعنی حضور نبی کریم ﷺ شب معراج اسی ذات اقدس کی ملاقات کیلئے عرش معلّٰی پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔

جس طرح صبح کی روشنی چاند اور ستاروں پر غالب آجاتی ہے اور وہ صبح کی روشنی میں مدغم ہوجاتے ہیں شب معراج احدیت کے جلووں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو اپنے جلووں میں سمیٹ لیا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر) نبی کریم ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو الوداع کہہ کر رفرف لانے والے فرشتے کے ہمراہ عرش معلّٰی کی جانب پرواز کرنے لگے ...... اس کے بعد آپ تجلیات میں گم ہوگئے اور جو فرشتہ آپ کے ہمراہ آیا تھا (رفرف لے کر) وہ پیچھے ہی آپ سے جدا ہوگیا...... اس وقفے کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی جانب وحی فرمائی، پھر آگے بڑھے اور خاص مقام قرب میں داخل ہونے کی اجازت بخشی۔ اس وقت پس آپ نے یعنی ذات باری کو دیکھا نہ کہ غیر کو۔ (جواہر البحار جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۲۳، ۲۲۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیوں کو ملاحظہ کر چکے تو اب قرب و اختصاص میں باریابی اور حضوری کا وقت آیا اور آپ آخر تک پہنچے اور تمام سے انقطاع تام ہوگیا آپ تنہا رہ گئے کوئی فرشتہ اور انسان آپ کے ساتھ نہ رہا...... حضرت حق جل مجدہٗ سے ندا آئی اے [illegible] مخلوق سے افضل قریب ہوجائیے اے احمد قریب ہوجائیے اے محمد قریب ہوجائیے پھر میرے رب نے مجھے اپنے سے اتنا قریب کیا اور میں اتنا نزدیک ہوگیا کہ جیسا کہ خود فرمایا:

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۰۵ جلد اوّل)

ہوالاوّل ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن
بکل شئی علیم لوحِ محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے تھے دو آخر
تم اوّل اور آخر ابتداء تم ہو انتہا تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

مندرجہ بالا اشعار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مدارج النبوۃ کی عبارات کا منظوم ترجمہ ہے۔ تقریباً ۳۷۳ برس مدارج النبوۃ کو منظر عام پر آئے ہوئے گزر چکے ہیں مگر آج تک کسی مذہبی فرقہ کے عالم دین نے ان عبارات کی وجہ سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنایا۔

مگر سبحان اللہ! آج ''مصنف رضا خانی مذہب'' کو ان عبارات کے منظوم ترجمہ سے گمراہی کی بو آرہی ہے ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا'' عبارات ملاحظہ ہوں۔

ھوالاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم۔ وہی ذات اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ اور وہی ہر شئے کا جاننے والا ہے۔ یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔ کیونکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان اسماء اور صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی۔ باوجود یہ کہ یہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں۔ اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک حسن و جمال اور کمال و خصال کا آئینہ دار بنایا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء

صفت سے متخلق و متصف ہیں۔ اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا۔ مثلاً نور، علم، حکیم، مومن، مھیمن، ولی، ہادی، رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اوّل، آخر، ظاہر اور باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اوّلیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم صفت "اوّل" کیسے ہے تو یہ اوّلیت اس بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق، موجودات میں سب سے اوّل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے اوّل ما خلق اللہ نوری (اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل میرے نور کو وجود بخشا) (۲) کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اوّل ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے، میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم اپنے خمیر میں ہی تھے۔ (۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب دینے والے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) قالوا بلی (سب نے کہا ہاں)۔ (۴) یہ کہ آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ فرمایا تو اوّل من امن باللہ وبذلک امرت وانا اوّل المؤمنین (اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی۔ ان میں سب سے پہلے مؤمن ہوں)۔ (۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لئے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔ (۶) یہ کہ (روز قیامت) سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ (۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لئے ہی کھلے گا۔ (۸) سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آخر

اس سبقت اور اوّلیت کے باوجود بعثت و رسالت میں آپ آخر ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں)۔ اور (۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں

میں آپ کا دین آخری ہے چنانچہ فرمایا: نحن الآخرون السابقون۔ تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں کیونکہ بعثت میں یہ آخریت و خاتمیت اور فضیلت میں اوّلیت و سابقیت کا موجب ہے اس لئے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔

شان ظاہر و باطن

اب رہا آپ کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں۔ اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب و بعید کے لوگ آپ کے جمال و کمال میں کھو کر رہ گئے۔

ہر شئے کے جاننے والے

وھو بکل شئی علیم (وہی ہر شئے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کیلئے ہے کیونکہ فوق کل ذی علم علیم (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفت آپ ہی میں موجود ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ نمبر ۷، ۸)

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب عین (مرکز دائرہ تخلیق) کو پیدا فرمایا تو ان کے منصب کے لحاظ سے سب کا والی اور سلطان بنایا گیا اور انہیں جسمانی لحاظ سے متاخر کرنے کی وجہ سے ان کے نائب بنائے پس جو ان کا سب سے پہلا نائب ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کی اولاد ہوئی اور نسل سلسلہ چلتا گیا جن سے ہر زمانے میں آپ کے خلفاء متعین فرمائے گئے۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے ظہور کا وقت قریب آ گیا پس آپ تو آفتاب نصف النہار کی طرح جلوہ افروز ہوئے پس ہر نور آپ کے نور میں داخل ہو گیا ہر حکم آپ کے حکم میں غائب ہو گیا اور تمام [illegible] آپ [illegible] ہو گئیں اور آپ کی سیادت جو پوشیدہ تھی وہ ظاہر ہو [illegible]

فھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم۔
پس آپ اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہیں۔ نیز نبی کریم ﷺ تمام اشیاء کا علم دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمان رسالت ہے: کہ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ہیں۔ اور اپنے رب کے متعلق فرمایا کہ اپنے دست قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے دست قدرت کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے سب اگلوں اور پچھلوں کا علم ہوگیا۔ پس آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے تخلق اور نسبت الٰہی حاصل ہوگئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اوّل آخر ظاہر اور باطن ہے نیز ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

(فتوحات مکیہ بحوالہ جواہر البحار جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۴۲، ۳۴۳، مطبوعہ لاہور)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی کے اشعار ملاحظہ ہوں

؎ مجیب	منیب	نقیب	نجیب
حسیب	نسیب	و نور	قدیم
بشیر	نذیر	سراج	منیر
خبیر	بصیر	دلیل	علیم

رسول کریم ﷺ خبیر یعنی صاحب اسرار ہیں۔ بصیر ہیں رہنما اور علیم ہیں۔

(ماہنامہ "الرشید" لاہور دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ نمبر ۵۳۰ جلد ۴ شمارہ نمبر ۲، ۳، فروری مارچ ۱۹۷۶ء/۱۳۹۶ھ)

دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دو اوّل اور دو آخر نہیں ہوسکتے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صفت اوّل و آخر کی حیثیت سے بھی کوئی ثانی نہیں۔ بلکہ آپ جملہ صفات وکمال کے لحاظ سے بے مثل بے مثال، کامل اور اکمل ہیں۔
تیسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان گنت مراتب وکمالات حاصل ہونے کے باوجود خدا کہنا جائز نہیں۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں یعنی آپ کمالات ربانی کا آئینہ اور صفات خداوندی کا مظہر اتم ہیں۔ اور آپ کے مرتبہ ومقام کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر

جانتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم جان اور محمد کو خدا کا غیر مت سمجھ اور نہ خدا کو محمد کے اندر منحصر کر۔ جان تو کہ محمد خدا نہیں اور خدا، محمد۔ خدا، خدا۔ محمد، محمد، محمد اور یہی ہے کمال اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور وہی ہے حال کی حقیقت۔

(رسالہ حضرت خواجہ محمد باقی نقشبندی صفحہ نمبر ۳ طبع مجتبائی دہلی)

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام سرداروں کے سردار، آئینہ حق، اور میزان دین اور معیار صدق اور کتاب الٰہی کے حامل اور خدا کے بندے ہیں۔ (مجربات غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۷ طبع لاہور)

قاری محمد طیب دیوبندی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مدرسہ خیر المدارس جالندھر (انڈیا) کے پندرہویں سالانہ اجلاس منعقدہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

پس جبکہ حضور سے زیادہ کسی نے بھی شون الٰہیہ کا حق ادا نہیں کیا اور آپ سے زیادہ کوئی بھی ان سے قریب تر نہیں ہو سکا۔ تو شئون الٰہیہ کے مورد اکمل ثابت ہوئے آپ میں جمالی شان بھی علی وجہ الاتم آئی اور جلالی شان بھی علی وجہ الاکمل نمایاں ہوئی اور گویا آپ نے وہی کچھ کیا جو صفات الٰہیہ کرتی ہیں۔ یعنی صفات الٰہیہ نے آپ کی ذات اقدس میں جلوہ گر ہو کر اپنا کام انجام دیا ظہور صفات الٰہیہ کا ہوا اور مظہر آپ بنے نمایاں وہ ہوئیں اور آئینہ آپ ہوئے اسی مظہریت تامہ کے پیش نظر قرآن عزیز نے آپ کے افعال کو خدائی افعال قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا۔ فرمایا:

۱۔ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ (القرآن)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنکریا پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا فرمایا۔

اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ نے وہ پھینکی۔ (القرآن)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے کو اللہ نے اپنا بولنا قرار دیا۔

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ (القرآن)

۴۔ حضور کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ (القرآن)

غرض آپ کی ہر ادا خداوندی کا جلوہ اور ہر شان شان الٰہی کا پرتو ہے، بلا تشبیہ یوں کہو کہ حضور آئینہ حق نما ہیں جس میں شئون ربانی جلوہ گر ہیں فرق اتنا ہے کہ آئینہ سے باہر اصل ہے اور آئینہ کے اندر عکس ہے۔ مگر ہاں آئینہ کی تصویر تابع مطلق ہے..... غرض حضور عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات و کمالات الٰہیہ کے۔ ہاں معاذ اللہ حلول وغیرہ کا تخیل پیدا نہ کریں کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کرسکتا۔ اس کا عکس اور ظل جلوہ گر ہوتا ہے پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظل اپنی ہی جگہ، وہ اصل ہے اور یہ ظل کہلائے گا۔ وہاں وجود اصل ہے یہاں ظل ہے۔ وہاں ثبوت ہے یہاں محض ظہور ہے وہاں حقیقت ہے یہاں مجاز یعنی یہ ایک اسمی اور رسمی اشتراکیت ہے حقائق الگ الگ ہیں۔ (شان رسالت تقریر قاری محمد طیب صفحہ نمبر ۴۰، ۴۱ ناشر مدرسہ خیر المدارس ملتان طبع بار دوم)

گمان امکان کے جھوٹے نقطو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۵۹)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس طرح دائرہ کے متعلق یہ بتانا نہایت مشکل ہے کہ اس کا اوّل آخر کیا ہے۔ اسی طرح واقعہ معراج، ایک مختصر وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا انبیاء کرام کو نماز پڑھانا پھر ساتوں آسمانوں کو پار کرکے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنا، اس

مقام پر جبرئیل کا رک جانا، رفرف کا آنا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص انوار و تجلیات کا مشاہدہ فرمانا، رب العزت کا دیدار کرنا اللہ تعالیٰ کا وحی فرمانا اور پھر واپس راتوں رات مکہ معظمہ میں تشریف لانا، ایک ایسا معجزہ ہے جس کو سمجھنے سے انسانی عقل و فہم عاجز ہے لیکن افسوس! حضرت انسان حقیقت معراج اور حقیقت محمدیہ کو سمجھنے کے پھیر میں شب و روز پڑا ہوا ہے۔

فاضل بریلوی نے انسان کو گمان امکاں کا جھوٹا نقطہ قرار دیا ہے۔ حقیقت میں نقطہ ایک ہی ہے جس کو مرکز سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ باقی تمام نقطے عارضی اور فانی ہوں گے دائرہ کا وجود مرکز کا مرہونِ منت ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اخص خصائص، اشرف فضائل و کمالات، ابہر معجزات و کرامات میں سے اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو اسریٰ و معجزات کے ساتھ مخصوص و مشرف فرمانا ہے کیونکہ کسی نبی یا رسول کو اس سے مشرف و مکرم نہ کیا گیا۔ اور جس مقام علیا تک آپ کی رسائی ہوئی اور جو کچھ وہاں دکھایا گیا کوئی ہستی کبھی وہاں تک نہ تو پہنچی ہے اور نہ دیکھا ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۷ مطبوعہ کراچی)

بعض لوگوں نے وجود صور کو جب دائرہ امکان عادی سے بعید جانا تو تاویل کی طرف گھوم گئے۔ حالانکہ ایمان اس کے سننے اور ماننے ہی کا نام ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ معراج کے سلسلے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اور اسی دن سے آپ "صدیق" کے نام و لقب سے موسوم ہوئے۔ اور چند ایک ضعیف الاعتقاد مسلمان دائرہ ایمان سے نکل گئے۔ علم الیقین، عین الیقین سے پہنچتا ہے جب بھی کلام کرنا اور زبان تاویل اور اس کے امکان کا اثبات و دلائل کلامیہ سے کھولنا عقل اور اس کے حیلوں میں گرفتار ہونا ایمان و بندگی سے بعید ہے ہم ایمانداروں کو خدا و رسول کے قول سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہے جو کچھ ہم ان سے سنیں گے کریں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۲۹۰، ۲۹۱ طبع کراچی)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واقعہ معراج واسراء آپ کے ان خصائص سے ہے جس کے ذریعے آپ کے درجات عالیہ ومقاصد رفیعہ کا اظہار ہوتا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبردار کیا ہے اور صحیح احادیث واخبار نے ان خصائص کی شرح کی ہے۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۶۷ جلد اوّل)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طلب دیدار کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہوگئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اوّلین وآخرین میں بہتر ہیں باوجود اس کے جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے ایک عرش وکرسی سے گزر کر حدودِ زمان ومکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔ (مکتوبات دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۴)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

واسریٰ بہ ربہ فی السماء
کعور تجلی بلیل بہیم
واتاہ ماشاء من علاء
واوحیٰ الیہ یوحی رقیم
فاکرم بشان سنی بھی
وعز عزیز وجاہ قویم

(ماہنامہ الرشید دار العلوم دیو بند نمبر جلد ۴ ش ۲، ۳ فروری، مارچ ۱۹۷۶ء/۱۳۹۶ھ)

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷۲)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لامکاں پر تشریف لے گئے اور عرش الٰہی جو اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ ہے پہنچے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مکان سے پاک ہے اور واقعہ معراج میں جن مکیں کا ذکر ہوا ہے ان کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے۔

حضرت شریک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ (مسجد اقصیٰ) کے بعد براق آپ کو ساتوں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر لے گیا اور اس سے بھی آگے ایسے مقام تک پہنچے جس کے متعلق باری تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(جواہر البحار جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۴۴ ☆ کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی اشعار کا ترجمہ

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو حرم اوّل سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

۲۔ حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کو پار کرتے ہوئے بیت المعمور اور ملاء الاعلیٰ تک پہنچے۔

۳۔ بلند سدرۃ المنتہیٰ، محفوظ، کرسی، باعظمت عرش اور روشن مستوی تک پہنچے۔

۴۔ ذات الٰہی کے پردوں کی جانب قصد فرمایا تو روشن آنکھوں کے سامنے سے بصارت کی کوتاہی کے سیاہ بادل چھٹ گئے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب ہونا کہ دو ہاتھوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ جانا یہ باغ دنیٰ تک پہنچنا امر الٰہی سے حاصل ہوا تھا۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۴۲۷ جلد اوّل)

امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور اور مقدس وادی میں کلام فرمایا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر مقام اعلیٰ میں ہمکلامی کا شرف بخشا۔

(جواہر البحار صفحہ نمبر ۵۶۵ جلد اوّل)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وللہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض و کان اللہ بکل شئی محیطاً۔

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۶)

ترجمہ: ''اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کو محیط ہے''۔ (البیان)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے سوائی کوئی معبود نہیں۔ وہ تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ یکتا و یگانہ ومنفرد ہے۔ وہ بے مثل ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے کوئی اولاد نہیں۔ موجودات اور اشیاء کی خصوصیات سے منزہ ہے وہ نہ عرض ہے نہ جسم۔ نہ صورت ہے نہ انتقال، وہ مکان اور زمان کی حدود سے مبرا ہے اس کا تصور نہ دل میں سما سکتا ہے نہ عقل اس کا ادراک کرسکتی ہے اور نہ ذہن اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

(خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر ۷ا جلد اوّل)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان وزمان کی حدود سے مبرا ہے اس لئے یہ تمام کائنات اس نے اپنے محبوب کیلئے پیدا کی ہے اور یہ سب کچھ ان کی ملک ہے۔

فقد روی الدیلمی عن ابن عباس مرفوعاً واتانی جبریل فقال یا محمد لولاك ماخلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار وفی روایت ابن عساکر لولاك ماخلقت الدنیا۔ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۹۴ رقم الحدیث ۷۵۵)

نیز حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجاء کرنے والی حدیث مبارک میں ہے۔ رب عظیم نے فرمایا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک رقم الحدیث ۴۲۲۸ عن عمر بن الخطاب)

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۷۲)

لغات: نورِ حق: اللہ تعالیٰ کا نور۔ ظلِ رب: اللہ تعالیٰ کی نعمت (منتہی الارب)

ملک: مالک ہونا، قبضہ ہونا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کا نور اور رب العزت کی نعمت ہیں اور تمام کائنات کے معرض وجود میں آنے کا سبب آپ ہی کی ذات اقدس ہے آسمان زمین وزماں غرضیکہ تمام کائنات کا پروردگار عالم نے آپ کو مالک بنایا ہے۔ اور مخلوق میں سے کوئی شئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت سے خالی نہیں۔

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: ”بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“۔ (البیان)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۳۹۵ جلد ۳ طبع مصر)

بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا آپ نے فرمایا اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ الخ (مصنف عبد الرزاق) (المواہب اللدنیہ جلد اوّل)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: "اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں گن نہ سکو گے"۔ (البیان)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ خدا کی نعمت سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۵۵ جلد اوّل)

نیز پروردگار عالم فرماتا ہے:

یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا ۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ: "اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں"۔ (البیان)

حضرت زجاج رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "نعمۃ اللہ" سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔ (ارشاد العبید صفحہ نمبر ۳۲ طبع ملتان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما اظھرت الربوبیۃ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر ۱۵۲۳، دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۹۳)

یہ حدیث صوفیاء کی کتابوں میں پائی جاتی ہے جو کہ مفہوماً صحیح ہے۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا، "لولاک ما خلقت الدنیا" تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۹۴)

نیز اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک رقم الحدیث ۴۲۲۸)

شیخ ابو المواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یا سیدنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود و انت النور الذی ملاء اشراقہ الارضین والسمٰوٰت۔ (افضل الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۱۱۸)

ترجمہ: اے میرے سردار اے اللہ کے رسول! آپ ہی کائنات کے وجود سے

مقصود ہیں۔اور آپ وہ نور ہیں کہ جس کی چمک نے زمینوں اور آسمانوں کو نور سے بھر دیا ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "فتوحات مکیہ" کے خطبے میں اپنے مخصوص انداز میں حمد باری تعالیٰ کے بعد فرماتے ہیں:

والصلوٰۃ علی سر العالم و نکتتہ و مطلبہ العالم درود اس ذات پر جو سر عالم خدائی بھید اور تخلیق عالم کا مطلوب و مقصود ہیں۔(جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اوّل)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ جل جلالہ کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر حکم وزیر ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں (اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے) عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔(الجواہر المنظم)

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لیکن جس کسی کو فیض پہنچا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے پہنچا ہے اور مہمات ملک و ملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔(مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۱۲)

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۶۳)

لغات: غنی: دولت مند۔ کریم: کرم کرنے والا۔

یہ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہی ہوئی ایک نعت کا شعر ہے۔فرماتے ہیں اے میرے کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مجھ پر اس قدر نوازشیں ہیں جن کا کوئی شمار نہیں، اگر آپ نے اپنے غلام سے رُخ زیبا موڑنا ہی تھا تو پہلے ہی اس قدر

انعام واکرام سے نہ نوازتے جن کی وجہ سے مجھے آپ کی ذات کے سوا کسی سے التفات نہ تھا۔ یہ محبوب ومحب کی باتیں ہیں جن کو خشک زاہد سمجھنے سے قاصر ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا...... یہ اعلان سنتے ہی اعلیٰ حضرت بریلوی پر اوس پڑ جاتی ہے...... مگر اعلیٰ حضرت کی طبیعت کی وہ شگفتہ حالی نہ رہی اور آپ کے کلام سے انگریز سرکار سے کہیں کہیں میٹھا سا شکوہ بھی مترشح ہوتا ہے۔

جیسا کہ آپ انگریز سرکار سے ایک جگہ درخواست کرتے ہیں:

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۶ حصہ اوّل)

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۱۱)

مولانا احمد رضا بریلوی عِشْلِیہ موت کے وقت کی منظر کشی کرتے ہوئے بطور عجز وانکساری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہ وقت آنے والا ہے تو دنیا کی طرف راغب نہ ہوتے اب ہم ایک مشکل سفر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں رب العزت ہی جانتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

ایک جگہ انگریز سے محبت کرنے پر کف حسرت ملتے ہیں۔ پھر یہ شعر لکھا ہے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۷ حصہ اوّل)

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۰۳)

لغات: فتح: کھولنا۔ باب: دروازہ۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے نبوت کا دروازہ کھولنے والے آپ پر بے حد درود ہوں۔ یعنی آپ ہی سے نبوت کا آغاز ہوا اور آپ پر ہی رسالت کا دور ختم ہوا۔ یعنی آپ خاتم النبین ہیں آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

امام احمد رضا بریلوی نے مندرجہ ذیل احادیث کا مفہوم اس شعر میں بیان فرمایا ہے

عن ابی ہریرۃ قال: سئل رسول اللہ ﷺ متی وجبت لك النبوة؟

قال: بین خلق آدم و نفخ الروح فیہ۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ نمبر ۷ طبع مکہ مکرمہ، از ابی نعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

کنت اوّل النبین فی الخلق وآخرھم فی البعثت۔

ترجمہ: ”میں تخلیق میں سب انبیاء سے مقدم اور بعثت میں سب سے آخر ہوں“۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی)

زاہد مسجد احمدی پر درود!
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۱۷)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسجد احمدی یعنی احمد ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) کے زاہد و عبادت گزار (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) پر درود ہو۔ جس نے تنگی والے قافلے کی (یعنی غزوہ تبوک کے موقع پر) مدد کی دولت سے اس پر لاکھوں سلام ہوں۔

(نوٹ): کبھی شاعر کو شعر کا وزن پورا کرنے کیلئے ایسا لفظ لگانا پڑتا ہے جو حقیقتاً صحیح

بھی ہو اور وزن بھی پورا ہو جائے اس لئے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی "احمد" کی طرف نسبت کرتے ہوئے مسجد نبوی کو "مسجد احمدی" اپنے شعر میں استعمال فرمایا ہے۔

قرآن مجید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں بشارت دی۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (سورۃ الصف آیت نمبر ٦)

ترجمہ: "اور ایک (عظمت والے) رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے"۔ (البیان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی کہ میرے ذریعے سے کفر محو (مٹایا) جائیگا۔ الخ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، انہیں ان کی پشتوں پر مطلع فرمایا: وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھتے۔ مجھے ان سب کے آخر میں بلند و روشن دیکھا، عرض کیا الٰہی یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے۔

یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے۔ الخ (ابن عساکر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احمد خوئے کہ عالمے بندہ اوست
یوسف روئے کہ شرمندہ اوست

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ٢١٦)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

غزوہ تبوک کو غزوہ عسرت اور جیش عسرت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس لشکر والوں کو مشقت بھوک و پیاس بہت محسوس ہوئی۔ اس غزوہ میں تیس ہزار کا لشکر تھا اس میں سے دو تہائی لشکر کا سامان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فراہم فرمایا۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو جیش عسرت کیلئے سامان فراہم کرے اس کیلئے جنت ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ) کی بشارت سے مشرف ہوئے۔ (مدارج النبوۃ)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ ''مسجد احمد'' سے مسجد نبوی مراد ہے۔ اور زاہد مسجد احمد سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

''مصنف رضا خانی مذہب'' کا مسجد احمد (یعنی مسجد نبوی) کو مرزائیوں کی مسجد کہنا اور جان بوجھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مرزائیوں کی صف میں کھڑا کرنا سراسر کفر ہے۔

اگر ''مصنف رضا خانی مذہب'' کے نزدیک احمدی کا لفظ مرزائی ہونے کی نشانی ہے تو پھر مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق بھی یہی لکھ کر طبع کیجئے جس نے لکھا ہے:

مدد کر اے کرم احمدی!
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

تو کیا مولوی محمد قاسم مرزائیوں سے مدد طلب کرتے تھے۔ (بقول آپ کے) مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کی سوانح عمری ''سوانح احمدی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے تو کیا آپ کے اصول کے مطابق وہ مرزائیوں کی سوانح عمری ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم

مولانا احمد رضا بریلوی شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مولانا کافی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت گوئی کے بڑے مداح تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی شاعری کتاب وسنت کے مطابق ہے۔ اس لئے حضرت کافی کی مدح وتعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کافی نعت گو شعراء کے سلطان ہیں۔

اور دوسرے مصرعہ میں بطور تحدیث نعمت کے فرمایا کہ اگر مولانا کافی سلطان ہیں تو میں بھی انشاء اللہ وزیر اعظم ہوں یعنی مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے نعت گوئی کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور میدان نعت گوئی میں میری اور مولانا کافی کی حیثیت سلطان اور وزیر اعظم کی سی

ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و اما بنعمۃ ربك فحدث۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا (خوب) بیان فرمائیں"۔ (البیان)

محدث ابن جوزی تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے۔ میرے زمانے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت شدہ کوئی بھی حدیث میرے سامنے بیان کی جائے تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ صحت وضعف کے کس درجہ پر ہے۔ (مقدمہ الوفا مترجم صفحہ نمبر ۵)

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل عام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۶۱)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام آتے رہے جیسا کہ کہا گیا انہیں کتاب وسنت میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اور خاتم الانبیاء ہونا آپ کا حق تھا اس لئے آپ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لائے۔ جب نزول قرآن کا اختتام ہوا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے آیت "اکملت لکم دینکم" نازل فرما کر اس پر مہر ثبت فرمادی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وصال کر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری کتاب المناقب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں

اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری کتاب المناقب)

رہا منصف رضا خانی مذہب کا یہ کہنا کہ اس رباعی سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا کے نزدیک فقط تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی سراسر دروغگوئی ہے بلکہ یہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے جس کو اہلسنت کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیا گیا ہے۔ مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۵ طبع دیوبند)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اوّل و مناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان ہے۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ الخ (فتاوی رضویہ جدید صفحہ نمبر ۶۳۰ جلد ۱۵ طبع لاہور)

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا اس قدر خمیرہ ماء و مدر کی ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۳۶)

لغات: خمیرہ: گوندھا ہوا، ماء: پانی۔ مدر: مٹی۔

کائنات کی ہر شئے سے قبل اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو بلاواسطہ پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ جس کو مصنف عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور ان سے اکثر محدثین نے نقل کیا۔ ہمارے اس دعویٰ پر صریح دلیل ہے پھر اسی نور محمدی کو

حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں ودیعت فرمایا جو پشت در پشت ہوتا ہوا ۱۲ ربیع الاول ۵۷۱ء کو قیامت تک کے لوگوں کیلئے رسول و ہادی بن کر بشکل بشر جلوہ گر ہوا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اگر نور الٰہی یعنی تخلیق کیا ہوا نور محمدی لباس بشر میں نہ آتا تو پانی اور مٹی سے بنے ہوئے بشر کو اس قدر اعلیٰ مقام حاصل نہ ہوتا کہ فرشتے بھی اس کی تعظیم کیلئے سرنگوں ہو گئے اور بشر کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ خلق محمدی دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی نسبت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلقت من نور اللہ (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت حاصل نہیں ہوئی۔ (مکتوبات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۵۵۲ جلد ۳)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ طبع کراچی)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک جو ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی مبارک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ (تفسیر کبیر)

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:

جب نور الٰہی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جنس شخص میں بند ہوا تو اس بندش کے باعث وہ نور زیادہ ہوا اور حجم کے صغیر ہونے کے باعث دیکھنے والوں کی نظر میں آسان ہو گیا جیسے کہ آفتاب جب ابر میں آ جاتا ہے تو دیکھنے والے اسے آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور قلب آدم میں مرکب کیا تو اسی کے باعث حضرت

آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مستحق ہوئے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۲ طبع لاہور)

ع اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے

لغات: نور باری: اللہ تعالیٰ کا نور۔ حجاب: پردہ۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یارسول اللہ! اپنے چہرہ مبارکہ سے بشریت کا پردہ اٹھایئے اور بحیثیت نور باری تعالیٰ (جو سب اشیاء سے پہلے تخلیق ہوا) اپنی زیارت سے مشرف فرمایئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس سے پاؤں مبارک تک سراپا نور تھے۔ اور آپ کے جمال و کمال کو دیکھتے وقت دیدۂ حیرت اور چشم بینا خیرہ اور حیران ہو جاتی تھی آپ چودھویں کے چاند، آفتاب تاباں کی طرح روشن اور تابناک تھے اگر آپ نے بشریت کا نقاب نہ اوڑھا ہوتا تو کسی آدمی کو آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ اور نہ آپ کے حسن حقیقت کا ادراک ممکن ہوتا آپ کا جوہر نوری تھا جو آباء و اجداد کی اصلاب اور امہات ارحام سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے رحم تک منتقل ہوتا رہا۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل)

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ے ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

ے حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنان
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۳۲)

لغات: حسن یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال۔ کٹیں: کٹ گئیں مصر: ایک ملک کا نام۔ انگشت: انگلی۔ زنان: زن کی جمع، عورتیں۔ مردان عرب:

عرب کے جانباز، شیدائی۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یارسول اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کے غیر معمولی حسن سے بے خود ہو کر مصر میں عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور آپ کے صرف نام سے مردانِ عرب سر کٹانے اور جان لٹانے کو تیار رہتے ہیں۔

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایک دوسرے مقابلہ میں ایسا ہے جن سے فن اپنے پورے کمال کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔

۱۔ وہاں حسن ہے یہاں نام ہے۔

۲۔ وہاں کٹنا ہے جو عدم قصد پر دلالت کرتا ہے اور یہاں کٹانا جو قصد ارادہ بتاتا ہے۔

۳۔ وہاں مصر کہ اس کی تمدن، معاشرت، علم، تہذیب، شائستگی، شرافت، متانت، کا غلغلہ اور یہاں عرب کے زمانہ جاہلیت میں اسکی جہالت، سرکشی، خباثت، کجروی، تمرد وخودسری کا شہر

۴۔ وہاں انگلی یہاں سر۔

۵۔ وہاں عورتیں یہاں مرد۔

۶۔ وہاں انگلیاں کٹیں جو ایک بار وقوع پذیر ہونا بتاتا ہے اور یہاں کٹاتے ہیں جو استمرار (ہمیشگی) پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر حضرت ابوطالب کے اس شعر کو پڑھا۔

ونسلمه حتیٰ نصرع حوله
ونذهل عن ابنائنا والحلائل

(زرقانی)

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں گے اور ہم ان کیلئے اپنے بیٹوں اور بیبیوں کو بھول جاتے ہیں۔

اُحد کی لڑائی میں جب مسلمانوں کی لڑائی ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑادی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہو گئے۔ اس خبر سے جو اثر صحابہ پر ہونا تھا وہ ظاہر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نظر پڑے کہ سب حضرات پریشان تھے۔ حضرت انس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے کہ مسلمان پریشان نظر آرہے ہیں ان حضرات نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ حضرت انس نے کہا کہ پھر حضور کے بعد تم ہی زندہ رہ کر کیا کرو گے تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر مر جاؤ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ...... نے خود ہاتھ میں تلوار لی اور کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید ہو گئے۔ (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم)

عبارت نمبر ۴۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ لیتا ہے"۔

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ کرتا ہے کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں، اصل عبارۃ ملاحظہ ہو۔

ان ربی استشار فی امتی ماذا افعل بھم۔

ترجمہ: بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔

(الامن والعلیٰ)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

تف ہے ایسے رضا خانیوں پر جو اس قسم کے باطل عقیدے رکھتے ہیں۔ الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۱ حصہ دوم)

الجواب: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ

طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا، میں نے پھر وہی جواب دیا، میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ۷۰ ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے۔ ان میں سے ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ مانگیں گے آپ کو عطا فرمائے۔ الخ

(مسند احمد صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۵ ☆ کنز العمال صفحہ نمبر ۴۲۸ جلد ۱۱ ☆ خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۲)

الحمد للہ! اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اس حدیث نبوی کے عین مطابق ہے۔ اور "مصنف رضا خانی مذہب" کا اس کو باطل عقیدہ سے تعبیر کرنا، حدیث نبوی پر طعن کرنا ہے جو کہ سراسر کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے کا مفہوم

ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج و عاجزی کی بنا پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کیلئے ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ طلب کرنا احتیاج و عاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کیلئے قطعاً نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آسمان سے وحی آتی ہے، نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ علم

اور عقل والے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ ہرگز کسی کے مشورہ کے محتاج نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو "وشاورھم فی الامر" کرنے کا حکم فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا، صرف اس لئے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں۔ اور مشورہ کو ان کیلئے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ لے کر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۶ جلد ۲)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ "وشاورھم فی الامر" نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: لوگو خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کیلئے رحمت بنایا ہے۔ (روح المعانی صفحہ نمبر ۱۰۷ جلد ۴)

صاحب تفسیر ابن جریر فرماتے ہیں:

حضرت ربیع سے روایت ہے "وشاورھم فی الامر" نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مشورہ طلب امور میں حضور کے صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی آسمانی آتی ہے صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔ اسی مقام پر تفسیر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں وان کنت عنھم غنیا اے حبیب آپ اپنے صحابہ کی تالیف کیلئے ان سے مشورہ طلب کر لیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر پ ۴)

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں:

اے حبیب آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں میں سے ہر شخص وجہ اصلح کے استخراج میں کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۳)

صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں:

باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ کا امر فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان سے مشورہ فرمانا ان کی علوشان رفعت قدر ومنزلت اور ان کے اخلاص ومحبت کے زیادہ ہونے کا موجب ہے۔

(تفسیر نیشاپوری پارہ ۴)

نیز صاحب نیشاپوری فرماتے ہیں:

فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے اور یا یہ فائدہ ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر اتجعل فیھا کے ساتھ سوال کریں اور انہیں انی اعلم مالا تعلمون کے ساتھ جواب دیا جائے۔ (تفسیر نیشاپوری پارہ اوّل)

ثابت ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مشورہ کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ نیز مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج وعاجزی کی وجہ ہی سے نہیں ہوتا بلکہ حکمتوں پر بھی مبنی ہوتا ہے۔

باب نہم
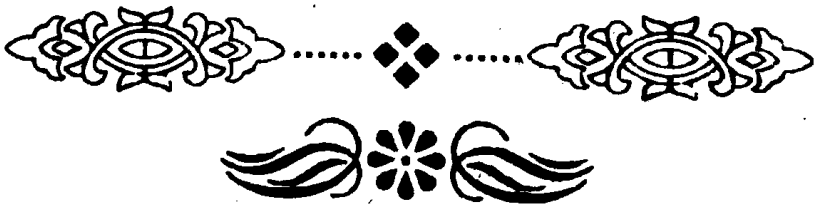
مختلف علمائے اہل سنت کی تالیفات وتصنیفات کی بعض عبارات پر اعتراض اوران کا جواب

عبارت نمبر ۴۴: مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں:

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) کا بچپن ہر طرح کی آلودگیوں سے مبرا تھا ابھی ۶/۵ سال کی عمر تھی کہ ایک لمبا کرتہ زیب تن کئے گھر سے باہر تشریف لائے وہاں سے چند بازاری عورتوں کا گزر ہوا آپ نے انہیں دیکھ کر کرتے کے دامن سے منہ چھپالیا، ان میں سے ایک عورت نے طنز کے طور پر کہا "واہ صاحبزادے منہ چھپالیا اور ستر کھول دیا" آپ نے برجستہ فرمایا "نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے دل بہکتا ہے تو ستر بہکتی ہے۔

یہ جواب سن کر وہ عورت لاجواب ہوگئی اور سننے والے آپ کی اس خداداد ذہانت اور حاضر جوابی سے محو حیرت رہ گئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ صفحہ نمبر ۲۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا مذکورہ بالا عبارت پر جاہلانہ تبصرہ

اس واقعہ سے احمد رضا خاں بریلوی کی حماقت کا ثبوت ملتا ہے یہاں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ رضا خانیوں کے مجدد صاحب کی نظر اور ستر ۶/۵ سال کی عمر میں بہکنے لگ گئی تھی، الخ (رضا خانی مذہب حصہ اول صفحہ نمبر ۲۱۰)

جواب: اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے دینی شعور جیسی

نعمت سے نوازا تھا۔(ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ بچپن کا یہ مذکورہ قول حقیقت ثابتہ پر مبنی ہے۔ جس پر کتاب و سنت اور اولیاء کاملین کے ارشادات شاہد عادل ہیں۔

مگر مصنف رضا خانی مذہب کا اس قول کے متعلق بے بنیاد تبصرہ اس کی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ نہ خوف خدا، نہ آخرت کا ڈر۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: "(اے محبوب) آپ مسلمان مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت پاکیزہ ہے"۔ (البیان)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور اطاعت و خیر میں اضافے کا ذریعہ ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو گے بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی ادھر ادھر دیکھنا شروع کرو گے اور پھر رفتہ رفتہ تمہاری نظر حرام پر پڑنی شروع ہو جائے گی۔ اب اگر قصداً حرام پر نظر ڈالو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام شئی پر فریفتہ ہو جائے اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ۔

(منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

غیر محرم عورت کے حسن و جمال پر نظر ڈالنا ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ تو جو شخص ایسا کرنا ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے سرور آمیز عبادت کا مزا چکھائے گا۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اپنے آپ کو نظر حرام سے پوری ضبط سے بچاؤ کیونکہ ایسی بدنظری دل میں شہوت

کی تخم ریزی کرتی ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو فتنے میں مبتلا کر دیتی ہے۔

(منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کیونکہ اس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔

(کیمیائے سعادت، صفحہ نمبر ۳۶۷، امام غزالی)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنکھ کو نظر حرام سے روکنا شہوت سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۴)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک شاعر کا قول نقل کرتے ہیں۔ جب تم ہر وقت نظر نیچی رکھو گے اور اسے بے فائدہ اور لایعنی چیزوں پر نہیں ڈالو گے تو تمہارا سینہ وساوس سے صاف رہے گا دل فارغ ہوگا اور خطرات سے راحت محسوس ہوگی۔ لہٰذا تمہارا نفس آفات سے سلامتی میں رہے گا اور کسب حسنات کی طرف زیادہ توجہ دے سکو گے۔

(منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۰۵)

شیخ عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر وہ نظر جس سے دل میں خواہش پیدا ہو فلاح و خیر سے خالی ہے۔

(عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۴۳ از شیخ شہاب الدین عمر رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۴۵: مفتی غلام سرور قادری رضوی لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ پُر انوار میں حاضری نصیب ہوئی۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ دربار اقدس میں حاضر تھے۔ لیکن مجلس پر سکوت کا عالم طاری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی، میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے عرض کی کہ حضور احمد رضا کون ہے؟ ارشاد فرمایا:

کہ ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کی زیارت کے شوق میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور بریلی شریف پہنچے۔ مگر یہاں آکر انہیں معلوم ہوا کہ امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا قدس سرہٗ کا اسی روز ۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوگیا تھا جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔

(الشاہ احمد رضا قدس سرہٗ صفحہ نمبر ۱۷۷)

اس واقعہ پر ''مصنف رضاخانی مذہب'' کا جاہلانہ تبصرہ

حضور ﷺ کا اسی کمینے اور بدطینت کے انتظار کا کیا معنیٰ! جبکہ تمام عشاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ اوّل)

جواب: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عبدالواحد بن آدم طوسی نے جو اس زمانہ (تیسری صدی ہجری) کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مع اپنے اصحاب کے برسرراہ منتظر کھڑے ہیں انہوں نے سلام عرض کر کے کہا یارسول اللہ (ﷺ) کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسماعیل بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں میں نے حضرت سرور کائنات ﷺ کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۷۴ مترجم طبع کراچی، از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(اہدی الساری صفحہ نمبر ۲۶۶ جلد ۲، ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۰۸ (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

ذرا اس واقعہ پر بھی تبصرہ کریں، جبکہ دونوں خوابیں ایک جیسی ہیں۔ تاکہ تمہاری حقانیت آشکارہ ہوسکے۔

عبارت نمبر ۴۶: حضرت مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت علامہ شعرانی کبریت احمر صفحہ نمبر ۶۵ پر فرماتے ہیں: حضرت سید علی خواص کو میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا تھا، ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔ (نجم الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۰۳، ۱۰۴ طبع لاہور)

"مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بریلوی عارف کی پہچان"

عارف کی پہچان ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۹ حصہ اوّل)

جواب: مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں قلعہ دیدار سنگھ کے ایک وہابی مولوی نے حضرت سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کے زیر بحث قول کا یہی مفہوم "عارف کی پہچان ان کے (علماء اہلسنت کے) نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ اپنی کسی تصنیف میں لکھ کر شائع کیا تھا۔ مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ مولوی دیدار سنگھی کے اس مفہوم کو رسالہ نجم الرحمٰن میں لکھ کر تردید کی ہے۔ مولوی سعید احمد دیوبندی نے اپنے ہم مسلک دیوبندی مولوی کے قول کو مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کر کے دروغگوئی سے کام لیا ہے۔

مولانا غلام محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کا جو رد کیا ہے ہم زیر بحث عبارت کے جواب میں لکھنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں:

"لاحول ولاقوۃ الا باللہ" جہالت اور ضد سخت سخت مہلک بیماریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے عبارت محولہ کا مطلب تو صرف وسعت علم ہے جس طرح حدیث کتابت تقدیر بذریعہ ملائکہ میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو یہ علم اور تصرف عطا فرما دیتے ہیں نہ یہ کہ ملائکہ عورتوں کے اعضائے مخصوصہ اور شکموں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص کا رزق زندگی اور موت لکھ دیتے ہیں۔

ورنہ یہ زمین سے لپٹ کر نکلنے والے حشرات الارض قسم کے راہب حضرات واللہ یعلم ما فی الارحام کا معنیٰ بھی العیاذ باللہ یہی کریں گے۔

اور روایت ابونعیم عن ابن عباس مرفوعاً لم یلتق ابوای قط علی السفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفی مہذبا الحدیث و عنہ فی قولہ تعالیٰ و تقلبک فی الساجدین، ای من نبی الی نبی حتی اخرجتک منھا۔

مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۱۳ جلد اوّل قال رسول اللہ ﷺ الحیاء شعبۃ من الایمان۔

اگر وہابیہ بتمامہ ایمان کے اس شعبہ خاص سے بیک بینی و دوگوش نکال باہر نہیں گئے تو انہیں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے معانی میں ذرا شرم و حیا کرنے چاہئیں۔

(نجم الرحمٰن، صفحہ نمبر ۲۰۴ طبع لاہور، از مولانا غلام محمود نور اللہ مرقدہٗ)

تنبیہ: ہم ہر دل کے علم غیب کے قائل نہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس یا حضرت خضر علیہ السلام یا کامل اولیاء اللہ جو صحیح معنوں میں ورثۃ الانبیاء ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں، الخ

(تذکرۃ الاولیاء ترجمہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ)

دو اشعار اور ان کا جواب

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے !
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے !
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے !
خدا مل گیا مصطفےٰ کہتے کہتے !

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰ حصہ اوّل)

تیسرے شعر کے "لفظ حبیب خدا" سے اظہر من الشمس ہے کہ شاعر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں مانتے اور کاتب کی غلطی سے لکھا گیا ہے۔

شعر یوں ہے:

حبیب خدا کو ہدیٰ کہتے کہتے

جب یہاں اس شعر میں یہ احتمال واقع ہے تو مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" اس لئے اس مصرعہ کو دلیل بنا کر مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر تنقید کرنا سراسر کم علمی ہے۔

الزام نمبر ۱۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل شعر لکھنے کے بعد لکھتا ہے۔

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

گویا رضا خانی امت کا خدا احمد رضا ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۴ حصہ اوّل)

جواب: "مصنف رضا خانی مذہب" نے اس سے آگے کا شعر تحریر نہیں کیا جس سے اس شعر کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ دونوں اشعار اس طرح ہیں:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک میں پیدا کرے
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا (نغمہ روح)

شاعر ان اشعار میں امام احمد رضا کو (نعوذ باللہ) خدا نہیں کہہ رہا بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور سب کے خدا سے دعا کر رہا ہے کہ (اے احمد رضا) تیری نسل پاک میں کوئی تجھ سا اور عالم دین پیدا کرے۔

الزام نمبر ۱۵: مصنف رضا خانی مذہب نے درج ذیل اشعار لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک

ستائے حشر میں گر مہر کی تپش ہم کو
چھپائے ہم کو زیر ردا سلام علیک
ہمیشہ سر پر غلاموں کے یہ رہیں قائم
جناب مصطفےٰ احمد رضا سلام علیک

(مدائح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۲۶)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ:

ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ احمد رضا خان بریلوی نے اپنے نبی ہونے کی صراحت کردی اور اس کی امت نے اسے نبی مان کر اس پر درود بھی بھیجا اور سلام بھی پڑھا الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ اوّل)

الجواب: اس جاہلانہ تبصرہ میں مصنف مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:

۱۔ یہ اشعار مولانا احمد رضا بریلوی کے نہیں بلکہ آپ کے کسی عقیدت مند نے آپ کی شان میں تحریر کیے ہیں اور نہ ہی انہوں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کہا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

۲۔ شاعر نے مولانا نور اللہ مرقدہٗ پر سلام بھیجا ہے۔ لفظ درود کا اضافہ کر کے مولوی سعید احمد دیوبندی نے یہودیانہ فعل کا اتکاب کیا ہے۔

غیر نبی پر سلام بھیجنے کا مسئلہ

غیر نبی پر سلام بھیجنے کا مسئلہ ایک فروعی مسئلہ ہے بعض علماء جائز اور بعض علماء ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دوسرے علماء نے الصلاۃ اور السلام میں فرق کیا ہے کہ سلام ہر مومن زندہ مردہ غائب وحاضر کیلئے جائز ہے یہ اہل اسلام کی دعا ہے۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۹۸ طبع لاہور)

لہٰذا ایک فروعی مسئلہ کی بنا پر ایک دوسرے پر طعن وتشنیع سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں اشعار کا ترجمہ یوں ہوگا۔

اے امام برحق (یعنی اے اہلسنت کے امام) احمد رضا آپ پر سلام ہو
شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی بغدادی کے نائب آپ پر سلام ہو
جب میدان حشر میں گرمئی آفتاب ستائے ہم کو اپنی (رحمت) کی چادر میں چھپانا آپ پر سلام ہو
آپ ہمیشہ اپنے مریدوں اور متوسلین کیلئے زندہ رہیں اے مصطفےٰ احمد رضا آپ پر سلام ہو

الزام نمبر ۱۶: "مصنف رضا خانی مذہب" نے درج ذیل اشعار لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سائے میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۴۷، ۴۸)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی امت کی یہ کتنی بڑی ناپاک جسارت ہے دلیری اور گستاخی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو ساقی کوثر سمجھنے کی بجائے بریلی کے بڑے حضرت خان صاحب کو ساقی کوثر ٹھہرا رہے ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۲ حصہ اوّل)

جواب: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۷ جلد ۳ مترجم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں ایسا کردوں گا میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا سب سے پہلے مجھ کو پل صراط کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں پل صراط پر آپ کو نہ مل سکوں تو فرمایا پھر

میزان کے پاس مجھ کو ڈھونڈنا، میں نے کہا اگر میزان کے پاس بھی آپ کو نہ مل سکوں فرمایا پھر حوض کوثر کے پاس مجھے ڈھونڈنا، ان تین جگہوں کو میں نہیں چھوڑنے کا۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۷ جلد ۳ مترجم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک کی مسافت جتنا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اسکے گلاس آسمان کے ستاروں جتنے ہیں الخ

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۷ جلد ۳ مترجم)

جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے وارث علماء اور شہداء اللہ تعالیٰ کے اذن سے گنہگاروں کی شفاعت کریں گے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث علماء، اولیاء کاملین اور شہداء آپ کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی مشیت، اذن اور آپ کی رضامندی سے مسلمانوں کو جام کوثر پلائیں گے۔

شاعر کہتا ہے کہ اے مولانا احمد رضا بریلوی آپ ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اگر آپ کو جام کوثر پلانے پر متعین کیا جائے تو جب گرمیٔ محشر کی وجہ سے پیاس اپنے عروج پر ہو تو مجھے جام کوثر پلانا۔

اور جب قیامت کے روز آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہوگا تو اس سایہ میں ہمیں بھی اپنے ساتھ ساتھ لے جانا۔

الزام نمبر ۱۷: مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپوری لکھتے ہیں:

قبل اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی ضرورت بھی ہے وہ اس لئے کہ لاؤڈ سپیکر کی خرابی معلوم کرنے کیلئے ہیلو ہیلو ون ٹو تھری وغیرہ کہتے ہیں پھر مساجد میں ان کا رواج بن گیا ہے تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جا رہا ہے تو ہمارے اہلسنت نے انگریزی الفاظ کو منع کر کے درود شریف کا ورد کیا تا کہ سپیکر کی نبض کا پتہ چل جائے۔ (الصلوٰۃ والسلام عند الاذان صفحہ نمبر ۵)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۴ منصہ اول)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

آپ رضاخانیوں کی جہالت کا اندازہ کریں کہ رضاخانی ملاں لکھتا ہے کہ ہم صلوٰۃ و سلام کو ہیلو ہیلو ون ٹوتھری کی جگہ پڑھتے ہیں اس سے بڑھ کر صلوٰۃ وسلام کے ساتھ کیا مذاق ہوگا، الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۲)

الجواب: مولانا اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر کی نبض معلوم کرنے کیلئے اگر ہیلو ہیلو ون ٹوتھری کی جگہ درود شرف پڑھ لیا جائے تو مقصد بھی حل ہو جائے گا اور ثواب بھی مل جائے گا جبکہ ون ٹوتھری کہنے سے مقصد تو حاصل ہو جائے گا مگر ثواب حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے فائدے والی بات پر عمل کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرا امتی حضور قلب کے ساتھ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر درود بھیجے گا دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس خطائیں مٹا دے گا۔ (القول البدیع (مترجم) صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور)

دیگر اعتراضات

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا میں صرف ایک مقام ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا جاتا ہے کہ آپ وہاں خود اسے سنتے ہیں وہ یہ کہ جب انسان روضہ رسول (ﷺ) پر حاضر ہوتا ہے الخ

۲۔ حضور سید دو عالم ﷺ کے دور میں حضرت بلال اذان پڑھتے تھے تو اس کے اوّل و آخر صلوٰۃ وسلام کا پیوند نہیں لگاتے تھے...... اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی اذان کے اوّل آخر صلوٰۃ وسلام کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی تبع تابعین کے دور میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے الخ

۳۔ اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (خلاصہ)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۳ حصہ اوّل)

اعتراض نمبر ۱ کا جواب

علماء دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی بارگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی علی محمد کما تحب وترضاہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے گا۔ انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ (کلیات امدادیہ، رسالہ ضیاء القلوب صفحہ نمبر ۶۱)

پھر بعد میں (مولوی اشرف علی تھانوی نے) فرمایا: یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ۔ (شکر النعمۃ صفحہ نمبر ۱۸ طبع کراچی)

(جسٹس محمد تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا بے اختیار اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی آیا اور دل میں اس نے نبی اکرم ﷺ کو سامنے تصور کر کے کہہ دیا الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ............ اس میں کوئی گناہ نہیں (بدعت ایک گمراہی صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ طبع لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

اعتراض نمبر ۲ کا جواب

حالات کے تقاضوں کے پیش نظر مسائل میں تبدیلی آجانا ایک امرواقع ہے اور کتب حدیث اور فقہ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ حضور ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ بہت ہی کم باطل فرقوں کا ظہور ہوا تھا۔ چونکہ اس دور میں ستر سے زائد گمراہ فرقے پیدا ہو چکے ہیں اس لئے اہل سنت کی مساجد کا تشخص قائم رکھنے کیلئے اذان سے قبل یا بعد وقفہ کے ساتھ درود شریف پڑھا جاتا ہے تاکہ باہر سے آنے والوں یا مقیم حضرات کو معلوم ہو جائے کہ یہ اہل سنت و جماعت کی مسجد ہے اور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی مصری لکھتے ہیں:

زبان سے نماز کی نیت کرنا حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت نہیں ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صفحہ نمبر ۱۲۰ طبع کراچی)

(مفتی محمد عبداللہ دیوبندی نے بھی زبان سے نیت کرنے کو مستحب لکھا ہے (خیر الفتاویٰ صفحہ نمبر ۲۴۲ جلد ۲ طبع ملتان)

اس کے باوجود دیوبندی حضرات زبان سے نماز کی نیت کرتے ہیں اور مولوی فیض احمد ملتانی دیوبندی سابق شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان نے زبان سے نیت کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ (دیکھیئے نماز مدلل ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت نہیں۔ (دیکھیئے بہشتی زیور)

اس کے باوجود دیوبندی آئمہ کرام عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

تیسرے اعتراض کا جواب

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اذان سے قبل یا بعد) صلوٰۃ وسلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اس کے مستحب ہونے پر وافعلوا الخیر (نیکی کرو) کے فرمان الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے یہ بات معلوم ہے کہ صلوٰۃ وسلام اجل القربات سے ہے خصوصاً احادیث اس پر برانگیختہ کرنے کے متعلق کثرت سے وارد ہیں۔ (مثلاً اذان کے بعد دعا کی فصل میں رات کے آخری تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گزرا ہے)۔

درست بات یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔[۲] (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۴۱ مترجم طبع لاہور)

(۲ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان فجر سے قبل یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللھم انی احمدك و استعینك علی قریش ان یقیموا دینك اس کے بعد اذان دیتے تھے (ابوداؤد باب الاذان فوق المنارۃ) علاوہ ازیں ربوہ میں دیوبندی مساجد میں اذان کے ساتھ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم الخ پڑھی جاتی ہے تو جس طرح اذان کے ساتھ ختم نبوت والی آیت مبارکہ پڑھنی جائز ہے اسی طرح اذان کے ساتھ درود وسلام پڑھنا بھی جائز ہے (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

بدعت کی تعریف

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ بدعت ممنوع ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو جس کا حکم دیا گیا ہو اور اگر ایسی صورت نہیں ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (یعنی وہ بدعت حسنہ ہوگی)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر ایک نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس بدعت کی ہے جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود ہے کہ اس کو دور کردے بعض احوال میں جب اسباب بدل جائیں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے الخ

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۵ جلد ۲ طبع لاہور)

علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی لکھتے ہیں:

بدعت ضلالہ وہ فعل ہے جو کسی اصل شرعی کے تحت داخل نہ ہو (اگر کسی نئے کام کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو تو وہ کام بدعت حسنہ کہلائے گا)۔

(اصلاح فکر واعتقاد صفحہ نمبر ۱۵۲ مترجم)

''مصنف رضا خانی مذہب'' ذرا غور وخوض کے بعد بتائیں وہ کون سی سنت ہے جو اذان سے قبل یا بعد میں وقفہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے منقطع ہوتی ہے؟ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

الزام نمبر ۱۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''شکاری نبی''

بریلوی مذہب کے مشہور مولوی احمد یار گجراتی اپنی مایہ ناز تفسیر جاء الحق میں لکھتے ہیں:

قل انما انا بشر مثلکم: اے محبوب فرمادو کہ تم جیسا بشر ہوں نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے، چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں، شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔

(تفسیر جاء الحق صفحہ نمبر ۱۷۵، ۱۷۶ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۴ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: ''جاء الحق'' دینی مسائل کی کتاب ہے جس کو تفسیر جاء الحق لکھ کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین''

جواب نمبر ۲: جناب مفتی احمد یار خاں نور اللہ مرقدہٗ یہ بیان فرمارہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (الآیۃ) میں نور کا مصداق ہیں، محبوب رب العالمین ہیں امام الانبیاء والمرسلین ہیں، اس عظمت وجلالت کے باوجود فرماتے ہیں انما انا بشر مثلکم (الآیۃ) اس میں حکمت یہ تھی کہ کفار اور مشرکین کو اپنی

طرف مائل کرنا مقصود تھا تا کہ قریب آئیں اور دولت ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زاں سبب فرمود خود را مُلکم
تا بگرد آیند و کم گردند گم

اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ایک مثال بیان کی کہ شکاری، جانور، کی سی آواز نکالتا ہے، اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ شکار قریب آجائے، مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کیلئے مثال دی جارہی ہے مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔

محدث حافظ ابن قیم جوزی (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

انه لایلزم تشبیه الشئی بالشئی مساواته له (المنار المنیف صفحہ نمبر ۶۰ طبع بیروت)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

مفتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف اس حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کیلئے اس جیسی آواز نکالی جاتی ہے۔ انہوں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شکاری کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا۔

الزام نمبر ۱۹: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"نبی کو انسان کہنے والا کافر ہے"

احمد رضا بریلوی کی تفسیر کنزالایمان کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔

(کنزالایمان مع تفسیر نعیم الدین صفحہ نمبر ۵ حاشیہ نمبر ۱۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴ حصہ اوّل)

جواب نمبر ۱: کنزالایمان کے نام سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن حکیم کی تفسیر نہیں "مصنف رضا خانی مذہب" نے دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ مولانا

رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کا جو اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کا نام ''کنزالایمان'' ہے اور اس پر صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ ہے۔

جواب نمبر ۲:

مصنف رضاخانی مذہب نے حسب عادت مکمل عبارت نقل نہیں کی

مصنف مذکور کی نقل کردہ عبارت

قرآن کریم میں جابجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴ حصہ اوّل)

مکمل عبارت

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لئے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کرام کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے

(کنزالایمان صفحہ نمبر ۵ حاشیہ ۱۳)

تشریح: اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء کرام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ اور ان کی بشریت تمام عیوب و نقائص سے منزہ و پاک ہے رہا انبیاء کرام کو اس لفظ سے یاد کرنا تو چونکہ فقط لفظ بشر کہنے سے ان کے مقامات و کمالات کا اظہار نہیں ہوتا اس لئے ان نفوس قدسیہ کو اعلیٰ، اکمل اور افضل البشر جیسے القابات سے یاد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فقط بشر کہنا اور بشریت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفار کا طریقہ ہے جیسا کہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔

آستانہ علی پور مدینہ منورہ کی طرح مقدس ہے۔ مصنف رضاخانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

مدینہ بھی مطہر ہے، مقدس ہے علی پور بھی

ادھر جائیں تو اچھا ہے اُدھر جائیں تو اچھا ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

آستانہ خبیثہ علی پور کو کسی اعتبار سے بھی مدینہ منورہ جیسے مقدس شہر جیسا سمجھنا بہت بڑی کمینگی ہے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

جواب: شاعر کہتا ہے کہ مدینہ منورہ بھی مطہر ہے (اپنی شان کے لائق) اور علی پور بھی مقدس ہے (اپنی شان کے لائق) جدھر بھی جائیں اچھی بات ہے۔

اس شعر میں فقط لفظی مناسبت ہے کہ دونوں جگہ (اپنی اپنی شان کے اعتبار سے) مقدس محترم ہیں۔ رہی مدینہ منورہ کی عظمت ورفعت اور خصوصیات تو وہ اپنی جگہ برقرار ہیں۔

مدینہ منورہ حرمین شریفین میں داخل ہے

نیز پروردگار عالم نے اپنے حبیب ﷺ کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں قیام کا حکم فرمایا۔ جملہ کمالات ظاہر و باطن جو عالم قوت واستعداد میں امانت رکھے تھے ان سب کو درجہ فعلیت میں لایا اور اس شہر کو تمام فتوحات کا مبداء اور برکات کے خزانوں کی کنجی گردانا، اس کی خاک پاک کو آپ کے گوہر عنصر شریف کیلئے صدف بنا کر قیامت تک اس زمین کا خطہ آپ کے وجود پاک سے مشرف ہو کر فیض بخش ملک وملکوت رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیاطین شہر مدینہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو گئے۔ (یعنی لوگوں کو برائی کی طرف انگیختہ کرنے میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں انتقال کرے اس کیلئے میں قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری

شفاعت کا شرف حاصل کریں گے وہ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ پھر اہل طائف
حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بخار اور وبائی امراض
مدینہ منورہ سے جحفہ چلے جائیں۔

(جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) طبع کراچی مترجم)

یہ شہر مقدس دجال کے وجود اور نجاست سے محفوظ رہے گا۔ بخاری و مسلم کی روایت
سے ثابت ہے کہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کی ہر گلی پر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہو گی
کہ اس کی حفاظت کریں۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے دس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا
ہے۔ (کتب صحاح ستہ)

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

قبر شریف سید عالم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مطلقاً اور بالعموم افضل و مکرم
ہے خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت ﷺ شہر
مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۴ طبع کراچی مترجم)

الزام نمبر ۲۰: "مصنف رضا مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"عیسیٰ مسیح فیل ہو گئے"

سوال: مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کیلئے اتریں گے حضرت محمد رسول اللہ
ﷺ نہیں آئیں گے پس افضل کون؟

جواب: دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے، امتحان میں دوبارہ
وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے
اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لئے ان کا دوبارہ آنا
تلافی مافات ہے۔ (جامع الفتاویٰ انوار شریعت صفحہ نمبر ۳۸۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۵ حصہ اوّل)

الجواب: مولانا نظام الدین ملتانی نے یہ الفاظ کسی عیسائی کے رد میں ذکر کئے ہیں

کیونکہ دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو ان کے افضل ہونے کی دلیل وہی لوگ بنا سکتے ہیں نہ کوئی اہل اسلام۔ یہ ایک الزامی جواب ہے لہٰذا اس کو گستاخی اور کفر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس ضمن میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ایک عیسائی کو اسی انداز میں الزامی جواب دینا اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے۔

پادری صاحب نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں، آپ نے فرمایا ہاں، پادری صاحب نے کہا تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام کی فریاد نہ کی حالانکہ حبیب اللہ کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے، خدا تعالیٰ ضرور مدد فرماتا۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے جواب دیا۔ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردۂ غیب سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے۔ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے۔ (مجموعہ کمالات عزیزی صفحہ نمبر ۴)

کیا کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کر لیا۔ نیز انہوں نے قرآن کریم کے ارشاد کے برعکس ان کو سولی چڑھایا جانا تسلیم کر لیا حالانکہ یہ کلام اللہ کی تکذیب ہے۔

الزام نمبر ۲۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''شیطان کی وسعت''

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے، ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۱۷۷ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۴ حصہ اوّل)

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مع جسم اطہر ایک ہی وقت میں بطور معجزہ مختلف مقامات پر حاضر ہونا ایک حقیقت ثابتہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ نمبر ۵۸ جلد دوم)

امام شعرانی نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے پھر ایک بزرگ حضرت ابراہیم نامی کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھا اس کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (در الغواص صفحہ نمبر ۱۶۴ تا ۱۶۶)

اور مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا:

کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام پاک وناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے الخ

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مع جسم اطہر حاضر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانیت اور بشریت کے بغیر حاضر وناظر ہونا بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت ونورانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب وبعد یکساں ہے کیونکہ عالم خلق زمان ومکان کی قید سے مقید ہے لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ورحمت عالمین پر حاوی ہے زمین وآسمان کا کوئی گوشہ نگاہ رسالت سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

(حلیۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۰۱ جلد ۶ طبع ملتان (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شخص واحد ہی نہ شمار کرلو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تا کہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تا کہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا

ہے۔(مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۴ طبع لاہور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب رہا آپ ﷺ کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اوّل)

فتاویٰ مظہری کا ایک فتویٰ اور اس کا جواب

سوال: رنڈی کے مکسوبہ مال کو کوئی شخص اپنے مکان کے کرایہ میں لے سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص لیتا ہو وہ کسی کی دعوت کرے تو اس کی دعوت کھانی چاہئیے یا نہیں؟

الجواب: اگر کسی اس شخص کو کرایہ اس مال سے ادا کرتی ہے جو اس نے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے تو مکاندار کو چاہئیے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں۔

ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب وقول علیہ السلام ولا یحل ثمن المکلب ولا حلو ان الکاھن ولا مھر البغی۔(رواہ ابوداؤد)

پس جو شخص خالص اس مال کو دعوت میں صرف کرتا ہے جو اس نے رنڈیوں کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کرنی چاہئیے۔

(فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۲۹۱)

"مصنف رضاخانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

اعلیٰ حضرت بریلوی تو فرمارہے ہیں کہ رنڈیوں کا مال تبدیل کرنے سے حلال ہو جاتا ہے مگر مولوی مظہر اللہ کہہ رہے ہیں تبدیلی نص قطعی کے خلاف ہے اور رنڈیوں کا مال ہر حال میں حرام ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۵ حصہ اوّل)

الجواب: مفتی مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(رنڈی) نے جو مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے (اور مالک مکان کو ادا کیا ہے) تو مکاندار کو چاہئیے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں

(خلاصہ)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(رنڈی نے جو مال ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہے) اس شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔(احکام شریعت حصہ دوم)

اور تبدیلی مال سے مال پاک ہو جانا مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ میں موجود ہے فتویٰ کی اس عبارت کو "مصنف رضا خانی مذہب" شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔ جس سے اظہر من الشمس ہے، کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں کوئی تضاد نہیں

فتاویٰ مظہری کی وہ عبارت جس کو مصنف رضا خانی نے نقل نہیں کیا

ہاں اگر رنڈیوں نے اس کو ناجائز کمائی سے کرایہ نہیں دیا (یعنی کسی شخص سے ادھار لے کر دیا ہے) یا یہ شخص ان کے کرایہ کے علاوہ دوسرے پاک مال کو صرف کر رہا ہے یا رنڈیوں کا دیا ہوا مال بھی مخلوط ہے مگر پاک مال اس سے زائد ہے تو ان صورتوں میں اس شخص کی دعوت قبول کرنے میں حرج نہیں۔ اشباہ والنظائر میں ہے: اذا کان غالب مال المھدی حلالا فلا بأس بقبولیتہ و اکل مالہ لم تبین انہ من حرام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۲۹۱، ۲۹۲ طبع کراچی)

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی کا فتویٰ

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے۔ اگر مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی اس طائف کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اس قدر قرض لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کر دے۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۸ طبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

الزام نمبر ۲۲: "مصنف رضا خانی مذہب" نے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف مقیاس حنفیت سے مندرجہ ذیل عنوان کے تحت ایک طویل عبارت سے دو سطریں

لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا۔

"جماع کے وقت نبی کی حاضری"

حضور ﷺ زوجین کے جفت (ہمبستری) ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلوی مذہب کے مشہور مولوی محمد عمر اچھروی اپنی مایہ ناز تصنیف میں یوں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میاں بیوی کے جماع کے وقت موجود ہوتے ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۶ حصہ اوّل)

الجواب: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل مسلم شریف کی حدیث نقل کی ہے:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا تو ابوطلحہ (گھر سے) نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابوطلحہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم نے عرض کی کہ پہلے سے آرام ہے۔ تو ام سلیم نے عشاء کا کھانا چنا تو حضرت ابوطلحہ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم نے لڑکے کے ملاحظہ فرمانے کیلئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا، جب صبح حضور اکرم ﷺ کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے۔ ابوطلحہ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی، (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت دے تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ تو مجھے ابوطلحہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتیٰ کہ تو اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ (مسلم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد ۲)

اس کے بعد مولانا اچھروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوطلحہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

حضور ﷺ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد، صفحہ نمبر ۲۷۸ جلد ۸ طبع بیروت)

پس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کو ملاحظہ فرمارہے ہیں ۔(یعنی ناظر ہیں) اور تمام دنیا آپ کے سامنے موجود ہے۔ یہ بھی آپ کے حاضر ناظر ہونے کی ایک کیفیت ہے۔ رہا مصنف رضا خانی مذہب کا یہ لکھنا کہ مولانا محمد عمر اچھروی لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میاں بیوی کے جماع کے وقت موجود ہوتے ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۶ حصہ اوّل)

خط کشیدہ الفاظ مولانا اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں کئے بلکہ ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے کذب بیانی، دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ جبکہ مولانا اچھروی مرحوم نے صاف اور کھلے الفاظوں میں تحریر کیا ہے:

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

نیز مصنف رضا خانی مذہب کا یہ لکھنا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب حاصل تھا آپ حاضر ناظر ہیں تو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۶۹ حصہ اوّل)

تو جواب اس کا یہ ہے کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اور مخلوق کیلئے ایسا علم غیب ثابت کرنا واقعی کفر ہے۔

امام ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے جو کچھ اس آیت کے بارے میں کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۴۱۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اوّلین و آخرین کے سب علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ بوندوں سے ہے۔ (الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر ۳۱ طبع کراچی، از امام احمد رضا بریلوی)

اور واقعی غیر خدا کو مع جسم ہر جگہ حاضر ماننا کفر ہے۔

الزام ۲۳: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا کو چھوڑو! پیر کو پکڑو''

بریلوی مذہب کے مولوی احمد یار خاں گجراتی اپنی مایہ ناز تفسیر جاء الحق میں لکھتے ہیں

۱۔ پیر کا مرید کے پاس حاضر ناظر ہونا۔

۲۔ مرید کا تصور شیخ میں رہنا۔

۳۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔

۴۔ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

۵۔ پیر مرید کو القا کرتا ہے۔

۶۔ پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

لیجئے اب تو خدا سے بھی چھٹی ہوئی، جو کچھ لینا ہو بس پیر کی چوکھٹ سے مل جائے گا۔ (العیاذ باللہ)۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲ حصہ اوّل)

جواب: مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جاء الحق'' میں مولوی رشید احمد

گنگوہی دیوبندی کی تالیف ''امداد السلوک'' سے ایک عبارت نقل کرکے یہ نتائج اخذ کئے ہیں جن کو مصنف رضا خانی مذہب نے مفتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرکے دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ قارئین ''امداد السلوک'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

مرید بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے۔ مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے، شیخ کو اپنے دل میں حاضر کرکے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

(امداد السلوک صفحہ نمبر ۶۸ طبع لاہور)

الزام نمبر ۲۴: ''مصنف رضا خانی مذہب'' لکھتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا فرض اور واجب ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۶ حصہ اول)

جواب: ہمارے نزدیک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحسن و مستحب ہے۔

۱۔ مولانا عبد السمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہ ہے کہ ہم اس کو مستحسنات میں سمجھتے ہیں مذہب جمہور یہی ہے اور اسی پر عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ میں۔ (انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۲۳۰، مجتبائی دہلی)

۲۔ مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قیام میلاد کو بھی عام مسلمان مستحب سمجھتے ہیں لہٰذا مستحب ہے۔

(جاء الحق ۲۵۴ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

ممانعت قیام کی احادیث کا مفہوم

۱۔ صحابہ کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہ ہوتے تھے۔

۲۔ جس کو پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

۳۔ عجمی لوگوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔ (مشکوٰۃ باب القیام)

جواب: ان احادیث میں مطلق قیام سے منع نہیں کیا گیا بلکہ حسب ذیل امور سے ممانعت ہے۔

۱۔ اپنے لئے قیام چاہنا۔

۲۔ لوگوں کا دست بستہ سامنے کھڑا رہنا اور پیشوا کا درمیان میں بیٹھا رہنا۔

اس قسم کے قیام اہل سنت کے نزدیک بھی منع ہیں۔

قیام کی اجازت

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قریظہ، سعد کے فیصلے پر راضی ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

(بخاری شریف صفحہ نمبر ۴۴۹ جلد ۲ مترجم طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس سرہٗ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کی وجہ سے جمہور علماء نے علمائے صالحین کی تعظیم کرنے پر اتفاق کیا ہے نووی نے فرمایا کہ بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے الخ

(اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا "میں مہاجر سوار کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ نے یہ الفاظ دو مرتبہ فرمائے

(عوارف المعارف، صفحہ نمبر ۱۹۰ مترجم طبع لاہور ۱۹۶۲ء، شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ)

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہٗ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اگر کوئی (کسی بزرگ ہستی کے خیر مقدم کیلئے) کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مسنون ہے۔ آپ ﷺ سے یہ روایت منقول ہے کہ جب حضرت جعفر آئے تھے تو آپ ان کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۹۰ مترجم طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

غیر خدا کی عظمت کرنا، کھڑے ہو کر مصافحہ کر کے جھک جانا ہر طرح جائز ہے۔

(عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب ملاقات الملوک)

(ف) اس جگہ جھکنے سے مراد حد رکوع سے کم جھکنا ہے تا حد رکوع جھکنا ناجائز ہے آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہونا جائز ہے۔ (درمختار جلد پنجم کتاب الکراہیۃ)

اس عبارت کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جانا مکروہ جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔

الزام نمبر ۲۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ناظر ہیں''

اے میرے یسوع میں ایمان رکھتا ہوں تو ہر جگہ موجود ہے۔

اہل بدعت رضا خانیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، اور جہاں آپ ﷺ کا ذکر پاک یا مجلس میلاد منعقد ہوتی ہے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہوتے ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۲ حصہ دوم)

الجواب: عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع بمعہ جسم ہر جگہ حاضر ناظر ہے جبکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور اہل سنت کا مؤقف

حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم ﷺ کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت

اور نورانیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے قرب و بعد یکساں ہے کیونکہ عالم خلق زمان و مکاں کی قید سے مقید ہوتا ہے لیکن عالم امران قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا بیک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت دور دراز مقامات کثیرہ اور امکنہ متعددہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور کھلم کھلا بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شخص واحد ہی نہ شمار کر لو اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تا کہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تا کہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۴ طبع لاہور)

امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اب رہا آپ ﷺ کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اوّل)

رہا آپ کا متعدد مقامات پر جلوہ افروز ہونا امر واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کرے گا مگر جاہل اور حاسد۔ اور آپ سے بغض و عناد رکھنے والا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(شمائم امدادیہ مصدقہ اشرف علی تھانوی)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم

مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بے شک حضور ﷺ اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اسی ہیئت مبارک کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے۔

(الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۱۹ جلد ۲ طبع ملتان)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے تفسیر روح المعانی سے ایک عبارت فتح الملہم میں نقل کی ہے اور یہ تسلیم کیا کہ حضور ﷺ باوجود اپنی قبر شریف میں رونق افروز ہونے کے بیک وقت متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔

(فتح الملہم جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۰۵ طبع مدینہ پریس بجنور)

(افھو ﷺ حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن اللہ تعالیٰ کیف شاء (حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۱۳۱ طبع ملتان) (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ سیوطی سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بائیس مرتبہ دیکھا اور حضور ﷺ سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصحیح کے بعد سیوطی نے ان کو صحیح کر لیا۔

(فیض الباری جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۰۴ طبع قاہرہ)

(علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام جلال الدین سیوطی کے خط کا ایک ورقہ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب کے پاس دیکھا جو کہ آپ نے اس آدمی کے سوال کے جواب میں لکھا تھا اس میں امام سیوطی نے خود ذکر کیا کہ میں ۷۵ بار عالم بیداری میں بالمشافہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہوں (تلخیص) (میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ نمبر ۴۴ جلد اوّل ☆ لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۱۷ طبع بیروت) یہ کشمیری جی کا وہم یا قوت حافظہ کا زور ہے ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا یہ تو امام سیوطی نے بوقت ضرورت اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا علیم وخبیر ذات جانے اس اظہار کے

بعد کتنی بار کرم ہوا (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

الزام نمبر ۲۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''رضا خانی مذہب میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والے بے دین ہیں''

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی اپنی تصنیف جاء الحق میں یوں لکھتے ہیں کہ ہر جگہ حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود مانے وہ بے دین ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ''خدا کو ہر جگہ میں (موجود) ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں (موجود) ہونا تو رسول خدا کی شان ہو سکتی ہے''۔

(جاء الحق صفحہ نمبر ۱۶۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۵ حصہ دوم)

''ہر جگہ میں حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدائے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے''۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۶۱)

الجواب: ہم دونوں عبارتوں کو سیاق وسباق سے نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کا دجل وفریب خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ اور ''جاء الحق'' کی عبارتوں کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

صفحہ نمبر ۱۶۱ والی مکمل عبارت

ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے ۔ کتب عقائد میں ہے ''لایجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان'' خدا تعالیٰ پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے چاند سورج تارے حور وغلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے ثم استوی علی العرش کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور بکل شئی علیم وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں علما وقدرۃ یعنی اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

صفحہ نمبر ۶۲ والی مکمل عبارت

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے) ہر جگہ ہونا تو رسول خدا ہی کی شان ہو سکتی ہے! اور اگر مان بھی لیا جائے بفرض محال تو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عطائی، حادث مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضے میں نہیں اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟ (اروحانی طور پر، جسم مثالی کے ساتھ)

"مصنف رضاخانی مذہب" کی پیش کردہ آیات کا جواب

۱۔ وما کنت لدیھم الخ تو ان کے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنی قلمیں پھینک رہے تھے الخ

۲۔ وما کنت لدیھم الخ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے لگے اپنا کام الخ

۳۔ وما کنت بجانب الغربی الخ طور کے غربی جانب جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو احکام کی وحی پہنچائی تھی نہ تو تو موجود تھا اور نہ دیکھنے والوں میں سے تھا۔ (وغیرہ)

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

اس کا جواب یہ ہے کہ معترض کو یہ سب الجھنیں اس لئے پیش آئیں کہ وہ حاضر و ناظر کے مسئلہ میں اہل سنت کے مسلک کو نہیں سمجھ سکا ان آیات کا کوئی لفظ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے مسئلہ میں معارض نہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اور آیات قرآنیہ کا مفاد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جسمانیت کے ساتھ ان مقامات پر موجود نہ تھے۔ اب آپ بتائیں کہ جسمانی طور پر موجود نہ ہونا روحانی طور پر موجود ہونے کے کس طرح معارض ہو سکتا ہے۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ ارسال رسل اوران کے زمانہ رسالت کے واقعات پر محمد ﷺ کا حاضر و ناظر و موجود نہ ہونا عالم جسمانی کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ان واقعات پر نبی کریم ﷺ کا جسمانی حضور نہ تھا اور اگر عالم روحانی کے اعتبار سے نظر کی جائے تو حضور ﷺ آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اپنے زمانہ تک ہر رسول کی رسالت اور تمام واقعات پر حاضر ہیں یہاں تک کہ حضور نے اپنی جسمانیت مطہرہ کے ساتھ ظہور فرمایا لیکن یہ ایسی باتیں ہیں جس کے ساتھ اہل عناد کو خطاب نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر صاوی، سورہ قصص)

(اعلامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: یعنی تو اس وقت کے واقعات تو ایسی صحت وصفائی اور بسط و تفصیل سے بیان کر رہا ہے جیسے وہیں طور کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہو حالانکہ تمہارا موقع پر موجود نہ ہونا ظاہر ہے اور ویسے بھی سب جانتے ہیں تم امی ہو کسی عالم کی صحبت میں بھی نہیں رہے نہ ٹھیک ٹھیک صحیح واقعات کا کوئی جید عالم مکہ میں موجود تھا پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ علم کہاں سے آیا حقیقت یہ ہے کہ اقوام دنیا پر مدتیں اور قرن گزر گئے مرور دہور سے وہ علوم محرف و مندرس ہوتے جا رہے تھے اور وہ ہدایات مٹتی جا رہی تھیں لہٰذا اس علیم وخبیر کا ارادہ ہوا کہ ایک امی کی زبان سے بھولے ہوئے سبق یاد دلائے جائیں اور ان عبرتناک و موعظت آمیز واقعات کا ایسا صحیح فوٹو دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے جس پر نظر کر کے بے اختیار ماننا پڑے کہ اس کا پیش کرنے والا موقع پر موجود تھا اور اپنی آنکھوں سے من وعن کیفیات کا مشاہدہ کر رہا تھا پس ظاہر ہے کہ تم تو وہاں موجود نہ تھے بجز اس کے کیا کہا جائے کہ جو خدا آپ کی زبان سے بول رہا ہے اور جس کے سامنے ہر غائب بھی حاضر ہے یہ بیان اسی کا ہوگا (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۵۱۱ حاشیہ نمبر ۳ طبع لاہور) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

"مصنف رضاخانی مذہب" کی پیش کردہ دوسری آیت کا مفہوم

الم تران اللہ یعلم الخ

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے، تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کا مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم کا اور نہ زیادہ کا مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں پھر

قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۷)

تشریح: منافقین اسلام کی روز افزوں ترقی سے بڑے ہراساں تھے ان میں یہ بات تو نہ تھی کہ کھل کر مسلمانوں کی مخالفت کریں لیکن ان کا خبث باطن انہیں اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے بنانے میں مصروف رکھا کرتا تھا جہاں کہیں تین چار مل بیٹھتے بڑی رازداری سے مسلمانوں کو پریشان کرنے، ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو مفلوج کرنے، ان کی صفوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کیلئے کھسر پھسر شروع کر دیتے اور یہ خیال کرتے کہ ان سرگوشیوں کی کسی کو خبر نہیں اور ان کی سازشوں پر کوئی آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس غلطی پر انہیں متنبہ فرما رہا ہے کہ تم سراسر غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہاری تعداد کتنی ہی ہو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تمہاری سرگوشیوں کو خوب سن رہا ہوں۔ قیامت کے روز تمہاری ایک ایک شرارت پر تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا چوتھا یا چھٹا ہونے سے مراد بندوں کا دیکھنا اور ان کی گفتگو سننا مراد ہے۔

الزام نمبر ۲۷: "مصنف رضا خانی مذہب" نے درج ذیل عنوانات کے تحت مختلف صفحات پر لکھا ہے۔

۱۔ ابوالفتح ہر گھر میں موجود۔ (صفحہ نمبر ۳۸ حصہ دوم)
۲۔ سیدی فتح محمد کا تمام مجالس میں حاضر ہونا۔ (صفحہ نمبر ۳۹ حصہ دوم)
۳۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ہر جگہ موجود۔ (صفحہ نمبر ۳۹ حصہ دوم)
۴۔ سید عبداللہ صومعی جنگل میں حاضر۔ (صفحہ نمبر ۳۹ حصہ دوم)
۵۔ ایک بزرگ وقت واحد میں ستر جگہ جا سکتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۴۰ حصہ دوم)

پھر اپنی خبیث عادت کے مطابق جاہلانہ تبصرہ کیا ہے اور مذہب حقہ اہل سنت پر خوب طعن وتشنیع کی ہے۔

جواب: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

محمد الحضرمی مجذوب..........کی کرامتوں میں سے ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس

شہروں میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے الخ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۲۸: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے"

مولوی عبدالسمیع بریلوی لکھتے ہیں:

ملک الموت تو ایک فرشتہ مقرب ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۱۷۴)

رضا خانی ملاں مفتی احمد یار خاں گجراتی شیطان کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

جب رب نے گمراہ گر (شیطان) کو اتنا علم دیا ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ (تفسیر نور العرفان)

"مصنف رضا خانی مذہب" کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام!

یہ ہے رضا خانی مذہب کی تعلیم کہ خدا تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ماننے والے کو کافر اور بے دین کہو اور شیطان ملعون کے ہر جگہ حاضر ناظر ماننے والے کو پکا سچا مسلمان سمجھو الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۳ حصہ دوم)

الجواب: مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح اور اسی حقیقت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے دوسرے میں نہیں ہوتی اور خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روئے زمین پر کل جگہ پر موجود ہو جانا کچھ خاصہ مخصوص خدا کے ساتھ نہیں۔

ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ

تعالیٰ نے کردیا ہے دنیا کو اس کے آگے مثل چھوٹے خوان کے۔

(تفسیر معالم التنزیل ☆ رسالہ برزخ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ☆ شرح مواہب، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

ادھر سے لے لیتا ہے جان کو اور ادھر۔ اب خیال کرو کہ ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چیونٹی مچھر کیڑے مکوڑے اور چرند پرند اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہوتا ہے۔

نیز ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے کھڑا ہوجاتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی الخ (مشکوٰۃ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموتی میں طبرانی اور ابن مندہ سے حدیث نقل کی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو، رات دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو اس قدر نہیں پہچانتے......

(تذکرۃ الموتی والقبور (مترجم) صفحہ نمبر ۱۴، ۱۵ طبع لاہور)

صاحب درمختار لکھتے ہیں کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور ان کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچالیا، بعد اس کے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کردیا ہے۔

ان احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے ارشاد کی روشنی میں اگر مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل عبارت لکھ دی ہے تو کون سا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے تم نے آسمان سر پر اٹھالیا اور غلط عقائد و نظریات قائم کرکے اہل سنت پر طعن و تشنیع کررہے ہو۔ نہ خوف خدا، نہ حشر کا ڈر۔

ملک الموت علیہ السلام تو ایک مقرب فرشتہ ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔

(انوار ساطعہ صفحہ نمبر ۱۹۲)

اور قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت کا بھی یہی جواب ہے کہ جب رب کریم نے شیطان کو اتنا علم دیا ہے کہ وہ ہر جگہ بحیثیت علم موجود ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام عالم کیلئے ہادی اور مزکی بن کر آئے ہیں۔ اگر ان کیلئے محیط زمین کا علم مان لیا جائے تو کونسی خلاف شرع بات ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں ان کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد، صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

اس وضاحت کی روشنی میں مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی۔

قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت

جب رب نے گمراہ گر (شیطان) کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تاکہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ نمبر ۲۴۳)

(نوٹ): رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۴، ۴۵ حصہ دوم پر کئے گئے اعتراضات کا جواب ہم اوراق گزشتہ پر تفصیلاً دے چکے ہیں۔ (دیکھیے صفحہ ۸۷ تا ۹۱)

قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کی پہلی عبارت کا جواب

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴۷ حصہ دوم)

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قل لا یعلم الخ اور اسی قسم کی دوسری آیات کی تشریح کی ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور لامتناہی علم کا ذکر ہے اور اس کے بعد وہ عبارت ذکر کی ہے جس کو مصنف رضا خانی مذہب نے نقل کیا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم لامتناہی، ذاتی اور بلاواسطہ پر علم غیب کا اطلاق ہوتا ہے اس حیثیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی اور متناہی پر علم غیب کا اطلاق نہ ہوگا۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

پس تمام وہ اخبار جو آنحضرت ﷺ نے دی ہیں اور غیب کی باتیں بتائیں ہیں وہ اللہ تعالٰی کے اعلام اور جتوانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے اس لئے کہ آپ سے منفی وہ علم غیب ہے، جو بلاواسطہ ہو۔ الخ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۷۳)

نیز آپ نے علم غیب کے مسئلہ میں اپنا عقیدہ یوں بیان فرمایا ہے:

آنحضرت ﷺ کو علم غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان وما یکون کا ازروئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطاء ہوا۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار، خاصہ خدائی ہے، عزاسمہ اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا۔ اور آپ کو "عالم الغیب بہ علم وعطائی ووہبی" کہا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر ۱۴)

عبارت نمبر ۲ کا جواب

قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ انبیاء واولیاء سے استمداد لینے کے جواز میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پس معلوم ہوا کہ جو لوگ آیات واحادیث کو بطور شاہد ودلیل پیش کرتے ہیں اور کاملین کے ارواح سے استعانت کی ممانعت میں ان آیات واحادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ نیز یہ ثابت کرنے کہ ان ارواح کاملین کو اپنے فریاد کرنے والوں کے حالات پر کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ نیز وہ ان آیات واحادیث سے آنحضرت ﷺ اور آپ کے تابعین سے نفی علم غیب اضافی کی ثابت کرتے ہیں جاہل اور بے علم ہیں اور حقیقت حال سے بالکل ناواقف ہیں اب ان آیات اور احادیث کو پیش کیا جاتا ہے جو ان جہال کے دلائل ہیں۔ پھر قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات واحادیث کو نقل فرمایا ہے جن کو "مصنف رضاخانی مذہب" نے غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۱ حصہ دوم)

اس کے بعد آپ نے ان کا جواب ارشاد فرمایا: ان آیات واحادیث کے متعلق یہ

تاویل ہے کہ نصوص مذکورہ کا مفاد علم غیب حقیقی کا اختصاص (خصوصیت) بحق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے اور دعوت غیر (یعنی غیر اللہ کو پکارنے) سے مراد دعوت بطریق عبادت ہے۔ اور علم وامداد کی نفی بھی بطریق اصالت ہے۔ ورنہ بصورت عدم روایت معاملہ عافیۃ الامر حسب تقاضائے بظاہر حدیث "واللہ لا ادری" الخ پر طویل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہاں الکل بچو سے جاننے کی نفی ہے۔ پھر اثبات میں احادیث نبویہ پیش کی ہیں کہ آپ آئندہ حالات سے اللہ کی عطاء سے بالکل باخبر تھے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۸۴)

الزام نمبر ۲۹: "مصنف رضا خانی مذہب" نے درج ذیل عنوان کے تحت "احکام شریعت" کی ایک عبارت نقل کر کے اس پر اپنا جاہلانہ تبصرہ کیا ہے "بندر اور گدھے سے نکاح"

عبارت: مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اسکا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اسکے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہوسکتا۔ جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۱۲ حصہ اول ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۹)

الجواب: اس عبارت میں لفظ انسان حیوان بطور مبالغہ استعمال ہوا ہے جس سے انتہائی ذلت وشدت اور نا ممکن ہونے کا اظہار کرنا مقصود ہے اور اسکا تعلق مبالغہ کی تیسری قسم سے ہے جسکو مبالغہ لغو کہتے ہیں جو عقلاً اور عادتاً ناممکن ہوتا ہے۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۵۴۲ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام)

علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) اپنے ممدوح کے متعلق [illegible]تے ہیں:

ومن سری و ظلام اللیل معتکر

والدر یضحک والمرجان من فیہ

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۴۰ مترجم طبع کراچی)

ترجمہ: اور جورات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بتہ ہوگئی ہو، تو میرے ممدوح کا چہرہ اس کو چاند کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

اور یہ بات ناممکن ہے اور عقلاً محال ہے فقط ممدوح کے چہرے کی تابانی بیان کرنا مقصود ہے۔ نیز زیر بحث عبارت میں مرتدین کی تذلیل کرنا مقصود ہے۔

الزام نمبر ۳۰: مصنف رضا خانی مذہب نے "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" سے ایک ادھوری عبارت لکھ کر درج ذیل جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

"اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا"۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۴۹ جلد ۲ طبع کراچی)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضور ﷺ کی عبادت کی اجازت نہیں دی تو یہ خدا کے اختیار ہی میں نہ تھا وہ اس پر قادر نہیں، کہ حضور ﷺ کی عبادت کی اجازت دے یہ بات زیر قدرت ہوتی تو وہ اس کی بھی اجازت دے دیتا ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۰۶ حصہ اوّل)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس ﷺ کیلئے معیار کامل ہے۔ وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا۔ یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے اور کوئی اور محبوب ہے اس کیلئے بچار کھی۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں (یعنی الوہیت عطائی نہیں ہوسکتی) باقی

تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس ﷺ ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب علیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطاء فرمائیں اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا، جیسے ارشاد ہوا (ترجمہ) اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ (القرآن) گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہود تم عزیز کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لئے بیٹا بنانا ہوتا تو انہیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد ﷺ۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۶۲ جلد ۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ویتم نعمتہ علیك۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۶)

ترجمہ: ''اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے گا''۔ (البیان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر نعمت یکہ داشت خدا شد براوتمام۔ (مدارج النبوۃ)

''مصنف رضا خانی'' خداوند قدوس کو حاضر ناظر جان کر جواب دے کہ اس عبارت میں کون سی بات قابل گرفت ہے، فقط عوام کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ خدا سے ڈرو کل بروز محشر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔

اعتراض: مصنف رضا خانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''مولوی احمد رضا بریلوی کا فتویٰ''

کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی، غلام حسین، غلام جیلانی، نظام الدین، محی الدین، تاج الدین، شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدر الاسلام وغیرذلک سب نام کو سب علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا ہے۔ اور مکروہ و ممنوع لکھا ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۷ حصہ اوّل)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

لہٰذا غلام علی اوکاڑی، غلام حسین گرجروی، غلام حسین فریدی ساہیوال، غلام حسین دیپالپور اور ان کے علاوہ ان سب رضاخانیوں کو اپنے نام نہاد مجدد احمد رضا بریلوی کی تقلید کرتے ہوئے اپنے نام تبدیل کر لینے چاہئیں۔ ورنہ احمد رضا کی تقلید کا قلادہ پھینک دیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۸۷ حصہ اوّل)

الجواب: مصنف رضا خانی مذہب نے احکام شریعت صفحہ نمبر ۷۷ کے دو جملوں کو ملا کر ایک جملہ بنا کر دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ جن سے عبارت کا مفہوم بدل گیا ہے۔

پہلی عبارت کا مفہوم

مولانا احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: کلب علی، کلب حسن، غلام حسین کلب حسین وغیرہ اسماء کے ساتھ ”لفظ محمد“ کا اضافہ کرنا جائز نہیں۔

اور اسی میں ادب ہے، نہ کہ آپ نے غلام علی، غلام حسین، کلب حسین وغیرہ نام رکھنے سے منع فرمایا۔

دوسری عبارت کا مفہوم

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے، جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخرالدین، شمس الاسلام، محی الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذلک۔ سب کو علمائے اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ ممنوع رکھا۔ اکابر دین قدس اسرارہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام نہیں، القابات ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی فخرالاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ، صدرالشریعۃ، یونہی محی الحق والدین حضور پرنور سیدنا غوث اعظم۔ معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی

سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمر سہروردی، بہاو الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الدین مسعود، نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی، محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ عنہم ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین الخ

ردالمحتار میں ہے: مصنف کے قول لا بما فیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے منع مثل محی الدین وشمس الدین کے، علاوہ ازیں اس میں جھوٹ بھی ہے الخ

(احکام شریعت حصہ اوّل صفحہ نمبر ۷۷، ۷۸ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۴۷: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

ابلیس کا علم، علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خالص الاعتقاد صفحہ نمبر ۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

اس عبارت کے معنی اس کے سوا کیا ہے کہ ابلیس کا علم حضور ﷺ سے وسیع ہے مگر وسیع تر نہیں الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۴ حصہ اوّل)

جواب: مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی درج ذیل عبارت کا رد کیا ہے جس میں وہ شیطان کیلئے زمین کا علم محیط نص قطعی سے مانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کیلئے زمین کا علم محیط ماننے کو نصوص قطعیہ کے خلاف اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان، ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے"۔

(براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۱۵۱، مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

عبارت نمبر ۴۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' لکھتا ہے کہ رضا خانی ملاؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اولیاء کرام کو بھی خدائی قدرت حاصل ہے العیاذ باللہ، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۴۷ جلد اوّل)

جواب: یہ مرتبہ تمام اولیاء اللہ کو حاصل نہیں، خواص اولیاء کاملین کا مرتبہ ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ کہ میں مرد کامل ہوں جب تک کہ ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اوّل خراسان میں کہے، سلام کعبۃ اللہ میں کہے۔ اوپر سے عرش تک دیکھے نیچے سے تحت الثریٰ تک دیکھے الخ۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۶۵۸)

حضرت حارث ابن نعمان اور حارث ابن لقمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سوال فرمایا کہ اے حارث تم نے کس حال میں دن پایا۔ میں نے عرض کیا کہ سچا مؤمن ہو کر فرمایا تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے میں نے عرض کیا: میں گویا عرش الٰہی کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھ رہا ہوں۔ (جامع کبیر از امام جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

الزام نمبر ۳۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''فرمان نبوی سے تصادم''

حامیٔ شرک و بدعت ماحیٔ توحید و سنت آدم نما ابلیس مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنی تصنیف عرفان شریعت میں اپنی جہالت اور حماقت کا یوں ثبوت دیتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

''اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نبی ہوتے''۔

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۸۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۰ حصہ اوّل)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ سے کسی شخص نے چند سوال کیے

تھے جن میں سے ایک سوال یہ تھا" کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے؟

مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: ہر حدیث حق ہے ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرنے کیلئے ثبوت چاہیئے بے ثبوت نسبت جائز نہیں ١ اور قول مذکور ثابت نہیں۔

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۱۹ طبع کراچی)

(١ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص قصداً میری طرف سے جھوٹی بات نقل کرے تو چاہیئے کہ وہ دوزخ میں داخل ہونے کیلئے تیار ہو جائے (سنن دارمی صفحہ نمبر ۹۰ مترجم طبع کراچی)

اس قدر صریح وضاحت کے باوجود فاضل بریلوی پر طعن و تشنیع کرنا جہالت و حماقت اور بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔٢

(٢ امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں: امام نووی نے شرح مہذب میں نقل کرتے ہوئے اس شیخ و امام سے جن کی جلالت و صلاحیت و امامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۳۲۴، ۳۲۵، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)۔(ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

الزام نمبر ۳۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فخر عالم کہنا بے ادبی ہے"

مولوی احمد رضا خاں بریلوی ایک مسئلہ کے جواب میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے ادبی ہے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۵: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فخر جہاں کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی (بے ادبی) ہے۔

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷۳ حصہ دوم

تشریح: "مصنف رضا خانی مذہب" نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق عرفان

شریعت کی غیر مکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت یوں ہے۔

فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی ہے شاہ جہاں کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳۹ جلد ۱ طبع کراچی)

لفظ بے معنی کا ترجمہ "بے ادبی" کرنا، سراسر جہالت ہے محمد عبداللہ خاں خویشگی صاحب فرہنگ عامرہ لکھتے ہیں: بے معنی: بے مطلب، لایعنی۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۱۱۵ ناشر مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۸۹ء)

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چونکہ لفظ فخر عالم یا فخر جہاں بے معنی الفاظ ہیں، اس لئے ان کے بجائے شاہ جہاں کہنا چاہیے جو کہ ایک با معنی لفظ ہے یعنی تمام جہاں سے افضل، یا تمام جہان کا سردار، بتائیے اس میں کون سی بات بے ادبی پر محمول ہے جس کی وجہ سے کتاب کا صفحہ بھرنے کیلئے ایک صفحہ سیاہ کر ڈالا۔

الزام نمبر ۳۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے سامنے احمد رضا"

رضا خانیوں نے مولوی احمد رضا بریلوی کو لوگوں کی نظروں میں عظیم المرتبت ظاہر کرنے کیلئے ایک من گھڑت کہانی کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

آپ اور آپ کے والد صاحب جب سید آل رسول احمد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا تشریف لائیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے تھے اور ان دونوں کو بیعت کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا، لوگوں نے تعجب کیا کہ آپ تو پہلے بہت مجاہدے اور ریاضتیں اور چلے کرواتے ہیں اور پھر خلافت دیتے ہیں، آپ نے فرمایا لوگ دل میلا کچیلا لاتے ہیں اور انہیں مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہ شفاف دل لے کر آئے ہیں اور انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی جو بیعت ہوتے ہی قائم ہو گئی اور تم احمد رضا کو کیا جانو۔ مجھے پہلے اس بات کا فکر رہتا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے پوچھا کہ اے آل رسول احمد میرے پاس کیا لائے ہو تو کیا جواب دوں گا مگر اب یہ فکر بھی دور ہو گیا اگر اللہ پوچھے گا تو میں احمد رضا کی ذات پیش

کروں گا۔(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۳ حصہ دوم)

الجواب: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ فاضل بریلوی اور ان کے والد گرامی کے پیرو مرشد نے ان کے تصفیہ قلب اور استطاعت کی بنا پر بیعت فرماتے ہی ان کو خلافت جیسے اہم منصب سے نوازا "مصنف رضا خانی مذہب" کو اس پر اعتراض کرنے کیا حق حاصل ہے۔

شیخ غلام علی شاہ علوی لکھتے ہیں:

کہ میں نے اپنے کانوں سے مرزا مظہر جانِ جاناں سے سنا وہ قاضی ثناء اللہ کو اپنے لئے ذریعہ مغفرت ٹھہراتے تھے۔

می فرمودند اگر خدا تعالیٰ بروز قیامت از بندہ پُرسید کہ بہ درگاہِ ماتحفہ چہ آوردی؟ عرض کنم ثناء اللہ پانی پتی را۔(مقامات مظہری صفحہ نمبر ۷۶)

ترجمہ: فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز مجھ سے پوچھا کہ ہمارے دربار میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو عرض کروں گا ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں۔

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۳۴: "منصف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ کو کذاب سمجھو"

خدا کو جھوٹا کذاب سمجھے یا رسول کو گالیاں دے تب بھی اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب خدا کو جھوٹا کذاب سمجھے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔

(تمہید الایمان صفحہ نمبر ۲۶ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۲ حصہ دوم)

الجواب: مصنف رضا خانی مذہب نے "تمہید الایمان" کی مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ فقط دو سطور لکھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ ہم مکمل عبارت لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے قارئین کرام پر خود مصنف مذکور کا دجل وفریب ظاہر ہو جائے گا۔

مولانا احمد رضا بریلوی، ضروریات دین کی اہمیت اور وہابیہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقط لا الہ الا اللہ کہہ لینا ہی کافی نہیں بلکہ ضروریات دین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ پہلے الزامی جواب دیا ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، جس طرح ایک آدمی کا بیٹا اس کو جو کچھ برا بھلا کہے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، اسی طرح ''فقط لا الہ الا اللہ'' کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بہتان تراشی کرنے کے بعد بھی بندہ مسلمان کا مسلمان ہی رہے گا۔ یہ عقیدہ باطل ہے بلکہ کلمہ پڑھنے کے بعد ضروریات دین پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

''معاندین و دشمنان دین کہ خود انکار ضروریات دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کرکے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور براہ اغواء و تلبیس و شیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریات دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے پس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا جل جلالہ کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول ﷺ کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے۔

(تمہید الایمان صفحہ نمبر ۸۹ طبع کراچی ۲۰۰۴ء ☆ فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۲۶)

فرمان خداوندی ہے کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ اس کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے الخ۔ (البیان)۔ (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲)

الزام نمبر ۳۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اولیاء اللہ غیب دان ہیں''

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب ہیں۔ اور جب چاہیں اپنی مرضی سے ہر بات کو معلوم کرسکتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرسکتے ہیں غیب کی بات معلوم کرنا ان کے اختیار میں ہے۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۲۰۵ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۰ حصہ اوّل)

جواب: مصنف مذکور نے اس مقام پر تین جھوٹ بولے ہیں

جھوٹ نمبرا......اولیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب ہیں۔

جھوٹ نمبر۲......''الامن والعلی'' سے جو عبارت نقل کی ہے بعینہٖ اس طرح عبارت منقول نہیں۔

جھوٹ نمبر۳......''الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۵ کی عبارت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے ہے۔

وضاحت: فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ''الامن والعلی'' میں حدیث ۱۶۹ کے تحت لکھتے ہیں: محمد بن اسحاق ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی کہ جب غزوہ حنین میں مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہوں تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا فرمائے۔ پھر انہوں نے درج ذیل اشعار حضور اکرم کی شان اقدس میں پڑھے۔

ما ان رایت ولا سمعت بواحد

فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفیٰ واعطیٰ للجزیل لمجتد

و متیٰ تشاء یخبرك عمافی غد

ترجمہ: میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتا دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل شمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا۔......معافی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کی۔ مالک بن عوف رضی اللہ عنہ رئیس ہوازن اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنا قصیدہ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کئے) فقال لہ خیراً وکساہ حلۃ، حضور اقدس ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔ (الاصابہ صفحہ نمبر ۴۵ جلد ۵ طبع بیروت)

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ نمبر ۴۴، ۴۵ جلد ۵ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

مولانا احمد رضا بریلوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ صحابی رسول نے یوں فرمایا کہ جب تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دیں گے یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ غد معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے، جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے حضور بتادیں گے یہ اسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو اطلاع غیب اس کے ارادۂ خواہش پر کردی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا۔ الخ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۳ تا ۲۰۵ (خلاصہ) طبع لاہور)

حضرت امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ نبوت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ورابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرك ماسیکون فی الغیب۔

(زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۲۱۹ جلد اوّل)

ترجمہ: چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے یہ تھی اصل حقیقت جس کو مصنف رضا خانی مذہب نے غلط رنگ دے کر پیش کیا تھا۔

الزام نمبر ۳۶: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

ا۔ "خدا حاجت روا یا جبرئیل علیہ السلام" (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰ حصہ دوم)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاجت روا ہیں: عبارت ملاحظہ ہو، "جبرئیل علیہ السلام حاجت روا ہیں"۔

(ملفوظات احمد رضا صفحہ نمبر ۱۱۱ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰ حصہ دوم)

۲۔ ''خدا حاجت روا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام''۔

بریلوی امت کا عقیدہ ہے کہ امام الانبیاء حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلا ہیں، حتیٰ کہ حضرت جبرئیل کے بھی حاجت روا ہیں۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا و مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہوسکتا ہے وہ تو جبرئیل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں

(ملفوظات احمد رضا صفحہ ۱۱۱ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۰، ۷۱ حصہ دوم)

الجواب:۔ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑ گڑاتا ہے جبرئیل امین علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے، اے جبرئیل اس کی حاجت رہنے دو کہ مجھے اس کا گڑ گڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے، اے جبرئیل! اس کی حاجت جلدی روا کردو کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حاجت روا ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا، مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس کو تامل ہوسکتا ہے! وہ تو جبرئیل کے بھی حاجت روا ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم (ملفوظات صفحہ نمبر ۹۹ جلد اوّل)

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور بعض اولیاء کاملین کو اپنے اپنے منصب ومقام کے مطابق لوگوں کی حاجت روائی، مشکل کشائی اور بلیات کو دفع کرنے کی قوت وطاقت عطا فرمائی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے لوگوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتے ہیں اس لحاظ سے ان کو مشکل کشا اور حاجت روا کہنا جائز ہے۔

حضرت سید علی المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکر ہیں وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں، چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں تین اور ہیں جن کو نقباء کہتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتا ہے جسے غوث اور قطب بھی کہتے ہیں الخ۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران و تدبیر کرنے والے اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اسکا حل وعقد و بسط و کشاد ان کے ساتھ واسطہ کر دیا ہے۔ جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے متعلق خدمت وارشاد وہدایت واصلاح قلوب وتربیت نفوس وتعلیم طرق قرب وقبول عنداللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں ...... دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکون کہلاتے ہیں الخ (الکشف صفحہ نمبر ۹۲ طبع دہلی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی سے دنیا کی سختیوں میں سے کوئی سختی دُور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دُور کرے گا۔ (ترمذی ابواب البر والصلہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام عمر حق تعالیٰ کی عبادت کی۔

(کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۴۸ طبع لاہور)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سات دن میں سے ایک ساعت کسی مسلمان کی حاجت روائی کی اگرچہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو لیکن اس کا یہ فعل مسجد میں دو

مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے الخ۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۲۸ ترجمہ اردو)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے خو بو میں مشابہت رکھنے والے تیس اشخاص زمین پر ضرور ہوں گے انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے، اور انہیں کی برکت سے مینہ دیئے جاؤ گے۔ (رواہ ابن حبان فی تاریخہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔

(رواہ ابی نعیم فی الحلیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اطلبوا الخیر والحوائج من حسان : بھلائی اور حاجتیں خوبصورت چہرے والوں سے مانگو۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

(ف) یہ خوبصورت اور روشن چہروں والے اولیاء کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض وہ بندے ہیں جنہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ (الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری م ۲۵۶ھ)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ماموں ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی شان اور معزز آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا الخ (ترمذی مع شمائل ترمذی صفحہ نمبر ۸۲۱ جلد دوم مترجم)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روشن چہرے والوں (اولیاء کرام) سے حاجتیں طلب کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدرجہ اتم حاجات طلب کرنا جائز ہوگا اور ان کو حاجت روا کہنا بھی صحیح و درست ہوگا۔

الزام نمبر ۷۳: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷ حصہ دوم)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتا ہے، اصل عبارت ملاحظہ ہو: فقال یا ابن اخی ان ربك الذی تعبدہ لیطیعك فقال و انت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعنك (ترجمہ) عرض کی اے میرے بھتیجے بے شک حضور کا رب حضور جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۸۴) نوٹ حوالہ غلط ہے۔ بلکہ صفحہ نمبر ۱۲۱ ہے۔

(مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

الجواب: مصنف مذکور نے حسب عادت بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے سیاق وسباق کو چھوڑ کر عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت یوں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابوطالب بیمار پڑے سید عالم ﷺ عیادت کو تشریف لے گئے، ابوطالب نے عرض کی۔ اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے، سید عالم ﷺ نے دعا کی الٰہی میرے چچا کو شفا دے، یہ دعا فرماتے ہی ابوطالب اٹھ کھڑے ہو گئے جیسے کسی نے بندش کھول دی حضور سے عرض کی اے میرے بھتیجے بے شک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً وتائیداً) ارشاد فرمایا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (ابن عدی امن طریق الهیثم البکاء عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ)۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۲۱)

(الکامل لابن عدی رقم الحدیث ۲۵۶۱، جلد ۷ طبع بیروت (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

یہاں اطاعت کے معنی ہیں ہر مرادِ محبوب حسب مرادِ محبوب فوراً موجود فرما دیتا ہے، اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے چچا اگر تو اس کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لے آئے اور اس کے احکام کی اطاعت (فرمانبرداری) کرے تو تو بھی

جو دعا مانگے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے گا۔ حدیث قدسی ہے، اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا (بخاری) نیز یہ فرمان نبوی ہے اور اس پر طنز کرنا، کفار و مشرکین کا شیوہ ہے۔

الزام نمبر ۳۸: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے" (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۱۹)

مصنف مذکور کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر مخلوق کے دروازے پر اپنی جبین نیاز جھکاؤ کیونکہ حضور حاکم ہیں اور خدا تعالیٰ محکوم ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

الجواب: یہ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی ہے جس کو مصنف مذکور نے نامکمل نقل کیا ہے، مکمل عبارت یوں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی، مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم خبردار رہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں۔ا (مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اوّل طبع بیروت)

(اتھانوی جی لکھتے ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں حتیٰ کہ ہم کو جو روٹیاں دو وقتہ مل رہی ہیں اور عافیت اور تندرستی اور ہمارے علوم یہ سب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی بدولت ہیں (میلاد النبی صفحہ نمبر ۱۲۱ طبع لاہور ۱۹۸۱ء) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور ہاں کیونکر کوئی جہاں میں ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے سے نہیں پھرتا۔ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۱۱۹)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا۔ (بخاری، مسلم، سنن نسائی)

الزام نمبر ۳۹: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان سے لکھتا ہے:

''اولیاء کرام مالک یا مملوک''

اولیاء کرام ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مملوک ہیں۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۹۱ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۹ حصہ دوم)

الجواب: یہاں پر بات خالق اور مخلوق کی نہیں ہو رہی بلکہ مخلوق کا تذکرہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔ عوام الناس ان کو اپنا رہبر، پیشوا اور آقا مانتے ہیں اور خود کو ان کا خدمتگار غلام اور نیازمند بتلاتے ہیں۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اولیاء کرام ہمارے مالک (آقا) ہیں ہم ان کے مملوک (خدمتگار) ہیں۔

قارئین کرام!

بتائیں اس عبارت میں کونسی بات شرک وکفر ہے جس کی وجہ سے مصنف مذکور سیخ پا ہو رہا ہے۔

الزام نمبر ۴۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خزانوں کی کنجیاں اللہ کے پاس نہیں''۔

خداوند تعالیٰ نے خزانوں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، ہر شئے کی کنجیاں، آپ کو دے دیں۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۶۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ، غرض کہ غیب کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں بریلویوں کو اس جرأت پر داد دیجئے کہ کس دلیری کے ساتھ قرآن پاک کی واضح آیات کا انکار کر رہے ہیں اور رضا خانیوں کا عقیدہ مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۱ حصہ دوم)

الجواب: فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی تالیف مدارج النبوۃ سے یہ عبارت نقل کی ہے جس کو خیانت کے ساتھ مصنف مذکور نے نقل کیا ہے، مکمل عبارت درج ذیل ہے جس کو غور کے ساتھ پڑھنے سے "مصنف رضا خانی مذہب" کے قائم کردہ اوہام باطلہ کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اورا پروردگار روے یمیں عرش و در روایتے بر عرش و در روایتے بر کرسی و مے سپارد بوے کلید جنت۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۲۷۴ جلد اول طبع سکھر)

ترجمہ: "مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کرے گا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا"۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ملا جی انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھیے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں، خزانوں کی کنجیاں زمین کی کنجیاں دنیا کی کنجیاں نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں نار کی کنجیاں (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۶۵ طبع نوری کتب خانہ لاہور)

علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

وہ (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ (جوہر منظم بحوالہ الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۰۲)

کیا ان علمائے اسلام کے عقیدے اسلام کے خلاف تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بارگاہ نبوی میں مقام

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

الزام نمبر ۴۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"احکام شریعت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں نہیں"

احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں چاہیں ناجائز فرمائیں جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۱۵۱)

صاحب رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

...... یاد رکھیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا شریعت محمدی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۱ حصہ دوم)

الجواب: یہ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی ہے جس کو علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے: یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور آئمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام صاحب نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض میں فرق اور تمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے (اللہ تعالیٰ کی مشیت سے) فرض کر دیا، جبکہ اللہ

عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں اس میں بارگاہ وحی و تشریع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا: ترجمہ (عربی عبارت) یعنی حضرت عزت جل جلالہٗ نے نبی کریم ﷺ کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں [1] جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی، حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا ہے [2] اگر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ کر دیں۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ نمبر ۶۰ جلد اوّل طبع بیروت)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

[1] یاد رکھیں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے دل میں وہی بات القا کرتا ہے جو اس کی منشاء کے مطابق ہوتی ہے اور حضور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔۱۲

[2] حدیث نمبر ۱...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مگر اذخر کو کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔ (یعنی اذخر کا کاٹنا منع نہیں ہے)۔ (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر ۲...... اگر ضعیف کے ضعف، مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز کو پیچھے ہٹا دیتا یعنی تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا (المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۴۰۹ جلد ۱۱) علامہ شعرانی (م ۹۷۳ھ) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شریعت کی کئی قسمیں ہیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی، شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ ﷺ کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمایا کہ خود اپنے رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو مستثنیٰ فرما دیا...... اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ

ہو سکے الخ (میزان الکبریٰ صفحہ ۶۷ جلد اول طبع بیروت، از علامہ شعرانی)۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

الزام نمبر ۴۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"آسمانوں اور زمین کا مالک کون"

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں عبارت ملاحظہ ہو: حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق اور زمین و آسمان کا مالک سمجھو حالانکہ رضا خانیوں کا یہ عقیدہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اور امام الانبیاء نے اسی بات کی تعلیم دی کہ تمام مخلوق اور زمین و آسمان اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس کا خالق ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۵ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات سے مختص ہیں۔

(عقائد اہلسنت از مولانا حشمت علی خاں)

یہاں بات خالقیت کی نہیں بلکہ مالکیت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک (جس قدر چاہے) عطا فرما دیتا ہے اور اس کی مالکیت عطائی، حادث اور محدود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ تمام ملک اللہ تعالیٰ کے ہیں جس قدر چاہتا ہے (اپنے بندوں کو) ملک عطا فرماتا ہے الخ (القرآن) دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: بے شک زمین اللہ کی ہے جس کو چاہتا ہے (اپنے بندوں میں سے) وارث بنا دیتا ہے۔ (القرآن)

علامہ محمد بن احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہو سکے الخ (میزان الکبریٰ صفحہ ۶۷ جلد اوّل طبع بیروت، از علامہ شعرانی)۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

الزام نمبر ۴۲: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''آسمانوں اور زمین کا مالک کون''

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ آسمانوں اور زمین کے مالک ہیں عبارت ملاحظہ ہو: حضور اقدس (ﷺ) ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۸۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق اور زمین و آسمان کا مالک سمجھو حالانکہ رضا خانیوں کا یہ عقیدہ فرمان رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ اور امام الانبیاء نے اسی بات کی تعلیم دی کہ تمام مخلوق اور زمین و آسمان اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس کا خالق ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۵ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات سے مختص ہیں۔ (عقائد اہلسنت از مولانا حشمت علی خاں)

یہاں بات خالقیت کی نہیں بلکہ مالکیت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک (جس قدر چاہے) عطا فرما دیتا ہے اور اس کی مالکیت عطائی، حادث اور محدود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ تمام ملک اللہ تعالیٰ کے ہیں جس قدر چاہتا ہے (اپنے بندوں کو) ملک عطا فرماتا ہے الخ (القرآن) دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: بے شک زمین اللہ کی ہے جس کو چاہتا ہے (اپنے بندوں میں سے) وارث بنا دیتا ہے۔ (القرآن)

علامہ محمد بن احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

؎ الا بابی من کان ملکاً و سیداً
و آدم بین الماء والطین واقف

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ ہیں اور سردار، اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ (مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اوّل)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وزیر نہ ہوں دو آسمان میں فرشتوں سے اور دو زمین والوں میں سے تو میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں زمین والوں میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما)۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۳۱ جلد ۳ مترجم طبع لاہور)

معلوم ہوا زمین اور آسمانوں کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکمیت عطا فرمائی ہے اور آپ تمام مخلوق کے آقا و سردار ہیں۔

الزام نمبر ۴۳: ”مصنف رضاخانی مذہب“ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

”اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے یا حضور“ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۵)

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام بندوں کے گناہوں کو بخشنے والے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ بخشتے ہیں“۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۵۴)

الجواب: سنن دارمی میں ہے: ذکوان ابوصالح کہتے ہیں کہ کعب جس کے پہلے مضمون میں یوں منقول ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے جو مقبول بندہ ہے نہ سخت مزاج ہوگا اور نہ سخت دل ہوگا اور نہ بازار میں چیخ کر بات کرے گا، برائی کے بدلے برائی نہ کرے گا لوگوں کے قصور معاف کرے گا اور خطا بخش دے گا اسکی پیدائش مکہ میں ہوگی الخ۔

(سنن دارمی صفحہ نمبر ۴۸ مترجم طبع کراچی)

تو زیر بحث عبارت ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ بخشتے ہیں“ کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برائی کریں، حضور برائی کے بدلے ان سے بھلائی کریں گے، ان کے قصور معاف کردیں گے اور ان کی خطائیں بخش دیں گے، اس کا تعلق حقوق العباد

سے ہے رہا کبیرہ گناہ کا معاف کرنا تو یہ رب العزت کا منصب ہے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

الزام نمبر ۴۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا حاجت روا یا حضور"

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرماتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو، "حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی مرادیں سب حضور کے اختیار میں ہیں۔ (برکات الامداد صفحہ نمبر ۱۵)

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت لوگوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ اور اس کے محبوب ﷺ کو یہ مقام بدرجہ اتم حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں ہم اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔

الزام نمبر ۴۵: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ مختار کل نہیں"

رضا خانی مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ مختار کل نہیں کیونکہ وہ مختار کل اس وقت ہو سکتا تھا جب رضا خانیوں کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خدا بنا دیتا ہے۔ اور خود کسی خانقاہ شریف میں چھپ کر کنارہ کش ہو جاتا، چنانچہ مولوی احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

۱۔ اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو یہ بھی ضرور عطا فرما دیتا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۴۲ حصہ ۲)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۷۶ حصہ ۳)

۳۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے جو زیر قدرت ربانی نہیں۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۴۲ حصہ ۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۳۲ حصہ دوم)

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

جو مملکت ومخلوقات احاطہ ربوبیت الہیہ میں داخل ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے ویسا ہی بحیثیت عموم ودعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطعلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ واصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمۃ وغیرھا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال وممتنع ہے۔

(عقائد اہل سنت صفحہ نمبر ۳۹،۳۸ مطبوعہ انڈیا)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: ''نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر''۔ (البیان)

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حضور ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل واکمل واٹل حکم ہے، وہ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر پیدا ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں۔

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عند المعتزلۃ انہ یقدر ولکن یفعل (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۳۸، طبع کراچی)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال تحت قدرت نہیں ہے۔ لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا

نہیں۔

عقائد حافظیہ میں ہے

کہ موصوف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ساتھ قدرت کے ظلم، بے وقوفی اور جھوٹ پر، اس واسطے کہ مقرر یہ چیزیں محال ہیں اور محال نہیں ہے داخل تحت قدرت کے۔ پس یہ چیزیں نہیں ہیں داخل تحت قدرت کے اور جو چیز نہیں داخل تحت قدرت کے نہ موصوف ہوگا اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے۔

شرح عقائد جلالیہ میں ہے

اور وعدہ اللہ تعالیٰ کا خلاف نہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے "ان اللہ لایخلف المیعاد "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ کے۔

پس اگر ہوتا ارادہ ازل میں نبی دوسرے کا نہ فرماتا اللہ تعالیٰ مطلقاً خاتم الانبیاء بلکہ کفایت کرتا قول اپنے پر "محمد رسول اللہ" فقط اور جو کہ اس کے ازل میں نبی ہیں وہ خارج ہے تحت قدرت کے۔ (ہدیۃ الحرمین صفحہ نمبر ۳۲ طبع انڈیا)

لہٰذا امام احمد رضا بریلوی کی زیر بحث عبارت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی کرنا اور یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ مختار نہیں، سراسر بہتان عظیم ہے۔

اسی طرح الوہیت محال ہے اور محال زیر قدرت نہیں ہوتا، اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا۔

نیز امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر الوہیت زیر قدرت ہوتی تو یہ مقام بھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیتا، چونکہ الوہیت زیر قدرت نہیں اس لئے الوہیت فقط اور فقط اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے۔

عبارت نمبر ۴۹: اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا الخ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۸۹ طبع لاہور)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: "رضا خانی مذہب" میں اس عبارت کو ایک شعر کی صورت میں لکھ

کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔
(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۲: امام احمد رضا بریلوی نے "بیعت" پر بحث کرتے ہوئے۔ "سبع سنابل" سے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مصنف رضا خانی مذہب نے سیاق وسباق چھوڑ کر چند الفاظ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بیعت کے معنی بک جانا، سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی، یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے، جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں، فرمایا تو اپنا کام کر، میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق وعقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا الخ۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۱۸۹ حصہ دوم)

مقصد ان الفاظ کے بیان کرنے کا فقط یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد مرید کی کیا کیفیت ہونی چاہیے۔ فرماتے ہیں کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا، قبلہ توجہ گاہ کو کہتے ہیں یعنی جس طرح نماز میں یا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے انسان اپنی توجہ کعبۃ اللہ کی طرف مبذول کرتا ہے اسی طرح مرید کو چاہیے کہ روحانی طور پر اپنی توجہ شیخ کامل کی طرف رکھے تو "انشاء اللہ" مرید ضرور فیض حاصل کرے گا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

مرید بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں مرید جہاں بھی ہو، دور ہو یا نزدیک اگرچہ مرید کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کرے گی لیکن پورا تعلق شرط ہے الخ۔ (امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱)

عبارت نمبر۵۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''سانپ کا محفل میلاد میں آنے کا ثبوت''

مرزا ذاکر بیگ فرماتے ہیں: مجلس میلاد شریف تھی جب خوب مجمع ہوگیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا، نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو باز رکھا الخ۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۴۶ حصہ ۴ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

الجواب: جنوں کا مختلف صورتوں میں نیک محافل میں آنا ایک امر واقع ہے ممکن ہے کہ یہ سانپ بھی کوئی نیک جن ہو جو سانپ کی شکل اختیار کر کے محفل میلاد کی مجلس میں آیا ہو۔

حضرت ابونظر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضری میں اپنے معمول سے زیادہ دیر لگائی، جب جنات حاضر ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم جس وقت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوں تو ہم کو اس وقت نہ بلایا کریں، میں نے ان سے دریافت کیا، کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا، حضرت کی مجلس میں انسانوں کی نسبت ہم لوگ بکثرت حاضر ہوتے ہیں الخ۔ (قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ)

الزام نمبر۴۶: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نسیان کے مریض تھے''۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۱ حصہ دوم)

رضاخانی حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کو بعض آیات کا نسیان ہوا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

انا علینا بیانہ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔

(ملفوظات احمد رضا صفحہ نمبر ۱۰)

اب اہل بدعت ہی سوچیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں کی تو اور کیا ہے؟ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۱ حصہ دوم)

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا مذہب

۱۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی قانون یا حکم بذریعہ قرآن وحدیث نافذ کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب وذرائع پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ علم کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ ہٹا دیتا ہے۔

۳۔ یا کوئی خاص بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھلا دیتا ہے۔ کسی حکمت کی بنا پر (خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ذہول ونسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لانسی اوانسی لاسن۔ (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۴ طبع کراچی)

(مولوی وحید الزماں غیر مقلد وہابی اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان ان پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے (مؤطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۸ طبع اسلامی اکادمی لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے تا کہ اسکے متعلق احکام سنت قرار پائیں۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

نبی کریم پر نسیان و سہو کی حالت افادہ علم اور بیان شرع کا سبب ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے سنت بن جائے بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں تاکہ اسے سنت بناؤں۔

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا بلکہ فوراً محسوس ہو جاتا ہے تاکہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو جائے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۲۰۴ جلد ۲)

امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آباد، صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں گاہے بگاہے سہو و نسیان بھی ایک احسان ہے جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا الخ

(سفر سعادت (اردو) صفحہ نمبر ۲۴۴ طبع لاہور)

اب قارئین کو ملفوظات کی عبارت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی جس کو مصنف مذکور نے غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے۔

"قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضرور، نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے "ثم ان علینا بیانہ" اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا (معنی سمجھنے میں) نسیان ہوا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۲۵۴)

الزام نمبر ۴۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"احمد رضا بریلوی کا دعویٰ نبوت"

مولوی احمد رضا نے مرنے سے قبل اپنے اعزا کو وصیت کی کہ جب میرا جنازہ اٹھاؤ تو جنازے کے آگے چلتے ہوئے مجھ پر درود پڑھیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

جب میرا جنازہ لے کر جاؤ جنازہ کے آگے پڑھیں: تم پہ کروڑوں درود اور ذریعہ

قادری (یعنی کہ بلند آواز)۔(وصایا شریف صفحہ نمبر ۹ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۹ حصہ دوم)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے مجموعہ کلام میں نبی کریم ﷺ پر یوں درود شریف نظم کیا ہے۔

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دورد
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں دورد

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۱۴۰)

آپ نے اپنے احباب کو وقت وصال وصیت کی کہ جب میرا جنازہ گھر سے اٹھایا جائے تو طریقہ قادریہ کے مطابق ذرا بلند آواز سے وہ درود شریف جو کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی شان میں نظم کیا ہے جس کا پہلا شعر ہے:

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دورد
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

جنازہ کے آگے پڑھتے جانا۔

بتایئے اس عبارت میں کون سی بات قابل گرفت اور شریعت کے خلاف ہے اور اس عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ میری ذات پر درود پڑھتے جانا سراسر جہالت، دجل و فریب اور دروغگوئی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور یہ لکھنا کہ مولوی احمد رضا نے دعویٰ نبوۃ کیا ہے یہ بہتان عظیم ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

(امام احمد رضا خاں محدث بریلی شریف نے اپنی زندگی کے شب و روز منکرین ختم نبوت و منکرین عظمت مصطفےٰ ﷺ وصحابہ و آل اطہار و اولیاء کرام علیہم الرضوان کی سرکوبی کرتے اور عشق رسول ﷺ کا درس دیتے ہوئے گزارے۔ نبوت کا شوق علمائے دیوبند کے دل میں انگڑائیاں لیتا رہا مگر نمبر غلام قادیانی دجال لے گیا چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں (۱) یہ نبوت کا آپ پر فیضان ہوتا ہے اور یہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو

نبیوں سے لیا جاتا ہے (سوانح قاسمی صفحہ نمبر ۲۵۲ جلد اوّل)۔ (۲) مولوی محمد قاسم نانوتوی کی قبر عین کسی نبی کی قبر میں واقع ہے (مبشرات دار العلوم صفحہ نمبر ۲۶)۔ (۳) سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر ۱۷ جلد ۲)۔

(۴) وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۱۶)

(۵) تھانوی جی تو باقاعدہ کلمہ بھی پڑھوا چکے ہیں (الامداد صفحہ نمبر ۳۴ طبع ۱۳۳۵ھ)۔ (۶) مولانا (الیاس) فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا تو حضرت (گنگوہی) سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نے یہی شکایت حاجی صاحب (اپنے پیر و مرشد) سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ آپ سے کوئی کام لے گا (دینی دعوت صفحہ نمبر ۵۴ طبع کراچی) مولوی الیاس کی نانی کہتی تھی کہ مجھے تجھ سے (الیاس) صحابہ کی خوشبو آتی ہے...... تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں (دینی دعوت صفحہ نمبر ۵۱، ۵۲)۔ (۷) تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو (ملفوظات الیاس صفحہ نمبر ۵۰) (۸) مولوی الیاس کی موت پر مولوی منظور نعمانی نے مسجد کے نیچے درخت کے تلے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے مضمون پر ایک برمحل اور مؤثر تقریر کی (دینی دعوت صفحہ نمبر ۱۷۱ طبع کراچی)

الزام نمبر ۴۸: مولوی احمد رضا خان بریلوی مدینہ طیبہ جیسے مقدس شہر کی بابیں الفاظ میں توہین کرتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

"مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے"

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۴)

اس سے بڑھ کر خان صاحب بریلوی کو مدینہ طیبہ کے ساتھ کیا بغض ہوگا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۴ حصہ دوم)

قارئین کرام! یہ آیۂ مبارکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال

شریف کے موقع پر تلاوت فرمائی تھی اور صحابہ کرام کو یقین دلایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے تو مولوی الیاس کی موت پر اس آیت کو پڑھنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ مولوی الیاس کا منصب کسی طرح ایک رسول کے منصب سے کم نہیں (نعوذ باللہ من ھذا لخرافات) ہم تو ایسے لوگوں پر چار حرف بھیجتے ہیں) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

الجواب: یہ عبارت مولانا احمد رضا بریلوی نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے۔ مصنف مذکور نے خیانت کرتے ہوئے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم سوال مع جواب نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے مسئلہ کی خود وضاحت ہو جائے گی۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا (یعنی کفار کے غلبہ ہند سے) ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔ اور یہ کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اسی طرف پلٹ جائے گا۔ پس اس جگہ سے کون سی جگہ افضل ہے الخ

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: المدینۃ خیر لھم ولو کانوا یعلمون مدینہ منورہ ان کیلئے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا الخ۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۴۶)

مدینہ منورہ میں آداب کی پوری پابندی نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کیلئے آئمہ کرام نے مدینہ منورہ میں مجاورت کو مکروہ کہا ہے۔ جو شخص پابندی آداب ملحوظ خاطر رکھے اس کیلئے کراہت نہیں، کیونکہ ہندوستان کے متعدد علماء کرام نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں پر وصال ہوا۔

الزام نمبر ۴۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نسبت سے جنت مل گئی''

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ملفوظ ملاحظہ ہو کہ جنت کا دارومدار نسبت پر ہے نہ

کہ اعمال صالحہ ہیں۔اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ایک عالم کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا، فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے، مانیں یا نہ مانیں یہ ان کا کام، سرکار نے فرمایا کہ بھونکتے جاؤ اس قدر نسبت کافی ہے لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے۔

(ملفوظات احمد رضا حصہ ۳ صفحہ نمبر ۴۱ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

الجواب: مولانا عبدالکریم رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی (گوشہ تنہائی) کے متعلق کچھ عرض کیا، اس پر مولانا احمد رضا بریلوی نے ارشاد فرمایا: آدمی تین قسم کے ہیں:

(۱) مفید۔(۲) مستفید۔(۳) منفرد۔

مفید: وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔

مستفید: وہ کہ دوسرں سے فائدہ حاصل کرے۔

منفرد: وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔

مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب، امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے وہ خود فائدہ حاصل کئے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) پر عزلت حرام تھی۔اس کے بعد امام احمد رضا فاضل بریلوی نے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک عالم کا خواب کا واقعہ بیان فرمایا جس کو مصنف مذکور نے نقل کیا ہے۔

جس کے بیان کرنے کا فقط یہ مقصد ہے کہ ایک عالم کو اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پہنچانے کیلئے کس قدر تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر

اس کا کام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس مشن کو جاری وساری رکھے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ پھر راعی اور کتے کی مثال پیش کی کہ کتا بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیئے سے خبردار کرتا ہے ماننا یا نہ ماننا ان کا کام۔

اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرنے والے رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں آپ نے خود ارشاد فرمایا: "العلماء ورثة الانبیاء" تو جس کو آپ ﷺ سے یہ نسبت حاصل ہو جائے ہزاروں مجاہدوں اور چلوں سے بہتر ہے۔

نیز مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خان کے نزدیک اعمال کی کچھ حیثیت نہیں فقط نسبت سے کام بن جائے گا۔ بہتان کے سوا کچھ نہیں۔

الزام نمبر ۵۰: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور ﷺ پیچھے چلتے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۵ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے رسالہ قمر التمام میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام کے پیچھے چلتے تھے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......"غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ﷺ ان کے پیچھے چلتے"۔ (قمر التمام صفحہ نمبر ۲۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۵ حصہ دوم)

الجواب: قمر التمام کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام غالب اوقات آپ ﷺ کے حکم سے کسی حکمت کی بنا پر آپ کے آگے آگے چلتے تھے۔

(امام احمد رضا محدث بریلی شریف بارگاہ رسول ﷺ کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور ﷺ سے ملاقی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ﷺ ان کے پیچھے چلتے، آگے آپ نے چار احادیث ذکر کی ہیں (۱) حضرت ہند بن ابی ہالہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)۔ (۲) حضرت عبداللہ عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں (مسند احمد صفحہ نمبر ۱۶۵ جلد ۲)۔ (۳) حضرت

کارداور وضاحت کیلئے ملک جبار اور وزیر اعظم کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلا تشبیہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام و احکام دے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے الخ۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۵۹)

"مصنف رضا خانی مذہب" کا مذکورہ عبارت پر بے بنیاد تبصرہ اس کی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے ہرگز ہرگز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم نہیں کہا بلکہ سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کی ہے۔ مثال پیش کرنے سے قبل لفظ بلا تشبیہ موجود ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تشبیہ اور مثال سے پاک ہے اور مثال فقط انسانوں کو سمجھانے کیلئے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یضرب اللہ الامثال للناس" مثالیں انسانوں کیلئے ہیں۔

اور لفظ "بلا تشبیہ" کو بلا شبہ میں تبدیل کر کے مصنف مذکور نے بددیانتی اور یہودیانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مصنف رضا خانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں بلا شبہ ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام و احکام لے کر بھیجے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

اصل عبارت

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلا تشبیہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام و احکام لے کر بھیجے الخ

(فتاوی افریقہ صفحہ نمبر ۵۹ طبع کراچی)

الزام نمبر ۵۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"ہر قسم کی نعمت خدا سے ملتی ہے یا حضور سے؟" (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۷ حصہ دوم

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم کر دیں یہ سب اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

بے شک نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور زیر حکم ارادہ اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۹)

بریلویوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۷ حصہ دوم)

الجواب: امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزائن الہیہ کو (اپنی مشیت اور اذن سے) تقسیم کرنے کا اختیار دیا ہے پھر آپ نے اس عقیدہ کے اثبات میں حدیث پاک اور بزرگان دین کے اقوال نقل کئے ہیں انہیں اقوال میں سے ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ اختیار کر دیئے جسے عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے"۔

(الجوہر المنظم فی زیادۃ قبر النبی المکرم صفحہ نمبر ۴۲ عربی، طبع مصر

علمائے اسلام کے عقائد ونظریات کو قرآن وسنت کے خلاف کہنا بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں: علامة الدهر خصوصاً الحجاز فاذا نشرت حلل الفضل وجوه الى قبلة ان حدث عن الفقه والحديث الخ۔ (ریحانۃ الاطباء صفحہ نمبر ۱۶۳)

شیخ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔

علامہ شوکانی (غیر مقلد) لکھتے ہیں: وہ زاہد تھے دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔

تقریباً ۴۱ سے زائد بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

(فوائد بر جا نافعہ صفحہ نمبر ۳۳۱ تا ۳۳۲ طبع کراچی)

اگر مولانا احمد رضا بریلوی بحیثیت ناقل گمراہ ہیں تو صاحب عبارت علامہ ابن حجر مکی کے متعلق بھی قلم کو جنبش دیجئے۔

زیر بحث مسئلہ کے مختصر دلائل

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی کہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ، پس عرض کی میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی)

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ عطا

رمائیں۔ پھر لکھا، ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوب خاص میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۹۶ جلد اوّل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انما انا قاسم واللہ یعطی'' اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشم دل سے مشاہدہ کیا کہ وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز جمیع کائنات ہے ہر چند کہ وہاب مطلق (عطا فرمانے والا) اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن کسی کو فیض پہنچا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے پہنچا ہے اور مہمات ملک و ملکوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں اور معلوم ہوا کہ ساری خدائی کو انعامات شب و روز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔ (مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۲۱۱ مترجم)

الزام نمبر ۵۳: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان (شیخ عبدالقادر جیلانی) میں متجلی ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

''......جس طرح ذات حق احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرمائیں''۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۶)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کی صفات ایک امتی میں ماننا سراسر جہالت اور شریعت محمدی

سے بُعد اختیار کرنا ہے اور جو صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہیں وہ ایک امتی میں تصور کرنا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید توہین ہے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۷ حصہ دوم)

الجواب: مصنف مذکور نے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں۔ جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے...... تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے الخ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۰۶ طبع کراچی)

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم واکمل ہیں اور اس کے جمال وجلال اور کمال کا آئینہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خیر الوریٰ امام رسل۔ مظہر اتم
او از خدا و ہرچہ از منتشی ازو

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۱ طبع کراچی)

آپ بہترین مخلوق امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں آپ خدا سے ہیں (یعنی سب سے بلاواسطہ آپ (نور محمدی) کو پیدا فرمایا۔ اور دوسری چیزیں آپ سے ہیں (یعنی باقی تمام چیزیں آپ کے طفیل پیدا ہوئیں)۔

حضرت شاہ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پاک پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم واکمل ہیں اور اس کے حسن وجمال کی جلوہ گاہ ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹)

جابر سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے آگے چلتے اور پشت اقدس فرشتوں کیلئے چھوڑ دیتے (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۲، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۰۲ جلد ۳، موارد الظمان صفحہ نمبر ۵۱۵ رقم الحدیث ۲۰۹۹)۔ (۴) امام دارمی نے بہ اسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری پیٹھ فرشتوں کیلئے چھوڑ دو (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۹ جلد اوّل) اب بتایئے کون سی بے ادبی ہے ملاں جی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بغض وعناد رکھ کر اس قدر مخبوط الحواس ہوگئے کہ ان کی عبارت سمجھ نہیں سکتے، سمجھیں کیسے دماغ میں جو دیو ہے (ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ)

بتایئے اس میں کون سی بات قابل گرفت ہے جبکہ خالق کائنات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور حکم ماننے کا ایمانداروں کو حکم دیا ہے۔ جس پر درج ذیل آیات قرآنی شاہد ہیں۔

۱۔قل اطیعوا اللہ والرسول ۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۲)

۲۔و اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۲)

الزام نمبر ۵۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ السلام اپنے رب کے وزیر اعظم ہیں''۔

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں، بلاشبہ ملک جبار ذوالاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے''۔

(فتاوٰی افریقہ صفحہ نمبر ۴۴ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷ حصہ دوم)

الجواب: امام احمد رضا بریلوی سائل کی درج ذیل روایت:

● کہ روزی پیغمبر ﷺ در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند و باتمامی اصحابان صغار وکبار وعظ وحدیث شریف بیان میفرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام درخدمت پیغمبر ﷺ در آمد پیغمبر ﷺ از سبب بیان حدیث و وعظ بطرف وحی علیہ السلام متوجہ نشدند و وحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ و کدورت بسیار در خاطر کردند الخ۔ (فتاوٰی افریقہ صفحہ نمبر ۵۵، ۵۶)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اور بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں اور خزائن بخشش کی کنجی ہیں۔(انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۳۰)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام سرداروں کے سردار آئینہ حق اور میزان دین اور معیار صدق اور کتاب الٰہی کے حامل اور خدا کے بندے ہیں۔(مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۷ طبع لاہور)

قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں: غرض آپ کی ہر ادا خداوندی کا جلوہ اور ہر شان شان الٰہی کا پرتو ہے بلاتشبیہ یوں کہو کہ حضور آئینہ حق نما ہیں جس میں شئون ربانی جلوہ گر ہیں فرق اتنا ہے کہ آئینہ سے باہر اصل ہے اور آئینہ کے اندر عکس ہے۔ مگر ہاں آئینہ کی تصویر تابع مطلق ہے............ غرض حضور عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات و کمالات الٰہیہ کے، ہاں معاذ اللہ حلول وغیرہ کا تخیل نہ پیدا کر لیا جائے۔ کیونکہ آئینہ میں بھی اصلی نور حلول نہیں کر سکتا اس کا ظل اور عکس جلوہ گر ہوتا ہے پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظل اپنی ہی جگہ وہ اصل ہے یہ ظل ہی کہلائے گا۔ وہاں وجود اصلی ہے یہاں ظل ہے وہاں ثبوت ہے یہاں محض ظہور ہے وہاں حقیقت ہے یہاں مجاز ہے یعنی یہ ایک رسمی اور اسمی اشتراک ہے حقائق الگ الگ ہیں۔

(شان رسالت، قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۴۱، ۴۰، ناشر مدرسہ خیر المدارس ملتان بار دوم)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسی طرح حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کمالات کے مظہر اور صفات مصطفویہ کے آئینہ ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل بیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور ہوتا ہے۔ خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا حتیٰ کہ شیخ محی الدین (غوث اعظم) مجددین بن گئے

اگر چہ رسول اکرم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت شیخ میں اور ہی قسم کا جمال و کمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضرت ﷺ کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۵، ۲۶ مترجم)

الزام نمبر ۵۴: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خالق حاجت روا یا مخلوق" (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۴ حصہ دوم)

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام حاجت روا ہیں۔ سب مرادیں حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ الحمد للہ یہ حدیث جلیل ونفیس صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اکرم ﷺ نے اعنی فرمایا میری اعانت کرا اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور کا مطلق طور پر سل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت دور فرما سکتے ہیں، دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔

(فتاوٰی افریقہ صفحہ نمبر ۱۱۸ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۴ حصہ دوم)

الجواب: مصنف مذکور نے فتاوٰی افریقہ سے خیانت کے ساتھ یہ عبارت نقل کی ہے: اصل عبارت ملاحظہ ہو: مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(اب سنئے برکات الامداد سے صفحہ نمبر ۵ حدیث نمبر ۱۴) صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پرنور سید العالمین ﷺ نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو، فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے (عربی الفاظ)

الحمد للہ! یہ جلیل نفیس حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس ﷺ نے اعنی فرمایا کر میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور اقدس ﷺ کا

مطلق طور پر سل فرمانا ما نگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں، دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس کے بعد امام احمد رضا نے اس حدیث کے تحت شارحین حدیث نے جو تحریر کیا ہے وہ قلمبند کیا ہے۔

ا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں: از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

۲۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں: یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ عطا فرمائیں ، پھر لکھا ہے یعنی امام ابن سبع وغیرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۲۳،۱۲۲)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے خزائن کا (جو مخلوق کے قابل ہیں) کا مالک ومختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت جس کو چاہیں جب چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ اس عقیدہ پر طعن کرنا گویا حدیث پاک اور بزرگان دین کے اقوال پر طعن کرنا ہے جو سراسر گمراہی و بے دینی ہے۔

الزام نمبر ۵۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ آدمیوں کے مالک نہیں''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴ حصہ دوم)

......''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں''۔ (الامن والعلیٰ)

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۴ حصہ دوم)

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کونین کا مالک بنایا ہے۔ اور

آپ کی یہ ملکیت عطائی اور حادث ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وملکیت کی نفی نہیں ہوتی۔ فرمان خداوندی ہے: "تمام ملکوں کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرما دیتا ہے" (مفہوم) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام آدمیوں کے مالک ہیں اور وہ حضور کے غلام وخادم ہیں (نوٹ) اوراق گزشتہ پر اس مسئلہ کی ہم وضاحت کر چکے ہیں۔

الزام نمبر ۵۶: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"قرآن نور یا احمد رضا خاں بریلوی"

رضاخانی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ ہر کتاب کی پیشانی پر احمد رضا کو حضور پر نور لکھتے ہیں جیسا کہ وصایا شریف اور ملفوظات پر بھی موجود ہے اس کے علاوہ تقریباً ہر کتاب پر موجود ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضور پرنور اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ عنہ۔ (احکام شریعت)

۲۔ ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۳ حصہ دوم)

الجواب: نور سے مراد ہدایت کا نور ہے۔

پرنور: سراپا نور۔ یعنی آپ کی ذات انسانوں کیلئے مینارہ نور ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد کے متعلق لکھتے ہیں:

حضرت پیر ومرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیاء الخ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۷)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۵۷: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فاضل بریلوی کا جاہلانہ عقیدہ"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

.... "اللہ عزوجل نے بلاشبہ نبی کریم ﷺ کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی

سے یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا"۔

(مجموعہ رسائل حصہ اوّل)(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

الجواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا: آپ نے ارشاد فرمایا اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا الخ۔

(۱)......(مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۹، طبع مصر از امام قسطلانی (م ۹۲۳ھ)

(۲)......(سیرت حلبیہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۵۰، از ابوالحسن نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی القاہری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۴۴ھ)

(۳)......(زرقانی شرح مواہب صفحہ نمبر ۴۶ جلد اوّل طبع مصر ۱۳۲۵ھ، از شیخ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی (م ۱۱۲۲ھ)

(۴)......مجربات غزالی از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع لاہور)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

من نورہٖ: عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی، ذات رسالت کیلئے مادہ ہے۔ جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا یا عیاذ باللہ، ذات الٰہی کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شئے میں حلول ہونے سے پاک ومنزہ ہے۔ (صلوٰۃ الصفا صفحہ نمبر ۴۷)

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نورہٖ کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اوّل) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا، اسکے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مادہ ہے (نعوذ باللہ) حضور کا نور، اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔

(رسالہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۹)

مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سابق مفتی محمد انور دیوبندی لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نور من نور اللہ کہا جاتا ہے یا نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ذات خداوندی سے ایک جز لے کر اسے ذات نبوی کیلئے مادہ قرار دیا گیا اور ایسا کہنا بالکل غلط ہے۔ (خیر الفتاویٰ صفحہ نمبر ۴۶ جلد اوّل)

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث جابر کے الفاظ من نورہٖ کا مطلب لکھتے ہیں: نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۶ ناشر تاج کمپنی لاہور)

امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ حدیث (نور) بہت سے معانی کا مجموعہ ہے اس کا انکار وہی کرے گا جو کمالات نبوت سے واقف نہ ہوگا۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۲۸)

اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کو جاہلانہ کہنا خود جاہل ہونے کی دلیل ہے۔

الزام نمبر ۵۸: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"پیر کا ہاتھ خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے بہتر ہے"۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۱ حصہ دوم)

......"حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۵۱ حصہ ۲)

الجواب: فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ بیعت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا

ہے۔(یعنی بیعت ہونے کے بعد کسی اور کی طرف التفات نہ کرے ہاں بزرگان دین کی زیارت کرسکتا ہے) بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں چار باتیں ہوں۔

۱۔سنی صحیح العقیدہ ہو۔

۲۔کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔

۳۔اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

۴۔فاسق معلن نہ ہو۔

اسی سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمایا: لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنی نہیں جانتے (مرید کی اپنے شیخ کے ساتھ پختگی وابستگی بیان کرتے ہوئے فرمایا) کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان کے مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

(ملفوظات صفحہ نمبر ۱۶۳،۱۶۴ حصہ دوم)

ہمت باطنی کی ایک مثال

قطب دوراں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (م ۱۳۱۳ھ) کے پاس ایک شخص آرہا تھا راستے میں ندی پڑتی تھی اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا اور آپ کی امداد و استعانت کا طلب گار ہوا، گھوڑا فوراً دلدل سے نکل آیا جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان مع کیچڑ موجود تھے۔ (جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند صفحہ نمبر ۳۹۲، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب طبع

لاہور)(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۵۹: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"عقیدہ ختم نبوت پر حملہ" (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی رقمطراز ہیں:

حضور کی صحبت میں سب لوگ نبی ہو سکتے تھے قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری نبی ہو جائے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

مسیلمہ ہندوستان مرزا غلام احمد قادیانی جزوی رسمی اشتراک رکھنے والے فاضل بریلوی اسی طرح انگریز سرکار کے خادم تھے جس طرح مرزا قادیانی...... اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو بدنام کیا۔ جن میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند بھی ہیں الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مولانا احمد رضا بریلوی ایک حدیث پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے دعا قیامت کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اوّل میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور انکے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشاں ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت، تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اوّل ہیں۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ تابندہ اعضاء، امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری انبیاء ہو جاتے۔

(رواہ احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد طیالسی وابویعلی) (عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

الجواب نمبر ۲: مصنف مذکور نے فتاویٰ افریقہ سے عبارت نقل کرتے وقت

خیانت سے کام لیا ہے۔

مصنف مذکور کی نقل کردہ عبارت

"...... حضور ﷺ کی صحبت میں سب لوگ نبی ہو سکتے تھے قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری نبی ہو جائے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

فتاویٰ افریقہ کی اصل عبارت

"...... اثر وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے"۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

بجز اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

الجواب نمبر ۳: رسول اللہ ﷺ نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا...... جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اوّل ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضاء امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہوتی۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۲)

خط کشیدہ الفاظ سابقہ امتوں کے الفاظ ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے مگر آپ نے ان الفاظ کو سن کر ان پر کوئی جرح نہیں فرمائی، مصنف مذکور کو ان پر جرح اور تنقید کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔

الجواب نمبر ۴: یہ الفاظ بطور مبالغہ استعمال ہوئے ہیں جن سے امت محمدی کی تعریف و توصیف کرنا مقصود ہے۔

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی محمد قاسم مسئلہ ختم نبوت میں ہم نوا ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائیوں کا مؤقف

پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت (ما کان محمد ابا احد الخ) پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم ﷺ کی عزت و شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے الخ

(احمدیت کا پیغام صفحہ نمبر ۱۰، ۹، پبلشر: عبداللہ الٰہ دین، حیدر آباد دکن بار دوم ۱۹۵۰ء)

مسئلہ ختم نبوت اور دیوبندیوں کا مؤقف

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے اور اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

(نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی یا آپ کی صفت کے ساتھ پورا صلوٰۃ و سلام لکھنا واجب ہے صلعم یا ص لکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس کو کفر کہا ہے (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

اجرائے نبوۃ کا دروازہ کس نے کھولا جس کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی داخل ہوا

ا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۴)

نیز لکھتے ہیں: ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوۃ لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدورہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۳)

''مصنف رضا خانی مذہب'' ذرا ہوش وحواس کو برقرار رکھتے ہوئے جواب دے کہ انگریز کے خادم مولانا احمد رضا بریلوی تھے، یا مولوی محمد قاسم نانوتوی جس نے اجرائے نبوۃ کا دروازہ کھول کر مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کیا۔!

(قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں حضور ﷺ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔ (آفتاب نبوت صفحہ نمبر ۸۲) مزید لکھتے ہیں ختم نبوت کے یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے (خطبات حکیم الاسلام صفحہ نمبر ۵۵ جلد اول طبع ملتان) مولوی عبدالقادر رائے پوری دیوبندی مرزا غلام احمد قادیانی دجال سے شرح صدر کیلئے دعا کراتا رہا اور مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھتا رہا تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (سوانح عبدالقادر رائے پوری صفحہ نمبر ۵۶ تا ۶۲ طبع کراچی) دیوبندی مرزائی بھائی بھائی (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

الزام نمبر ۶۰: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ پردے کے پیچھے''۔

رضا خانی ملاں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرنے کیلئے ایک خالص جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''...... حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کو خواب میں حضرت غوث پاک کی زیارت ہوئی میاں صاحب نے عرض کیا حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے اور ارشاد

ہوا، فرمایا بریلی میں احمد رضا خاں، بیداری کے بعد حضرت میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے واپس آکر فرمایا، میں نے دیکھا کہ ایک پردے کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔

(عرفان شریعت صفحہ نمبر ۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۰ حصہ دوم)

اس واقعہ کو لکھ کر حسب عادت مصنف مذکور نے غلط اور جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

الجواب: اس واقعہ کو اور بھی بہت سے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی تصانیف و تالیفات میں نقل کیا ہے جس سے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فنا فی الرسول اور نائب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ نیز یہ خواب اور مشاہدہ بھی اس ولی کامل کا ہے جس کی ولایت کے علماء دیوبندی بھی قائل ہیں۔ (دیکھیے ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند)

الزام نمبر ۶۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اصل وطن بریلی ہے'' (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۱)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل وطن بریلی شریف ہے جہاں ابو لولو احمد رضا کی پیدائش ہوئی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضور علیہ السلام کا وطن بریلی ہے۔ (تمہید الایمان بحوالہ تحفۃ الموحدین صفحہ نمبر ۴۱)

حضرات! ہر باہوش انسان اس بات سے واقف ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل وطن مکہ مکرمہ ہے...... وطن اصل مکہ مکرمہ کی بجائے بریلی کے شرک کے اڈے کو قرار دینا یا وہ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۱ حصہ دوم)

الجواب: آج سے کافی عرصہ پہلے جو تمہید الایمان شائع ہوئی اس کی ابتداء میں مولانا احمد رضا بریلوی کے حالات لکھے ہوئے تھے جن میں ایک فقرہ یہ تھا۔

''حضور اعلیٰ حضرت کا وطن بریلی ہے''

اس فقرہ میں خیانت کی کہ ''اعلیٰ حضرت'' کی جگہ علیہ السلام لکھ کر لفظ حضور کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی اور فقرہ یوں بنا ڈالا:

''حضور علیہ السلام کا وطن بریلی ہے'' (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

الزام نمبر ۶۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"شفاعت کی حاجت نہیں"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

مولوی احمد رضا بریلوی کا عقیدہ ہے کہ یوم النشور پیغمبر دو عالم ﷺ شفاعت کی کیا ضرورت ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......" کہ محتاج ہی منشا شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو"۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۸)

اب رضا خانی سوچیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا کون منکر ہوا الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۴ حصہ دوم)

الجواب:

مسئلہ شفاعت اور اہل سنت و جماعت کا موقف

محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

شفاعت رسول اللہ ﷺ بحق اہل کبائر حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔

جن آیات میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے۔ "مصنف رضا خانی مذہب" حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

"زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کی نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بے دینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے" الخ۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر ۱۳۸)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے مگر انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کے مقبول اور برگزیدہ بندے ہونے کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ انبیاء و اولیاء کی شفاعت کا انکار کرنا بے دینی ہے الخ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ (رواہ ابن ماجہ عن عثمان بن عفان، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۸۷ جلد ۳ مترجم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے اہل کبار (گنہگاروں) کیلئے ہوگی۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۷۵ جلد ۳)

مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں سراسر جھوٹ اور دروغگوئی ہے۔

الزام نمبر ۶۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھائی ہیں"۔

مولوی احمد رضا بریلوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھائی ہیں فرمایا کہ

……"اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجالاؤ"۔

(الزبدۃ الزکیہ فی تحریم السجود تحیہ صفحہ نمبر ۷۷)، (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۰، ۲۵۱ حصہ دوم)

الجواب: یہ امام احمد رضا بریلوی کا فرمان نہیں بلکہ امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد گرامی ہے آپ نے فرمایا: "اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم بجالاؤ"۔

(امسند احمد صفحہ نمبر ۷۶ جلد ۶ طبع بیروت (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

یعنی عبادت کے لائق فقط اور فقط اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک ہے اور میں خالق نہیں بلکہ مخلوق ہوں اس ناطے سے میری تعظیم و تکریم کرو، اب مخالفین ہی بتائیں کہ بھائی کہنے میں تعظیم و اکرام ہے یا: امام الانبیاء شفیع المذنبین، محبوب کبریا وغیرہ کہنے میں

تعظیم کا پہلو پایا جاتا ہے۔

نیز اس حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی تعظیم کرو، آپ ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ مجھے بھائی کہو۔

الزام نمبر ۶۴: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ بغض کی دلیل"

مولوی احمد رضا بریلوی کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں کہ

......"اس نیت سے درود شریف نہ پڑھو کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہو"۔ (وظیفہ کریمہ صفحہ نمبر ۱۷☆رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۱ حصہ دوم)

الجواب: فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چند مختصر درود شریف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں (بعد نماز عشاء) طاق بار جتنا نبھ سکے حصول زیارت اقدس کیلئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کیلئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے انکا کرم بے حد وانتہا ہے۔

فراق ووصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

(الوظیفۃ الکریمہ صفحہ نمبر ۱۳،۱۴ طبع لاہور)

قارئین کرام!

بتائیں اس میں کون سی بات قابل گرفت تھی جس کو مصنف مذکور نے لکھ کر بغض رسول کی دلیل قرار دیا ہے۔

الزام نمبر ۶۵: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"نالائق اور احمق وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے"

بریلوی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے اور ادب سکھانے کیلئے نالائق اور احمق وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا (العیاذ باللہ)

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......مولا کو شایان ہے کہ اپنے محبوب نبی علیہ السلام کو جس عبارت سے (چاہے) تعبیر فرمائے، یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کو اس کی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے کیلئے نالائق، احمق وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا۔

(فتاویٰ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳ جلد ۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ دوم)

الجواب: مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمام کائنات عالم کا خالق و مالک ہے۔ تمام کائنات بلکہ انبیاء کرام بھی اسی کے در کے محتاج ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان پر عتاب کا ہونا برحق ہے۔

عتاب کا مفہوم

غضب کے معنی ہیں ''شدت'' جو ہیجان نفس کے ساتھ کبھی بارادہ انتقال ہوتا ہے اور کبھی بصورت غصہ، جو غصہ ارادہ انتقام کے بغیر ہو اسے لفظ عتاب سے تعبیر کر سکتے ہیں مگر یہ عتاب ملامت اور مذمت کیلئے ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی نبی کو ایسا عتاب نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ نبوت عطا فرما کر اپنے نبی کو ملامت یا مذمت کا ہدف بنائے البتہ بظاہر خلاف اولیٰ کام پر انبیاء علیہم السلام کی طرف صورتاً عتاب متوجہ ہوا مگر حقیقت میں وہ محبت بھرا خطاب ہے۔ اہل لغت نے عتاب کے معنی ''مخاطبۃ الادلال لکھے ہیں یعنی محبوب کی لاپروائی یا بے توجہی پر محبت بھری خفگی کا اظہار۔

(التبیان مع البیان صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ از علامہ سید احمد سعید کاظمی)

ایسی حالت میں رب العزت جل شانہ جن الفاظ سے یاد فرمائے (انبیاء کرام کو) وہ مالک و مختار ہے لیکن امتی کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کیلئے وہی الفاظ استعمال کرے۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور بعض متکلمین فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی لغزشیں ظاہر میں تو لغزشیں ہوتی ہیں

لیکن حقیقت میں وہ ان کی کرامتیں اور قرب ہیں۔ (شفاء صفحہ نمبر ۲۳۵ مترجم جلد ۲)

نیز فرماتے ہیں:

بعض علماء نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے ایک ذرہ بھر لغزش پر بھی گرفت ہو جاتی تھی کیونکہ خدا کی بارگاہ میں ان کی بڑی منزلت ہوتی ہے الخ۔

(شفاء صفحہ نمبر ۲۳۴ مترجم جلد ۲ طبع لاہور)

اس کے بعد فاضل بریلوی نے عوام الناس کو سمجھانے کیلئے باپ اور بیٹے کی مثال دی ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو متنبہ اور ادب سکھانے کیلئے جو چاہے الفاظ استعمال کرے مگر دوسروں کو اس کے بیٹے کے حق میں کہنا درست نہیں۔

الزام نمبر ۶۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''احمد رضا خان بریلوی کا سفید جھوٹ''

آئمہ دین فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پرنور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا ہے کہ منتہائے نظر وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وھبتھم لك میں نے سب تمہیں بخش دیئے۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی صفحہ نمبر ۷۷ جلد ۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۷ حصہ دوم)

الجواب: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۰ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ پر نقل کیا ہے علاوہ ازیں صاحب بہجۃ الاسرار نے بھی شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے روایت کیا ہے۔

عبارت نمبر ۱۵:

ا۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے سورۃ احزاب کی پہلی آیت یایھا النبی کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)

۲۔سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۸ یا یہا النبی کا ترجمہ اے غیب بتانے والے (نبی)

۳۔اسی طرح سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۹ یا یہا النبی کا ترجمہ اے غیب بتانے والے (نبی)۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۳ حصہ دوم)

الجواب:

نبی اور رسول کی تعریف

نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغی احکام کیلئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔(شرح عقائد نسفی از علامہ تفتازانی)

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ یا اعتقادی مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں جن کی تبلیغ کیلئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

امام نسفی "بالغیب" کے تحت لکھتے ہیں: یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو۔جن کی خبر نبی کریم ﷺ نے ان کو دی ہو۔مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ۔

امام قرطبی نے الذین یؤمنون بالغیب میں لفظ "غیب" کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا ایک قول یہ ہے کہ یہاں "الغیب" سے مراد قرآن اور اس کے غیوب ہیں۔دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں، جیسے علامات قیامت، عذاب قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہیں: یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔

جلالین میں ہے (الغیب) یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جیسے

مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت ودوزخ الخ

امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی واخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ اور اس کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ اور عقول کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔ (المفردات القرآن)

صاحب لسان العرب اور صاحب تاج العروس فرماتے ہیں: یعنی فراء نے کہا نبی وہ ہے جس نے اللہ کی طرف سے خبر دی۔ اس کا حمزہ متروک ہو گیا الخ

(لسان العرب جلد ا تاج العروس جلد ا)

معلوم ہوا کہ آج تک کسی اہل حق نے نبی کا ترجمہ "غیب دان" کے لفظ سے نہیں کیا۔ نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔ اعلیٰ حضرت نے لفظ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور اس معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ یقیناً صحیح ہے۔

الزام نمبر ۶۷: مصنف رضا خانی مذہب لکھتا ہے:

اب اختیارات کلی کی ایک من گھڑت کہانی احمد رضا خان بریلوی کی زبانی سنیے وہ لکھتے ہیں کہ: ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے دو، وہ نہ دیتا تھا فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دو، ورنہ دکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی، معلوم ہوا کہ بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی

خالی پایا پھر اس کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا۔ اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الث دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت سے پکڑے ہوئے تھا۔

(ملفوظات احمد رضا خاں صفحہ نمبر ۷۶، ۷۷ جلد۲)، (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

الجواب: یہ اہل اللہ کی باتیں ہیں "مصنف رضا خانی مذہب" کور باطن ان کو کیا سمجھے۔ نیز اللہ کے بندوں پر طعن و تشنیع کرنا سوائے بدبختی کے اور کچھ نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میرے ولی کو تکلیف دی میں اسے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

(مفہوماً)(مشکوٰۃ شریف)

(۱) الدولۃ المکیہ۔ (۲) مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت۔ (۳) خالص الاعتقاد۔ (۴) بہار شریعت۔ (۵) جاء الحق۔ (۶) مقیاس حنفیت وغیرہ کی عبارات کا جواب جن کا تعلق "مسئلہ علم غیب" سے ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۲ تا ۲۹۸)

مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا موقف

بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر مبارک تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنہ و آیات کبریٰ و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعد و اشقیاء علم ما کان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے جمیع جزئیات خمسہ کا علم جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

علم الٰہی (جل جلالہ) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم مستفاد، اسے بالواسطہ بالعرض عطائی اور وہبی کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ممکن ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی اور ابدی حقیقی اور حضور ﷺ کا علم حادث ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم مخلوق ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی اور حضور ﷺ کا علم متناہی ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور ﷺ کا علم مقدور ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے زیر قدرت ہے)

۷۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقا اور حضور ﷺ کا علم جائز الفناء ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور ﷺ کا علم ممکن التبدل۔

۹۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلے میں حضور ﷺ کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں ہے۔ جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔ ہاں ضرور ہے کہ حضور ﷺ کا یہ حادث و عطائی اور محدود علم اتنا محدود نہیں جتنا بعض افراد نے سمجھ رکھا ہے اس کی وسعتوں کو دینے والا جانتا ہے یا لینے والا یا سکھانے والے کو پتہ ہے یا سیکھنے والے کو، ہم تم کس گنتی میں ہیں ۔ جبرئیل علیہ السلام بھی وہاں دم مارنے کی مجال نہیں رکھتے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ (القرآن الکریم) اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائی۔ علم و معرفت کی وہ وسعتیں اور بے کرانیاں جن پر بیان کا ہر جامہ تنگ ہے اس کی حد برآری ہم کرنے لگے تو ٹھوکریں نہیں کھائیں گے تو اور کیا ہوگا۔

۱۰۔ حضور ﷺ کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا ہے اور اسکی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی ہے

۱۱۔ حضور ﷺ کو کوئی بات جاننے کیلئے توجہ کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ توجہ کا محتاج نہیں۔

مصنف رضا خانی مذہب کی علم غیب کی نفی میں پیش کردہ آیات کا مفہوم

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔ (روح المعانی جلد دوم)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتا۔ (تفسیر مظہری، سورہ نمل طبع دہلی)

امام ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اوّلین و آخرین کے سب علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعے کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ بوندھوں سے ہے۔ (الدولۃ المکیہ، صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی، از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی)

نیز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل مہمہ سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت و رسالت سے ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں، قرآن و حدیث سے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک نعماء ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اذن الٰہی اور عطاء خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن

دینے پر قادر ہے۔ اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہوسکتا۔ شرک جب ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے لیکن اپنی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع بلکہ شاہد ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الہیہ کے منافی حضور ﷺ کیلئے کوئی حکم اور اختیار نہیں ہے اور عطاء الہی سے کل اختیارات حضور پرنور سید عالم کیلئے حاصل وثابت ہیں۔

الزام نمبر ۶۸: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"سند پکڑنا جائز ہے"

رضا خانی امت کا عقیدہ ہے کہ قرآن وحدیث کے صریح احکامات کو چھوڑ دیعنی کہ پس پشت ڈال دو، پس صرف بزرگوں کے قول کو سند پکڑو (العیاذ باللہ) اصل عبارت ملاحظہ ہو،

......"قرآن وحدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو سند پکڑنا جائز ہے"۔

(الاستمداد صفحہ نمبر ۶۴ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۲ حصہ دوم)

الجواب: مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تنویر العین از مولوی اسماعیل دہلوی میں ہے: ایک امام کی پیروی کہ اس کے قول کو سند پکڑے اگرچہ حدیث وکتاب کے خلاف ہی دلیلیں ثابت ہوں اس قول کے موافق ان کی تاویل کرے یہ نصرانی ہونے کا میل اور شرک کا حصہ ہے۔ "تم ڈرتے نہیں کہ تو نے اماموں کو اللہ کا شریک کردیا" تو اہل سنت چاروں مذہب والے معاذ اللہ مشرک ونصرانی ٹھہرے۔

چاروں آئمہ اربعہ کے مذاہب میں بعض قول ایسے ہیں کہ ظواہر کتاب وسنت سے ان کے خلاف پر استدلال ہوتا ہے اور اس کے علماء اتباع امام مذہب ان میں تاویل کرتے ہیں۔ (الاستمداد مع حواشی وتکمیلات صفحہ نمبر ۵۰، ۱۳۰، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

(نوٹ) اس کے بعد مفتی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک قول کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو لوگ اکابر دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص شرعیہ کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان کے علاوہ) یہ بھی لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جرگہ اہل اسلام سے خارج ہو، کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو دین کے ایک بڑے گروہ کو برباد کرنا چاہتا ہے یہ لوگ چند حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام مسائل انہیں میں منحصر ہیں جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود ہی نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب پر اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس الخ۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۱۴۷، حصہ اوّل)

یادر ہے کہ مصنف رضا خانی مذہب نے ایک غلط نظریہ خود ساختہ بنا کر اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے: جب کہ ہمارے نزدیک ادلہ اربعہ یہ ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، قیاس اور اجماع امت۔

(نوٹ) ''فاتحہ کا صحیح طریقہ'' کوئی معتبر اور مستند کتاب نہیں جس کے ''مصنف رضا خانی مذہب حوالے دیتے ہیں''۔

الزام نمبر ۶۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۵۶ حصہ دوم)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ سب کو اپنا بندہ کہو اور فرما دو کہ میرے گنہگار بندو مجھ سے ناامید نہ ہو، اصل عبارت ملاحظہ ہو:

اللہ جل شانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب کو اپنا بندہ کہو اور ان سے یوں ارشاد فرماؤ کہ اے میرے گنہگار بندوں (غلامو میرے رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو)۔
(الاستمداد صفحہ نمبر ۷۵)

بریلوی ملاؤں کا یہ خدا تعالیٰ کی ذات پر افتراء و بہتان ہے خدا تعالیٰ نے ہرگز ایسا

نہیں فرمایا۔(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۶ حصہ دوم)

الجواب: علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں: عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا عبادی الذین الآیۃ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت ﷺ ہیں (ترجمہ) مولوی اشرف علی تھانوی قل یا عبادی الذین الآیۃ آپ کہہ دو کہ میرے بندو۔ (رسالہ فتحہ مکیہ ترجمہ شائم امدادیہ صفحہ نمبر ۱۳۵)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۰۷: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"کن فیکون اللہ کی شان نہیں"۔

رضاخانی جن عقائد کی نشرواشاعت کو خدمت اسلام سمجھتے ہیں وہ یہ ہیں:

ا۔ کن اولیاء اللہ کی شان ہے اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہیں فوراً ہو جاتی ہے اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنی مرضی اور پسند سے تمام جہاں میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں جسے چاہیں نہ دیں۔ (شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۲۸)

ا۔ آئمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب تکوین کا ہے، جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کن کہا وہی ہو گیا۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۷۷ حصہ دوم)

الجواب: حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

......"یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوین یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب وغرائب ظہور میں آتے ہیں اور وہ خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اسے انشراح صدر ہوتا ہے اور ان کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شئے کو کہہ دوں کہ کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جاتی ہے پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شئے کو کہہ دے گا کہ کن (ہو جا) وہ تیرے اذن سے

ہو جائے گی"۔(فتوح غیب صفحہ نمبر ۱۲۸)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: دوسرے وہ (اولیاء) ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح، اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں الخ۔ (التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

"مصنف رضا خانی مذہب" ذرا مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں اور حق منصفی ادا کریں۔

الزام نمبر ۷۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ مالک نہیں"۔

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک فرش سے عرش تک۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۱ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۷ حصہ دوم)

الجواب: صاحب بہجۃ الاسرار، حضرت سیدی ابومدین شعیب رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: ملك الابدال من السماء الى الارض و ملك العارف من العرش الى الفرش۔ (بہجۃ الاسرار)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے۔

(صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

الزام نمبر ۷۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"دونوں جہان میں حق تعالیٰ کا تصرف نہیں"۔

۱۔ حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں زمین وآسمان دونوں جہاں میں حضور کا تصرف جاری ہے ہر نعمت حضور ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۳)

۲۔...... ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا، اس کی طاقت اسے دی جائے گی۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۶ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۷۸ حصہ دوم)

الجواب: علامہ قسطلانی شارح بخاری (م ۹۲۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی ہیں جائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا، مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت نہیں ملتی کسی کو مگر حضور کی سرکار سے۔

(مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۵۶ جلد اوّل)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معلوم شد کہ تصرف وے صلی اللہ علیہ وسلم بہ تصرف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین و آسمان راشا مل ہست پھر آگے فرماتے ہیں: روز روز است بہ حکم حکم اوست بحکم رب العالمین۔

(مدارج النبوۃ)

''المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ'' کا مقام

یہ شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد قسطلانی التوفی ۹۲۳ھ کی مشہور تالیف ہے۔ اس کے متعلق حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

یہ بلند پایہ اور نہایت مفید کتاب ہے اور اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔

عبدالقادر عیدروسی (التوفی ۱۰۳۸ھ) لکھتے ہیں:

یہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور کثیر المنفعت کتاب ہے اور اپنے موضوع پر نظیر نہیں رکھتی۔ (النور السافر صفحہ نمبر ۱۱۴ الطبع بغداد ۱۹۳۴ء)

(نوٹ) شیخ محمد عبدالباقی مالکی التوفی ۱۱۴۴ھ نے اس کی نہایت مبسوط شرح لکھی ہے جو مصر سے ۱۳۲۸ھ میں آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

بعض اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے

ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

الحمدللہ! جن عقائد ونظریات پر ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے طعن وتشنیع کی ہے وہ ان جلیل القدر علماء اسلام کے نظریات ہیں۔

الزام نمبر ۳۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''دافع البلاء کون؟''

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع البلاء ہیں اور ہر آنے والی مصیبت کو دور فرماتے ہیں۔اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''حضور علیہ السلام کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے''۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۶)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مصیبتیں اور بلائیں دور کرنے والے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حقیقی طور پر بلائیں اور مصیبتیں دور کرنے والے ہیں الخ۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

الجواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا میرا نام احید ہے میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔(الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۳۰، طبع لاہور، ۱۳۹۶ھ)

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔میں اس لئے سرکار میں حاضر ہوا ہوں کہ میری سختیاں دور فرمائیں۔(شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر فرمایا:

یا حمزہ یا کاشف الکربات: اے حمزہ دافع البلا۔(شرح استمداد صفحہ نمبر ۳۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام احید ہے میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔اس سے بڑھ کر دافع البلا اور کیا ہے۔نیز آپ کے وجود مبارکہ کی برکت

سے بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ سابقہ امتوں کی طرح گناہوں کی وجہ سے آپ کی امت کے چہرے مسخ نہ ہوں گے۔ (بتغیر قلیل رواہ احمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

نیز حقیقی کی دو قسمیں ہیں، ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔

اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقتاً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو۔

زیر بحث عبارت میں "حقیقی عطائی" دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"مصنف رضا خانی مذہب" نے خط کشیدہ الفاظ کی زیادتی کرکے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ (لعنة الله علی الکاذبین)

عبارت نمبر ۵۲: روز اول سے لے کر روز آخر تک کے ذرے ذرے کا علم حضور کو عطا ہوا تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے دلوں کے خطروں یعنی خیالات سے آگاہ ہیں۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم ☆ بحوالہ الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۱۰۵، نوری کتب خانہ لاہور ☆ بحوالہ الاستمداد (شرح) صفحہ نمبر ۱۱۶، برج منڈی لائلپور)

اس کے بعد مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سردست یہی چار آیتیں سنیئے۔

۱۔ علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا. الا من ارتضیٰ من رسول۔

اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

۲۔ وما هو علی الغیب بضنین۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

۳۔ و علمنه من لدنا علما۔

ہم نے خضر علیہ السلام کو اپنے خاص غیب کا علم دیا۔

۴۔ وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء۔

اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے

چن لیتا ہے جسے چاہے۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۱۶، برج منڈی لائلپور)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آج میں نے اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی زیارت کی ہے بڑی حسین اور پیاری صورت میں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے عرض کی تو بہتر جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی، پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

(مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ نمبر ۶۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

پس جو چیز آسمانوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا اور جو چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا (پھر فرماتے ہیں) کہ اس ارشاد نبوی کا مقصد یہ ہے کہ تمام علم جزوی اور کلی مجھے حاصل ہو گئے اور ان کا میں نے احاطہ کر لیا۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد اوّل)

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی بلکہ انکے نیچے بھی جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی تھی اور اسے آپ پر منکشف کیا تھا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ایک روز ہم سے

فرمایا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منہ (قبلہ) کی طرف ہے لیکن خدا کی قسم! تمہارا رکوع اور خشوع اپنی پشت سے بھی (میں ویسا دیکھتا ہوں جیسا سامنے) سے۔

(بخاری کتاب الاذان جلد اوّل)

عبارت نمبر ۵۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے

"خدا تعالیٰ پر بے بنیاد الزام"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا کہ اے محمد ﷺ! سب کو اپنا بندہ کہو، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......"خود خدا نے حکم دیا اے محمد سب کو اپنا بندہ کہو"۔ (شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۴۵)

(نوٹ) اس عبارت کا جواب ہم اوراق گزشتہ میں دے چکے ہیں۔

عبارت نمبر ۵۴: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دیا"۔

رضا خانی ملاں مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اپنی تصنیف شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۴۳ پر لکھتے ہیں:

......"جبرئیل امین نے حضرت مریم کو بیٹا دیا قرآن مجید میں مسیح علیہ السلام کو رسول بخش کہا"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۸۳ حصہ دوم)

الجواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا (۱۸،۱۹) انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا یعنی فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں۔

علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

یہاں فرشتے کا لڑکا بخشنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا محض سبب ہونے کی بنا پر ہے اور در حقیقت بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ایک قرأت میں لیھب بھی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ تو یہ نسبت حقیقی ہوگی اور پہلی یعنی فرشتے کی طرف

مجازی۔(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۴۴ طبع لاہور)

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجازی طور پر کسی کو رسول بخش یا احمد بخش وغیرہ کہنا نام رکھنا جائز ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کا اس کو شرک سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

عبارت نمبر ۵۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ حکم مانتا ہے''۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۴ حصہ دوم)

ا۔......خدا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم مانتا ہے، اطاعت کرتا ہے۔

(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۸)

۲۔......بے شک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تنہا حاکم ہیں۔(شرح استمداد صفحہ نمبر ۱۰۸)

(بخاری صفحہ نمبر ۷۰۶، ۷۶۶ جلد ۲ طبع کراچی، مسلم صفحہ نمبر ۴۷۳ جلد اول طبع کراچی، نسائی صفحہ نمبر ۵۵، ۶۷ جلد ۲ طبع کراچی (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

الجواب: عبارت نمبر ا، درج ذیل حدیث کا ترجمہ ہے جس کو بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے، صحیحین میں ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں، میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلد وہی کر دیتا ہے۔(شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۸)

عبارت نمبر ۲، درج ذیل ہے جس کو غلط رنگ دے کر پیش کیا گیا ہے۔

شرح شفا امام قاضی عیاض سے گزرا (ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم میں تنہا حاکم ہیں اور جہان بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔ یہ ہیں مسلمانوں کے اعتقاد۔

(شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۸)

عبارت نمبر ۵۶: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ السلام کو خدائی قوت دی گئی''۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۴ حصہ دوم)

......رسول اللہ ﷺ کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل۔ (شرح الاستمداد)

الجواب: اصل عبارت درج ذیل ہے جس میں خیانت کی گئی ہے۔

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ (بے شک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں) اور فرماتا ہے یداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (اے داؤد بے شک ہم نے تمہیں زمین میں نائب مقرر کیا) ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا اس کی طاقت اسے دی جائے گی جسے نہ کسی کام میں دخل نہ اس کی طاقت وہ پتھر ہوگا اور پتھر پتھر ہی کا نائب ہوسکتا ہے نہ کہ قادر کا۔ تو یہ صرف انبیاء کی نہیں بلکہ ان کے رب کی توہین ہے۔

(شرح الاستمداد صفحہ نمبر ۱۱۷)

عبارت نمبر ۵۷: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"نور مجسم لباس بشریت میں"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۰۰ حصہ دوم)

رضاخانی ملاں محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے لکھتے ہیں:

حضور ﷺ حقیقت میں نور ہیں اور لباس آپ کا بشریت ہے آپ نور مجسم ہیں اور بشریت کے لباس میں تشریف لائے۔ (کتاب آنا جانا نور کا صفحہ نمبر ۲۱۸)

جواب نمبر ۱: مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۶)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

جواب نمبر ۲: حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب نور الٰہی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جنس شخص میں بند ہوا تو اس بندش کے باعث وہ نور

زیادہ ہوا اور جسم کے صغیر ہونے کے باعث دیکھنے والوں کی نظروں میں آسان ہوگیا، جیسے کہ آفتاب جب ابر میں ہوتا ہے تو دیکھنے والے اسے آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ جب اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور قلب آدم میں مرکب کیا تو اس کے باعث حضرت آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق ہوئے۔ (مجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۳۴ طبع لاہور)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذرا چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

عبارت نمبر ۵۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''احمد رضا بریلوی کا غلو خیال''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۰ حصہ دوم)

آرہا ہے آدمی بن کر فرشتہ نور کا
پڑ گیا ہے طائر سدرہ کو چسکا نور کا

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ نمبر ۱۸)

الجواب: حدائق بخشش حصہ سوم ہمارے نزدیک غیر معتبر ہے جس پر ہم نے اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کردی ہے۔

عبارت نمبر ۵۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''انبیاء ایک ولی کی مجلس وعظ میں''۔

......مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء، انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہ تھے اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے اسی طرح آپ کی تربیت وتائید کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجلی فرماتے۔ علیٰ ھذا اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام بھی مجلس میں آتے اور حضرت خضر علیہ السلام کی جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے۔ (اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۹)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ سننے آتے ہیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا بہت بڑی حماقت ہے الخ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۰ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''احوال اولیاء'' پر ایک معتبر و مستند تالیف ہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۹ طبع ملتان)

ایسے برگزیدہ اور جلیل القدر عالم دین کے عقائد و نظریات پر طعن و تشنیع کرنا خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی امان و پناہ میں رکھے۔ آمین)

الجواب نمبر ۲: شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نور اللہ مرقدہٗ اپنی دوسری تالیف زبدۃ الآثار میں تحریر فرماتے ہیں: مشائخ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوہ ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی بار جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کے ارواح آسمان و زمین کی وسعتوں میں سیر فرماتے ہیں...... حضرت خضر علیہ السلام کو مجلس میں دیکھا گیا میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، فلاح و کامرانی کیلئے اس مجلس میں آنا بڑا ہی ضروری ہے۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۶۵ (مترجم) طبع لاہور ۱۴۱۳ھ ☆ بہجۃ الاسرار (مترجم)، از ابوالحسن شطنوفی شافعی (م ۷۰۳ھ) صفحہ نمبر ۲۷۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

حضرت ابی سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے۔ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے دست اقدس سے خرقہ خلافت وارادت حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۶۱ء میں وصال ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

مسئلہ نور و بشر اور اہل سنت کا مسلک

(جاء الحق، مقیاس حنفیت وغیرہ کتب کی عبارات کا جواب

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۷ تا ۲۱۰ حصہ دوم)

قرآن وحدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ نور بھی وارد ہوا ہے اور لفظ بشر بھی، مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" (المائدہ آیت نمبر ۱۵)۔ یہاں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قل سبحان ربی ھل کنت الابشراً رسولا۔ (بنی اسرائیل آیت ۹۳)

"آپ فرما دیجئے میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا (رسول)"۔ (البیان)

لہٰذا قرآن وحدیث پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مانیں اور بشر بھی تسلیم کریں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بشر نہ مانیں جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی معنی میں "محمد" ہیں اور لفظ محمد کے معنی ہیں "بے عیب" اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نور تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت کے منافی نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وجود ہیں۔

ایک اوّل جو نور ہے دوسرا آخر جو بشری اور روحانی ہے۔ بشری وجود سے مراد عام لوگوں جیسا نہیں، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بشری، بشریت کے ہر نقص وعیب سے

مبرا، انتہائی لطیف اور پاکیزہ ہے۔ جس کا تصور ہی کسی بشر کیلئے ناممکن ہے۔ آپکی ذاتِ اقدس ﷺ نور حسی اور نور معنوی دونوں کا پیکر ہے۔

دوسرا یہ کہ آپ کی ذات اقدس کو فقط لفظ بشر سے پکارنا تو چونکہ اس میں آپ کی تعظیم و توقیر نہیں پائی جاتی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن کریم میں آپ کی تعظیم و تکریم کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے "لفظ بشر" سے آپ کو پکارنے سے گریز کرنا چاہئیے۔ نیز قرآن کریم نے کفار مکہ کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کرام کو نظر حقارت سے بشر کہتے تھے۔ قالوا ما انتم الابشر مثلنا (سورة یٰس آیت نمبر ۱۵) ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا الخسرون (سورة المومنون آیت نمبر ۳۴) (انہوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر)، (اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کر لی تو اس وقت یقیناً تم ضرور خسارہ پانے والے ہوگے (البیان) لہٰذا انبیاء کرام کو حقارت کی نظر سے بشر کہنا حرام ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو "ہذا الرجل" یہ مرد اہانت کی نظر سے کہے تو کافر ہے۔

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کیلئے ذکر آنحضرت ﷺ بہ طریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنی میں بہ حسب لغت عربیہ عظمت و کمال پایا جاتا ہے یا حقارت، میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوماً و مصداقاً متضمن بکمال ہے۔ مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و عرفاں کے رسائی نہیں رکھتا۔ لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر ۱۱۰)

یعنی عوام الناس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خیر البشر، افضل البشر اور اکمل البشر کہہ کر یاد کریں۔

عبارت نمبر ۶۰: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے:

"احمد رضا تمام لغزشوں سے محفوظ"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۴ حصہ دوم)

اس کے بعد "الشاہ احمد رضا" مؤلفہ مفتی غلام سرور قادری سے ایک عبارت نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

الجواب: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن الخطا ہوتے اور اولیاء کرام (بطور کرامت) محفوظ عن الخطا ہوتے ہیں۔ چونکہ مولانا احمد رضا بڑی غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد بات کہتے اسی پر عمل کرتے اور تحریر میں لاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بطور کرامت قول، فعل اور تحریر کی لغزش سے محفوظ رہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیاء!
ہرچہ محفوظ است محفوظ از خطا

عبارت نمبر ۶۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"امام الانبیاء ﷺ کو سانپ سے تشبیہ دینا"۔

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی حضور علیہ السلام کو انسانیت سے نکالنے کیلئے آپ کو سانپ سے تشبیہ دینا درست سمجھا تا کہ کسی طرح آپ کی بشریت کا انکار ہو سکے۔

لکھتے ہیں: ...... عصائے موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا۔ ہمارے حضور نوری بشر ہیں۔ کھانا پینا، نکاح اس بشریت کے احکام تھے۔

(مرآۃ المناجیح صفحہ نمبر ۲۴ جلد اول ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۸ حصہ دوم)

الجواب: مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر جادوگروں کے تمام سانپ نگل گیا چونکہ سانپ کا وصف ہی کھانا پینا ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور لباس بشر میں آیا، کھانے پینے اور نکاح کرنے کا تعلق بشریت سے ہے، ایسا کرنے سے حضور ﷺ کے نور ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: لا یلزم من تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ۔ (المنار المنیف صفحہ نمبر ۶۰ طبع بیروت)

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ نمبر ۲۱۳ (فارسی) مطبوعہ لاہور طبع چہارم ۱۹۸۳ء)

عبارت نمبر ۶۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی"۔

رضا خانی ملاؤں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح امام الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ "حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی جیسا کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر نہیں بیٹھتی تھی۔

(کراماتِ غوثیہ صفحہ نمبر ۲۵ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۶ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ذات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قیاس کرنا پیغمبر دو عالم ﷺ سے بغض و عناد کی علامت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو پیغمبر دو عالم ﷺ کی توہین و تنقیص سے محفوظ فرمائے الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۶ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: حضور اقدس ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی کا نہ بیٹھنا آپ کا معجزہ تھا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے جسم پاک پر مکھی کا نہ بیٹھنا بطور کرامت تھا اور کرامات اولیاء کا انکار معتزلہ کا مذہب ہے۔

حضرت شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر بن عبداللہ الحسینی الموصلی سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو اور میں نے اس تیرہ سالوں میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی الخ۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۶۳،۶۲ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(بہجۃ الاسرار از ابوالحسن شطنوفی (م ۷۰۳ھ) مترجم طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

مصنف رضاخانی مذہب جواب دے۔

کیا؟ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)

شیخ ابوالحسن شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۰۳ھ)

شیخ ابی عبداللہ محمد بن الحضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وحسد رکھتے تھے۔

الجواب نمبر ۲: اسی طرح بطور کرامت آپ کے بدن مبارک کا پسینہ معطر و خوشبودار تھا۔ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صحابی تھے آپ کی خدمت کا دنیا میں یہ صلہ ملا کہ آپ کے جسم اقدس سے خوشبو آتی تھی۔ (مفہوماً)

(طبقات الکبریٰ از علامہ شعرانی ترجمہ عبداللہ بن مسعود)

عبارت نمبر ۶۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں موجود"

امام المعلین حامی شرک وبدعت، ماحی توحید وسنت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مبتدعین کا عقیدہ خبیثہ ملاحظہ فرمائیں۔

دم   بدم   پڑھو   درود
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہیں یہاں موجود

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضاخانی مذہب کے بے لگام نعت خواں مذکورہ بالا شعر برملا پڑھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر محفل میلاد میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ شامل ہوتے ہیں الخ۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۶ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جسم اطہر کے ساتھ نہیں بلکہ روحانی ورحمت کے ساتھ حاضروناظر ہیں اور شاعر کا بھی اسی طرح اشارہ ہے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مثالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے جہاں چاہیں جاسکتے ہیں اور ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہوسکتے ہیں۔ بلکہ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر پائے گئے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: محمد الحضرمی مجذوب چلانے والے عجیب و غریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے......آپ ابدالوں میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸، از اشرف علی تھانوی طبع لاہور)

الزام نمبر ۴۷: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"آستانہ علی پور خانہ کعبہ ہے"۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۵۹ حصہ دوم)

پیر جماعت علی کا ایک مرید اپنے پیر کے آستانے کو خانہ کعبہ کا درجہ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

تیرا آستان ہے وہ آستان کہ حریف بیت الحرام ہے
تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ کہ جو قبلہ گاہ انام ہے

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ کی زیارت کیلئے خود بخود لوگوں کے دل کھنچتے چلے جاتے ہیں اسی طرح آپ کا آستانہ بھی لوگوں کی توجہ گاہ ہے کہ کثرت سے لوگ آپ کے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں۔ اس میں آستانہ علی پور کو ہرگز خانہ کعبہ نہیں کہا گیا۔ یہ مصنف رضاخانی مذہب کا سراسر کذب ہے، بلکہ آستانہ علی پور کو قبلہ گاہ انام یعنی لوگوں کی متوجہ گاہ کہا گیا ہے۔

دامن کو ذرا دیکھ

مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات کے موقع پر مرثیہ میں

لکھتے ہیں۔

جدھر آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸،۹ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

الزام نمبر ۷۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ کی بادشاہی یا پیر جماعت علی کی''۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۹ حصہ دوم)

پیر جماعت علی کا ایک غالی عقیدت مند اپنے پیر صاحب کی مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دونوں جہان میں آپ کی بادشاہت ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

تم ہو مختار دو عالم دافع رنج و بلا
دین و دنیا میں شاہا بادشاہی آپ کی

(رسالہ انوار صوفیہ)

الجواب:

حل لغات: مختار: پسندیدہ، دافع رنج وبلا: مصائب وآلام کو دور کرنے والے۔

(۱) حدیث مسلم میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنا چاہتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ آسمانوں میں منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو اسی طرح زمین میں منادی کی جاتی ہے۔ (مفہوماً) رواہ المسلم

(۲) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم کا بقا علماء عاملین اور صالحین کے وجود کی برکت سے ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

(۳) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محاملی (م ۳۳۰ھ) کے

حالات میں لکھتے ہیں محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالیٰ اہل بغداد سے بطفیل و برکت محاملی بلا کو دفع کرتا ہے۔ (بستان المحدثین (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع کراچی)

تو شعر کا مطلب یہ ہوا: اے میرے پیرومرشد آپ دونوں جہان والوں کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور آپ کی ذات بابرکات سے بلائیں اور سختیاں دور ہوتی ہیں۔ دیندار ہوں یا دینادار سب آپ کو اپنا سردار، پیشوا اور رہبر و رہنما مانتے ہیں۔

الزام نمبر ۷۶: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''کیا انبیاء علیہم السلام پیر جماعت علی کے خادم ہیں''۔

پیر جماعت علی کا ایک غالی عقیدت مند مرید اپنے پیر کی مدح کرتے ہوئے انبیاء کرام کی بایں الفاظ توہین کرتا ہے، شعر ملاحظہ ہو۔

حور و ملک فلک پر فرش زمیں پہ سارے
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۸ حصہ دوم)

الجواب: حور و ملک: حور اور فرشتے۔ فلک: آسمان۔ خادم: غلام، خدمت کرنے والا۔ چاروں کتاب والے: یعنی چاروں کتابوں کو ماننے والے، مسلمان، یہودی، عیسائی، زبور کو ماننے والے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں محبت کرتا ہوں فلاں بندے سے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل علیہ السلام محبت کرتے ہیں اس سے اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے فلاں سے تم بھی محبت کرو اس سے پھر آسمان والے فرشتے محبت کرتے ہیں بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے۔ (رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ)

شاعر کہتا ہے اے میرے پیرومرشد آپ حوروں، فرشتوں اور زمین پر بسنے والوں

کے نزدیک مخدوم اور قابل صد احترام ہیں ہر ایک کی توجہ آپکی طرف ہے اور آپ کی محبت میں سرشار ہیں۔

الزام نمبر ۷۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''کہے جارہے ہیں''۔

پیر جماعت علی شاہ کا ایک غالی مرید اپنے پیر کی مدح سرائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں یوں ہذیان کا مرتکب ہوتا ہے شعر ملاحظہ ہو۔

فرشتے تیرے چاہ سے سیراب ہو کر
کہے جارہے ہیں جماعت علی شاہ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۰ حصہ دوم)

الجواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی مجلس (یعنی فرشتوں) میں تفاخر کے طور پر کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا حدیث نبوی کی روشنی میں شاعر کہتا ہے اے میرے شیخ کامل جب آپ محفل ذکر وفکر منعقد کرتے ہیں تو ایک کثیر تعداد آدمیوں کی اس میں شمولیت کرتی ہے اور فرشتے اس مجلس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ اور جب محفل ختم ہو جاتی ہے تو فرشتے بھی لطف اندوز ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں اے جماعت علی شاہ آپ نے خوب محفل ذکر وفکر قائم کی۔

الزام نمبر ۷۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''پیر جماعت علی شاہ مدینہ ہیں''

پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں کا اپنے پیر کے بارے میں عقیدہ خبیثہ ملاحظہ فرمائیں

سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ
پروانہ سا وہ عشق محمد میں فنا ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ میرے پیرومرشد جماعت علی شاہ پروانہ کی طرح عشق رسول میں فنا ہیں زندگی کا اکثر حصہ مدینہ منورہ میں گزارتے تھے اور اپنا رہائشی مکان بھی تعمیر کر لیا تھا جس کو ''جماعت منزل'' کہتے تھے۔ جس طرح علی پور شریف کے باسیوں کے آپ سردار و پیشوا تھے اسی طرح مدینہ منورہ میں اپنے ہم عصر علماء و مشائخ کے سردار اور رہبر و راہنما تھے۔

عبارت نمبر ۶۴: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں''۔

اس ضمن میں ایک عبارت بہار شریعت حصہ اول سے اور دوسری سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۱۳ سے نقل کی ہے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۴ حصہ دوم)

الجواب: اس مسئلہ پر ہم اوراق گزشتہ میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔

عبارت نمبر ۶۵: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''اللہ مختار یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ''

......حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے۔

(جاء الحق صفحہ نمبر ۲۰۳)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اختیار تھا کہ کربلا کے میدان میں حوض کوثر منگا لیتے اور رضا خانیوں کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۲ حصہ دوم)

الجواب: قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے یہ بات کہی ہے اور معترض نے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم اعتراض اور اس کا مکمل جواب لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے قارئین اس مسئلہ کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

اعتراض: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو وہ خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوا منه۔

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ہی ایسی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو بھی کھا سکتا تھا۔ مگر وہاں استعمال نہ کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضا الٰہی تھے۔ دیکھو رمضان میں پانی ہمارے پاس ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے۔ بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔ لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کیلئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کیلئے ہے۔ حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہائے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۲۱۳)

الزام نمبر ۷۹: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا حاجت روا یا پیر جماعت علی"

تجھے میں تو مشکل کشا ہی کہوں گا
میری تجھ سے مشکل کشائی ہوئی ہے

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۱۳ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مسئلہ استعانت انبیاء و اولیاء پر ہم گزشتہ اوراق میں گفتگو کر چکے ہیں۔ دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں۔

الجواب نمبر ۲: علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ اپنے پیرومرشد میاں

جیونور محمد کی شان میں لکھتے ہیں۔

سرور عالم شہ دنیا و دیں ...... عاشق و معشوق رب العالمین
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ میرے ...... حضرت نور محمد نیک پے
ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق ...... سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر ...... ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
جس کو ہوئے شوق دیدار خدا ...... ان کی مرقد کی کرے زیارت وہ جا
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو ...... بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۶۶: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے: رضا خانی احمد یار بریلوی لکھتے ہیں:

کہ سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لوکسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

الجواب: مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث اور قصیدہ بردہ سے ایک شعر نقل کر کے اس سے جو مفہوم اخذ کیا ہے "مصنف رضا خانی مذہب" نے فقط اس کو لکھ کر حسب عادت بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوٰۃ باب السجود وفضلہ میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگتا ہے میں نے کہا صرف یہ ہی فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کر۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں

اعنی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔اسی حدیث پاک کے تحت اشعۃ اللمعات میں ہے "واز اطلاق سوال کہ فرمودہ سل و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست وکرامت اوست ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها

و من علومك علم اللوح والقلم

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو۔کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔(جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۵)

عبارت نمبر ۶۷: "مصنف رضا خانی مذہب"

لکھتا ہے کہ مفتی احمد یار خان گجراتی جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۸ پر لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیاء کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں قبور اولیاء سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے۔علماء ظاہر بین نے انکار کیا۔صوفیاء کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۶ حصہ دوم)

الجواب: حسب عادت "مصنف رضا خانی مذہب" نے نامکمل عبارت نقل کی ہے

قارئین کرام!

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں جس سے مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔

حاشیہ مشکوۃ باب زیارۃ القبور میں ہے:

نبی علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام کے علاوہ اہل قبور سے مدد مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا اور مشائخ صوفیاء اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کیلئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا جس سے

زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے۔اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد مفتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیاء کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔قبور اولیاء سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے علمائے ظاہر بین نے انکار کیا اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔(جاء الحق صفحہ نمبر ۱۹۷،۱۹۸)

عبارت نمبر ۶۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' نے جاء الحق سے طنزاً یہ عبارت لکھی ہے، کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہوگی۔(جاء الحق صفحہ نمبر ۴۳)

الجواب: قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ نے جاء الحق صفحہ نمبر ۴۳ پر مسئلہ علم غیب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم بھی ملا کہ کب ہوگی پھر آپ نے جاء الحق صفحہ نمبر ۱۱۴، تا ۱۱۷ پر اس کے دلائل پیش کئے ہیں جن کو مصنف مذکور شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔

عبارت نمبر ۶۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور ﷺ عالم الغیب ہیں''

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ماکان و مایکون کا علم حاصل ہے حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی آپ کو دیا گیا۔اب آپ بریلوی کتب کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔......''جن اشیاء کو ہم عالم غیب میں تصور کرتے ہیں وہ خدا کا حبیب ﷺ اللہ کے فضل و کرم سے جانتے ہیں اور ان کی نگاہ دور بین سے ہرگز ہرگز مخفی واوجھل نہیں۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غیب کو جانتے ہیں۔

(سید المرسلین صفحہ نمبر ۴۵ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۲ حصہ دوم)

الجواب: بے شک اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔دلائل کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۔الدولۃ المکیہ، از مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

۲۔ خالص الاعتقاد، از مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ
۳۔ نجم الرحمٰن، از مولانا غلام محمود پپلانوالے نوراللہ مرقدہٗ
۴۔ جاء الحق، از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ مقیاس حنفیت، از مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ علم خیر الانام، از مولانا عبدالسلام سیالکوٹی (وغیرہ)

عبارت نمبر ۷۰: (مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں) یاایہا النبی اور نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا...... یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبریں دینے والا، جہاں تار، اخبار کام نہ آسکیں وہاں نبی کا علم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے۔

(جاء الحق صفحہ نمبر ۸۵ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۹۴ حصہ دوم)

الجواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھل جانے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سلام پھیر چکے تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بہت سے بڑے بڑے امور ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا چاہو وہ پوچھ لو، خدا کی قسم! میں جب تک اپنی اس جگہ پر ہوں جو کچھ بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ بہت زیادہ رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے جاتے "سلونی" کہ مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے آپ پھر برابر فرماتے جاتے تھے "سلونی سلونی" کہ مجھ سے پوچھو، پوچھو۔ الخ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سلونی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ فرمادیتے جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا

تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔الخ

بخاری شریف کی جس حدیث سے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے اس کو "غلط استدلال" سے تعبیر کرنے والا خود ضال اور مضل ہے۔

الزام نمبر ۸۰: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"پیر جماعت علی حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں"۔

ایک رضا خانی مرید اپنے پیر جماعت علی کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں کہ

خادم ہیں تیرے سارے جتنے حسین جہاں کے
یوسف سے تجھ پہ قربان شریں مقال والے

(انوار علی پور صفحہ نمبر ۱۰☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۲ حصہ دوم)

الجواب: شاعر کہتا ہے کہ اے میرے پیر و مرشد تمام جہاں کے حسین آپ خادم ہیں اور آپکی ذات مخدوم کا درجہ رکھتی ہے۔ نیز جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے عہد میں تمام انسانوں سے سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے اسی طرح آپکے عہد و زمانہ میں جتنے انسان حسن کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے یعنی نہایت ہی حسین و جمیل تھے وہ بھی اے میٹھی بولی بولنے والے آپ پر فدا اور قربان تھے۔

دامن کو ذرا دیکھ

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸ طبع دیو بند)

(نوٹ) مرثیہ گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیو بندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی

وفات پر لکھا تھا۔ اس شعر کو جب شاعر کا نام بتائے بغیر مدرسہ مظہر العلوم کراچی بطور استفتاء بھیجا تو وہاں کے مفتی محمد اسماعیل دیوبندی نے درج ذیل جواب لکھا:

''اس قسم کے اشعار کو شریعت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس قسم کے اشعار کی وجہ ہی سے شریعت نے شعراء کو گمراہ لکھا ہے کہ وہ خیالات کی وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں دیکھئے سورہ شعراء کا آخری رکوع پارہ ۱۹ شریعت کی نظر میں شعر وہی درست ہے جس سے دین کی خدمت ہو اور موافقت ہو اور باقی جو واہی تباہی اشعار ہیں ان کی شریعت میں سخت مذمت ہے یہ شعر بھی انہیں اشعار میں شامل کر لیں جو شریعت کو ناپسند ہے۔

واللہ اعلم بالصواب محمد اسماعیل غفرلہٗ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی پاکستان ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

ناظرین کرام!

انصاف کیجئے کہ بقول حضرات دیوبند، ہم سنیوں نے انہیں بدنام کیا، یا کہ خود ان کے آوارگی قلم نے انہیں تباہ کیا۔ کہنے والے نے کتنے پتے کی بات کہی ہے۔

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور یہ کہیں اپنوں کا ہی کام نہ ہو

عبارت نمبر ۱۷: ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت بریلوی کا اپنا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ احمد رضا خود فرمایا کرتے تھے، کہ میرے استاذ کہ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا مجھے سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دو مرتبہ میں کتاب دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن۔

(حیات احمد رضا جلد اوّل، صفحہ نمبر ۳۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۱ حصہ اوّل)

الجواب: ہمارے دیار میں جب کوئی شخص اپنی ہمت وقوت سے زیادہ کام سرانجام دے تو اس کی قوت وہمت کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں بھائی جان! آپ

جن ہیں یا انسان یعنی آپ نے اپنی ہمت سے زیادہ کام کیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے مولانا احمد رضا بریلوی کو حد درجہ کی قوت حافظ عطا فرمائی تھی اس لئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ان کی قوت حافظہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مولانا بریلوی نے اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کی۔ ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بریلوی کہتے ہیں۔

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا ۔روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے "احمد میاں یہ تو کہو کہ تم آدمی یا جن، مجھ کو پڑھانے میں دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

(حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر ۹۳،۹۴)

بتایئے اس میں کون سی بات قابل اعتراض ہے، یا کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے فقط بغض رضا ہے جس نے "مصنف رضا خانی مذہب" کی فکری صلاحیتوں کو مفلوج کر دیا ہے۔

عبارت نمبر ۲۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"درود ابراہیمی نامکمل درود ہے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۱ حصہ دوم)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ درود ابراہیمی نامکمل درود ہے الخ

الجواب: مصنف مذکور نے حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے ہم مکمل عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس سے مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا۔

(اللہ تعالیٰ فرشتوں) کیلئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا۔ تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے۔ مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہو۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے۔ غرضیکہ

درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۶۸۰، از مفتی احمد یار خاں)

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز کے (قعدہ میں) یہ درود پڑھا کرتے تھے، السلام علیٰ جبرئیل و میکائیل السلام فلاں وفلاں تو (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تو خود ہی سلام ہے (اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت) لہٰذا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو کہے التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین الخ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد اوّل)

(۲) علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی پاک ﷺ پر درود ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے الخ (تحفۃ الذاکرین صفحہ نمبر ۱۱۱)

حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھے خواب میں فرمایا اے ابو سلیمان! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو درود بھیجتا ہے سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ وسلم کے چار حروف ہیں ہر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ہیں تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

(القول البدیع، صفحہ نمبر ۳۳۲ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء، از علامہ سخاوی شافعی (م ۹۰۲ھ)

<u>عبارت نمبر ۷۳:</u> "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے

"اللہ تعالیٰ نے حضور کے حرام کرنے کیلئے کتے بلے رکھے"۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۷ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ کتے بلے حضور ﷺ کیلئے رکھ چھوڑے تا کہ وہ اس کو حرام فرماویں۔

<u>الجواب:</u> مصنف مذکور کی مندرجہ بالا عبارت کا طرز بیان نہایت ہی گستاخانہ ہے حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ہرگز ایسا ثابت نہیں ہوتا۔

عبارت ملاحظہ ہو۔

قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ کے تحت حاشیہ پر لکھتے ہیں: یہاں انما کا حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے جیسے بحیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں، حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرما دیئے اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا حلال ہو جائے۔ حضور ﷺ کا حرام فرمایا ہوا رب کے حرام کئے ہوئے کی طرح ہے۔ سور کے تمام اجزاء گوشت مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے انہ رجس اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہی ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزاء میرے حبیب حرام فرمائیں جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا یعنی باقی کتا بلا وغیرہ اس کے حبیب نے۔

(حاشیہ نور العرفان صفحہ نمبر ۳۹، ۴۰)

الزام نمبر ۸۱: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نبی معصوم نہیں''

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں یوں گستاخی کرتے ہیں۔

......حضرت آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۲۲۳ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کے پاس کون سا ایسا آلہ ہے کہ جس سے معلوم کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے بھی متقی نہ تھے؟

الجواب: حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض لوگ ولی ہو کر متقی بنتے ہیں یعنی پیدائشی ولی ہوتے ہیں ......حضرت مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۱۲ سال کی عمر میں تقویٰ اختیار

نہیں کیا تھا (یعنی بالکل معصوم بچی تھیں) مگر ولی تھیں (یعنی پیدائشی ولیہ تھیں) اور حضرت آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ تھے (جب وجود ہی نہ تھا تو تقویٰ اختیار کرنے کا کیا معنی؟) مگر خلیفۃ اللہ تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں منصب خلافت پر فائز تھے۔

''مصنف رضا خانی مذہب'' کا یہ کہنا کہ اہل سنت و جماعت انبیاء کرام کو معصوم نہیں مانتے سراسر دجل وفریب ہے۔

الزام نمبر ۸۲: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں''۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۱۳ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔عبارت ملاحظہ ہو۔

......کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں۔(نور العرفان صفحہ نمبر ۱۶۴)

الجواب: مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی آیت واوحینا الی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط و عیسٰی و ایوب و یونس و ھٰرون و سلیمٰن الخ (پ۶ سورۃ النساء) کے لفظ ''الاسباط'' کے تحت لکھتے ہیں: بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں ان صاحبوں سے جو خطائیں ہوئیں وہ عطا نبوت سے پہلے تھیں۔دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے اسرائیلی نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔اس صورت میں آئندہ عبارت والاسباط کی تفصیل یا تفسیر ہے۔ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔(حاشیہ نور العرفان صفحہ نمبر ۱۶۴)

اہل سنت و جماعت کا مسلک

ا۔ (اعلان نبوت کے وقت) آپ معصوم اور منزہ تھے۔ یہ ایسی بات ہے، جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۶۴ جلد ۲ مترجم طبع لاہور)

۲۔ عقد قلبی میں سے انبیاء علیہم السلام کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا بھی ہے چنانچہ اس خصوص میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اور مذہب حق و صواب یہی ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس میں شک کرنے سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ولادت کے وقت سے نہایت قوی و مضبوط آثار و اخبار ہویدا ہوتے ہیں اور وہ ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہوتے ہیں۔ الخ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۴۹ جلد ۲ مترجم طبع لاہور)

الزام نمبر ۸۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور کا دہن مبارک رائفل کی طرح تھا"۔

رضاخانی احمد یار گجراتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کیلئے ایک توہین آمیز تشبیہ ایجاد کی۔ رضاخانی ملاں لکھتے ہیں

......"قل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے یعنی اے میرے محبوب دعا ہماری بتائی ہو اور زبان تمہاری ہو، کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے"۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۸۵۵ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۵ حصہ دوم)

الجواب: قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ دعائیہ کلمات اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے ہوں اور محبوب کبریا کی زبان اقدس سے ادا ہوں تو وہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوگی جس طرح کہ کارتوس رائفل سے مار کرتا ہے اس جگہ کارتوس رائفل کی تشبیہ سے مراد دعا کا جلدی قبول ہونا ہے۔

حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

لا یلزم من تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ۔

(الستار المنیف صفحہ نمبر ۱۰ طبع بیروت)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ نمبر ۲۱۳ (فارسی) مطبوعہ لاہور طبع چہارم ۱۹۸۳ء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (المستدرک صفحہ نمبر ۴۹۲ جلد اوّل)

دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے یعنی لفظ مقابلہ کی وجہ سے تشبیہ دی ہے یہ نہیں کہ دعا ہتھیار ہے۔ (کتاب الداء والدواء صفحہ نمبر ۱۰ طبع لاہور از صدیق حسن بھوپالی)

الزام نمبر ۸۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۷۵ حصہ دوم)

(ابلیس نے کہا) کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل دیوبند ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی، یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۷۳۰)

الجواب: مصنف مذکور نے عبارت نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ فاضل دیوبند کے الفاظ اصل عبارت میں نہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

(شیطان نے کہا) کیونکہ میں پرانا صوفی عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل ہے۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۷۳۰)

(ف) کیونکہ شیطان فرشتوں کا معلم رہ چکا تھا۔

الزام نمبر ۸۵: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب دیا"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۹ حصہ دوم)

رضا خانی ملاں مفتری اعظم احمد یار گجراتی خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتے ہوئے ابلیس کے علم غیب کا یوں اقرار کرتے ہیں کہ

......"معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا ہے کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جارہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیئے نبی ولی علاج ہیں اور شیطان بیماری"۔

(نور العرفان صفحہ نمبر ۱۵۳)

الجواب: زیر بحث عبارت مفتی علیہ الرحمۃ نے ۸ کے تحت حاشیہ پر لکھی ہے۔ اس سے پیشتر قرآن کریم میں شیطان کے مختلف طریقوں سے بہکانے کا تفصیلاً ذکر موجود ہے اور جو کچھ اس نے کہا آج وہ پورا ہو رہا ہے (یعنی آئندہ زمانے کی جو اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی خبریں دیں مفتی صاحب نے ان کو علم غیب سے تعبیر کیا ہے)

پھر لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب (آئندہ زمانے کی خبروں کا علم) دیا ہے کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جارہا ہے، جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیئے، نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری

(نور العرفان صفحہ نمبر ۱۵۲)

(ف) یعنی انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی قوت اور شان و رفعت بخشی ہے جن کو انسان عقل کے ترازو سے تولنے سے قاصر ہے۔

عبارت نمبر ۴۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"شیطان موحد ہے"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۲۲ حصہ دوم)

رضا خانی مذہب کے مطابق (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مشرک ہے ہی لیکن شیطان ملعون پکا موحد ہے۔ چنانچہ رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی اپنی تفسیر نور العرفان میں لکھتے ہیں:

......"شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے ایسا موحد کے اس نے خدا کے حکم سے بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تحیۃ نہ کیا"۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۲۱۱)

الجواب: مصنف مذکور نے حسب عادت نامکمل عبارت نقل کی ہے قبلہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ ضرورت نبوت ومقام نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدۂ تحیۃ نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں۔ شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، حشر نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا، کیونکہ صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا جس پر مدار ایمان ہے وہ نبوت کا عقیدہ ہے۔ (نور العرفان صفحہ نمبر ۴۱۱)

عبارت نمبر ۷۵: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"تحریف قرآن کا بدترین مظاہرہ"۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۹ حصہ دوم)

"...... کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کرسکتا سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیل کے"۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۴۹)

الجواب: خدا جانے اس عبارت میں کونسی قابل گرفت بات ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے، مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے"۔ (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۵۱)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کرسکتا، سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے، اور نبی کریم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیل کے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ۔ (سورۃ النجم آیت نمبر ۱۰)

"مصنف رضا خانی مذہب" بتائے کہ اس عبارت میں کون سی تحریف قرآن کی

بات ہے، کذب بیانی اور دروغگوئی سے توبہ کرو، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اسلام میں الزام تراشی انتہائی سنگین جرم ہے۔

الزام نمبر ۸۶: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بریلوی امت کا سلام"

رضا خانی اپنے نام نہاد نبی (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) پر بایں الفاظ سلام پڑھتے ہیں آپ بھی وہ سلام ملاحظہ فرمائیں۔

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک

الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۵ حصہ دوم)

الجواب: مولوی عبدالمالک دیوبندی مدفن ایک مینار مسجد خانیوال کا ایک مرید مدار اللہ لکھتا ہے:

السلام اے آفتاب نقشبند ...... السلام اے انتخاب نقشبند
السلام اے پیر کامل السلام ...... السلام اے شیخ فاضل السلام
السلام اے شمع ایمان السلام ...... السلام اے عاشق خیر الانام

(تجلیات صفحہ نمبر ۱۰۹)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

عبارت نمبر ۷۶: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"اللہ کے بندے یا حضور کے بندے"

......"غرض کہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کا بندہ بے زر"۔

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام عرشی فرشی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے ہیں ہیں

حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا سراسر جہالت و گمراہی ہے الخ۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۰ حصہ دوم)

الجواب: حسب عادت مصنف مذکور نے نامکمل عبارت نقل کی ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

غرضیکہ کہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کے بندۂ بے زر، مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہان کے مختار، حبیب کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دربار ہے۔ دوستو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ، کونین کے دولہا (پیارے) ﷺ کی بارگاہ کے کیا ادب سکھائے۔ اس کے بعد قبلہ مفتی علیہ الرحمۃ نے دربار نبوی کے آداب پر بحث کی ہے۔ (سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۲)

(ف) اس عبارت میں بندہ کا لفظ بمعنی غلام استعمال ہوا ہے [1]

[1] قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم و امائکم سورۃ النور آیت نمبر ۳۲ یہاں عباد سے مراد غلام ہے عربی میں غلام کو عبد کہا جاتا ہے ہاں جب عبداللہ کہا جائے تو پھر عبد کا معنی بندہ ہوگا (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

عبارت نمبر ۷۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"رب ذوالجلال مالک و مختار نہیں"

……"سرکار ابد قرار ﷺ بحکم پروردگار، کونین کے مالک و مختار، زمین کے مالک آسمان کے مالک اپنے رب کی عطا سے جحیم (یعنی کہ دوزخ) کے مالک، جنت کے مالک، رب کے احکام کے مالک، انعام کے مالک"۔ (سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۱۸)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی حق تعالیٰ کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق و مالک سمجھتے ہیں حالانکہ ہر مسلمان یہ بات جانتا ہے کہ زمین و آسمان اور جنت و دوزخ غرضیکہ ہر چیز کے مالک خدا تعالیٰ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام کائنات مالک سمجھنے کا عقیدہ رکھنا سراسر باطل ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۰، ۸۱ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: اہل سنت حضور ﷺ کو خالق کائنات نہیں مانتے مصنف مذکور نے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

"وجوبِ وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔ (عقائد اہل سنت صفحہ نمبر ۲، از مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ)

الجواب نمبر ۲: حضور ﷺ کے مالک دو جہاں ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب کہ حضور ﷺ رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں۔ جس سے لازم آجائے کہ عالم کے وہ مستقل مالک ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم اور ازلی ابدی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت عطائی حادث ہے، جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں، حضرت سلیمان روئے زمین کے مالک ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا، بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہم مجازی، اس کی ملکیت ذاتی ہے ہماری عطائی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔ (سلطنت مصطفےٰ صفحہ نمبر ۱۵)

اس کے بعد اس مسئلہ پر مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً بحث کی ہے۔ قارئین کرام اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

ایک شعر کی تشریح: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے "خدا مختار یا غوث مختار"

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا !

سلطان دو عالم قطب علی حیران ز جلالت ارض وسما

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۶ حصہ دوم)

لغات: معظم: تعظیم کے لائق۔ نور ہدیٰ: ہدایت کے نور۔ مختار: پسندیدہ۔

یہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی شان میں کہی ہوئی منقبت کا ایک شعر ہے جس پر طنز کرنا سراسر

جہالت و بے دینی ہے۔

فرماتے ہیں: اے غوث معظم آپ نور ہدایت ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پسندیدہ ہیں۔ آپ سلطان عالم قطب علیٰ ہیں اور آپ کی شان و رفعت دیکھ کر زمین و آسمان متحیر ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۱۲۳ محمد دین کلیم طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مختار نہیں ہو سکتا، اور مخلوق کے بارے میں خدا تعالیٰ کی طرح مختار کل ہونے کا عقیدہ رکھنا بہت بڑی جہالت ہے۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۸۶ حصہ دوم)

(نوٹ) خدا تعالیٰ کی طرح مختار کل، اہل سنت کسی نبی، ولی کو نہیں مانتے، گزشتہ اوراق پر ہم نے اپنے عقیدہ کی تشریح کر دی ہے۔

عبارت نمبر ۷۸: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"خدا کن کو اور کہاں ملتا ہے"

خدا کے سب ہیں بندے پر خدا ملتا نہیں ان کو
خدا ملتا ہی ان کو ہے جو ہیں بندے محمد کے

رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں ہم گنہگار حاضری دیویں تو ہمیں خدا مل جاتا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہیں، کوئی دروازہ نہیں، کوئی دوسرا دربار نہیں، جہاں سے خدا مل سکتا ہو، اگر محبوب محمد ﷺ کی غلامی اختیار نہ کی جائے تو خدا نہیں مل سکتا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۰، ۱۵۱ حصہ دوم)

الجواب: اس شعر اور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد جب تک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ان کی غلامی اتباع اور اطاعت نہ کی جائے خداوند تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جو کہ انسانی تخلیق کا اولین مقصد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶)

''اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں''۔ (البیان)

۲۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

''(اے محبوب اہل کتاب سے) فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا''۔ (البیان)

''وہ لوگ جو میرے محبوب رسول کا اتباع نہیں کرتے اس کے نقش پا کو اپنا خضر راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے سمعنا و اطعنا کہتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیتے اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے تیرے نور عشق سے معمور ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں، ان کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر واقعی انہیں مجھ سے الفت ہے تو میرے رسول کا اتباع کریں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا یعنی پہلے وہ صرف محبّ تھے اور اس دعویٰ محبت کی صداقت پر ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی لیکن جب میرے رسول کی غلامی کا شرف انہیں حاصل ہو جائے گا تو ان کا دعویٰ بھی مسلم اور انہیں خلعت محبوبیت بھی مبارک۔

۳۔ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا''۔ (البیان)

معلوم ہوا اطاعت کیش اور پاکباز جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور اس شعر میں لفظ بندے بمعنی غلام استعمال ہوا ہے اور غلام کا کام ہے آقا کی تابعداری کرنا۔

کعبۃ اللہ کا اولیاء کی زیارت کو جانا

اہل سنت کے نزدیک خانہ کعبہ کا بطور کرامت ولی اللہ کی زیارت کیلئے جانا درست ہے مگر "مصنف رضا خانی مذہب" اس کو نجس عقیدہ سے تعبیر کرتا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ رضا خانی چمگاڈروں کا خانہ کعبہ کے بارے میں نجس عقیدہ۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۹۲ حصہ دوم)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انصاف کی بات وہ ہی ہے جو امام نسفی نے اس وقت کہی جب کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ کعبہ ولی کی زیارت کرنے جاتا ہے کیا یہ کہنا جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کیلئے خلاف عادت کام کرامت کے طریقہ پر اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار صفحہ نمبر ۴۱۰ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) ؎

؎ مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں (سوال نمبر ۱۴۹۱) باب استقبال قبلہ شامی و بحر الرائق و طحطاوی بر مراقی الفلاح و باب ثبوت النسب درمختار و شامی وغیرہ معتبرات فقیہ سے جو جواز آنے بیت اللہ شریف کا واسطے اولیاء اللہ کے بلکہ طواف اولیاء کرنے کیلئے ممکن و منجملہ کرامات ہونا لکھا ہے اور روض الریاحین امام یافعی وغیرہ میں وقوع اس کا اور دیکھنا ثقات آئمہ و علماء کا اس کرامت کو منقول ہے اس کو غیر مقلدین لغو و غلط کہتے ہیں ان کا قول و خیال ہے کہ کعبہ ایسا معظم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اشرف المخلوقات سے ہیں اس کی تعظیم طواف سے کی وہ دوسرے اپنے سے کم درجہ کے طواف و زیارت کرے یہ قلب موضوع ہے اور ناممکن امر ہے۔ ہاں اگر قرآن و حدیث سے یہ امر مدلل کیا جائے تو قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔ لہٰذا علمائے احناف کی جناب میں گزارش ہے کہ اس عقیدہ کو نصوص احادیث و قرآن سے مدلل فرمائیں۔

(الجواب) قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ مریم کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یا مریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ الایۃ فی الخازن وفی ھذہ الایۃ دلیل علی جواز کرامات الاولیاء وظھور خوارق العادات علی ایدیھم الخ و فی

الدر المختار عن الامام النسفی و سال عما یحکی ان کعبة کانت تزور واحدا من الاولیاء هل یجوز القول به فقال خرق العادة علی سبیل الکرامة لاهل الولایة جائز عند اهل السنة الخ ولا لبس بالمعجزة الخ قوله ولا لبس بالمعجزة الخ جواب من قول المعتزلة المنکرین لکرامات الاولیاء الخ (شامی) معلوم ہوا کہ مذہب اہل سنت وجماعت ثبوت کرامات اولیاء اللہ ہے کائنة ما کانت غیر ماثبت بالدلیل عدم امکانه کماقال فی ردالمحتار و المعتمد الجواز مطلقا الا فیما بالدلیل عدم امکانة کاتیان بسورة الخ انکار کرامات معتزلہ کا مذہب ہے جس کا جواب دیا گیا ہے اور خرق عادت کے یہی معنی ہیں کہ اگرچہ اس سے قلب موضوع لازم آوے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت واسعہ ہے جس کے ہاتھ پر جو چاہے ظاہر فرمادے واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۷۵۳،۷۵۴ جلد اوّل طبع دارالاشاعت کراچی ۲۰۰۱ء) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

عبارت نمبر ۷۹: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ توحید''

حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے بوقت مرض الموت اپنے بیٹے عبدالوہاب کو وصیت فرمائی۔ اللہ کے تقویٰ اور اس کی عبادت کو اپنا شعار بنا اور کسی سے نہ ڈر اور نہ امید رکھ تمام حاجتیں بزرگ و برتر اللہ کے سپرد کر اور اسی سے مانگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر بھروسہ نہ کر اور نہ اعتماد کہ پاک ہے وہ ذات، توحید کو لازم پکڑ، توحید کو لازم پکڑ، تمام چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم صفحہ نمبر ۲۰۹ ☆ رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۵۸ حصہ دوم)

الجواب: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہی عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔

شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

طبیب، بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمت انبیاء و اولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات وافعال الٰہیہ در پردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش وتدابیر، مہمات و مدافعت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفاتِ قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً وکشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا وہمت وبرکت وجوداتِ مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا نہ ماننا یا قدرتِ کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر ومحدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین ودنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

عبارت نمبر ۸۰: ''مصنف رضاخانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''خداتعالیٰ متصرف یاولی''

......''اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب ومتصرف رہتا ہے''۔ (مہر چشتیہ صفحہ نمبر ۱۸۷)

اعتراض: مذہب اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے سوا کوئی بھی متصرف نہیں ہوسکتا تمام کائنات پر حق تعالیٰ کا تصرف جاری ہے الخ۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۶۲ حصہ دوم)

الجواب: خداتعالیٰ متصرف حقیقی ہے اور ولی اللہ کو یہ طاقت عطا کی جاتی ہے اور ان کا یہ مقام دائمی نہیں بلکہ عارضی ہوتا ہے جس پر فنا آتی ہے اور ولی اللہ، خداتعالیٰ کے حکم، رضا اور منشاء ومشیت کے تحت کائنات میں تصرف فرماتا ہے۔

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران ملک اور جہانِ برگزیدہ حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمانِ جہاں بنا کر اس کا حل وعقد، بسط وکشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے الخ۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

لیکن جو اولیاء مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں۔ چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں اور تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں اور ایک وہ ہوتا ہے جسے غوث اور قطب بھی کہتے ہیں یہ سب وہ ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور معاملات اور امور میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں۔ اس پر مروی صحیح حدیثیں ناطق ہیں۔ اور اہل سنت جماعت کا ان کی صحت پر اجماع ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لاہور)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

پس جو کچھ تغیرات و انقلابات عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں کوئی بھی ان کی قدرت سے نہیں ہوتے اور نہ ہی ان میں بذاتہٖ کسی تصرف کی طاقت ہے بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطاء فرما کر بنی آدم کے کاروباران کے سپرد کر دیئے ہیں پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ الخ (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۲)

سید عبدالعزیز دباغ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر غوث وقطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کام یا تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔

ان کے تصرف کرنے سے اللہ تعالیٰ کے متصرف ہونے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ حق تعالیٰ کی یہ صفت ازلی ابدی اور ذاتی ہے جبکہ اولیاء کی یہ صفت عطائی اور حادث ہے۔

(الابریز اردو ترجمہ خزینہ معارف صفحہ نمبر ۲۱۷ مطبوعہ لاہور)

حضرت سیدی ابومدین شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ملك الابدال من السماء الى الارض"۔

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م ۷۰۳ھ)

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے (اور وہ اللہ کے اذن اور مشیت کے تحت تصرف فرماتے ہیں)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کہتا ہے:

یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ (صراطِ مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

......دوسرے (اولیاء) وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن اللہ ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں، جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ واقویٰ ہو وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ ہوتی ہے جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔

(التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

عبارت نمبر ۸۱: "مصنف رضا خانی مذہب" لکھتا ہے:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو طریقہ درود وسلام کا بتلایا ہے وہ بقول رضا خانیوں کے نامکمل ہے۔ لیکن جو ۷۸۱ھ میں ایجاد ہو مکمل ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نیا دین حضور ﷺ کے فرمان ما انا علیہ واصحابی کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں مولوی احمد رضا خان بریلوی احکام شریعت میں لکھتے ہیں...... اذان کے بعد (یا پہلے) صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا۔

(احکام شریعت حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۳۴ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۲ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے (سورہ احزاب)

نماز کے علاوہ درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے۔ اس لئے اس سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوتی، اور نماز کی حالت میں التحیات میں سلام آجاتا ہے۔ نیز درود

ابراہیمی نماز کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ کتب حدیث سے ثابت ہے۔اور علامہ شوکانی کا قول بھی گزر چکا ہے۔اس لئے نماز کے باہر وہ درود شریف پڑھیں جس میں درود وسلام دونوں ہوں۔

الجواب نمبر ۲: مصنف مذکور لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ اذان سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۱۷۸۱ھ میں شروع ہوا۔

مگر مولانا احمد رضا بریلوی نے اس درود شریف کی نشاندہی تو نہیں کی فقط درود و سلام کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔لیکن اس بدطینت کا اشارہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ کی طرف ہے اور اس کا اس درود شریف کو بناوٹی کہنا مطالعہ کی کمی اور جہالت ہے۔اس درود شریف کا پڑھنا جبرئیل امین، صحابہ کرام اور جلیل القدر اولیاء کرام سے ثابت ہے۔

محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے جہاں میں رونق افروز ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ۔

(بیان المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

علامہ احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری (م ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

"الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ" الخ

(نسیم الریاض صفحہ نمبر ۴۵۴ جلد ۳ طبع ملتان)

(مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: صلوٰۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغے سے ہوسکتی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے (معارف القرآن صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد ۷ طبع کراچی) (ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

سیدنا حمزہ وجعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لا الہ الا اللہ کے بعد سب سے افضل وظیفہ یہ ہے الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ۔(افضل الصلوات للنبہانی صفحہ نمبر ۱۱۰)

مشہور بزرگانِ دین کے اسماء گرامی جو زیر بحث درود شریف پڑھتے رہے ہیں:

۱۔ حضرت جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ امام الاولیاء سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سلطان سید محمود ناصر الدین بخاری (م ۸۱۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سید راجو قتال بخاری (۸۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت محمد ابو المواہب شاذلی (م ۸۸۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ اسماعیل حقی آفندی (م ۱۱۳۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموہبی الشاذلی (م ھ) (نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ ہیں)۔

۸۔ حضرت اخوند درویزہ (م ۱۰۴۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔ شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی (م ۱۳۰۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری (م ۱۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲۔ قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی چشتی (م ۱۳۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ تو کیروی (م ۱۲۵۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵۔ خواجہ سلطان محمود تو کیروی (م ۱۲۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶۔ حضرت خواجہ غلام رسول تو کیروی (م ۱۲۸۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷۔ حضرت خواجہ کمال الدین تو کیروی (م ۱۳۴۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہٗ (م ۱۳۴۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹۔ حضرت مولانا امیر شاہ قادری گیلانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۰۔ قطب عالم حضرت فضل شاہ قادری (م ۱۹۷۸ء) رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی (م ۱۳۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۲۔ قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی (م ۱۹۳۹ء) رحمۃ اللہ علیہ۔

الزام نمبر ۸۷: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل درود (جو تبعاً مولانا احمد رضا بریلوی) پر لکھا گیا اللّٰھم صل و سلم و بارك علیه و علی المولیٰ الھمام امام اھل السنة مجدد ملت رسول اللہ وارث علوم رسول اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت الشیخ عبدالمصطفےٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۰ حصہ دوم)

الجواب: محققین علمائے اہل سنت سلف وخلف کے نزدیک غیر نبی پر درود مستقلاً منع اور تبعاً جائز ہے چونکہ عربی شجرہ میں تبعاً درود کا استعمال ہوا ہے اس لئے اس پر اعتراض کرنا کم علمی ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔

وقالت طائفة یجوز تبعاً مطلقاً ولا یجوز استقلالاً و ھذا قول ابی حنیفه و جماعته۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

وقالت طائفة یکرہ استقلالاً لاتبعاً وھی روایة عن احمد۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

و حکی عن الامام مالك کما تقدم وقالت طائفة لایجوز مطلقاً استقلالاً و یجوز تبعاً۔

(القول البدیع صفحہ نمبر ۵۵، از شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ۹۰۲ھ)

رہا ''مصنف رضا خانی مذہب'' کا یہ لکھنا: مولوی حشمت علی بریلوی نے جب مریدوں کو شجرہ طریقت عطا کیا جس میں مذکورہ درود مذکور ہے اور وصیت فرمائی کہ ''قبر میں طاق بنا کر اس میں یہ درود رکھ دو، منکر نکیر دیکھ کر واپس چلے جائیں گے اور سوال بھی نہ کریں گے۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۰ حصہ دوم)

یہ سراسر مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان عظیم ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

ایک خواب اور اس کا جواب

(فقیر غلام جہانیاں معینی قریشی) نے دوسری رات پھر خواب دیکھا کہ شہر سے باہر خیمے نصب کئے ہوئے ہیں اور اعلان ہوا ہے کہ محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں، یہ غلام بھی دوڑا ہوا پہنچتا ہے حضور ﷺ نے چہرۂ انور پر نقاب ڈالا ہوا ہے اس غلام نے اس وقت حضور ﷺ کو اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور اپنے گھر لے آیا جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے، نقاب کھولا تو عین مولانا معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔ (ہفت اقطاب صفحہ نمبر ۱۸۸، ۱۸۹ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۵ حصہ دوم)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں نے خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے اس من گھڑت واقعہ کا سہارا لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا ذرہ بھر خیال نہ کیا کہ ہم ولی اور حضور کے امتی کو بلند مقام دے کر پیغمبر دو عالم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کررہے ہیں الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۵ حصہ دوم)

جواب نمبر۱: مصنف مذکور کو یہ پتہ بھی نہیں کہ اس میں خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ مولانا معین صاحب سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف والوں کا ذکر ہے۔ مولوی سعید احمد (دیوبندی) نے قارئین کرام کو دھوکا دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

جواب نمبر۲: مفتی عبدالقادر (دیوبندی) دارالعلوم کبیروالا (خانیوال) کے حالات میں لکھا ہے:

بندہ (مرتب) کے ایک ہم جماعت مولوی عبداللطیف نے خواب میں دیکھا کہ لوگ دارالعلوم کی طرف دوڑے جارہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ دارالعلوم میں حضور ﷺ آئے ہوئے ہیں ظہر کا وقت ہے یہ بھی دوڑے، دارالعلوم کی مسجد میں پہنچے لوگوں کا بڑا ہجوم تھا ایک شخص نے اشارہ سے بتایا کہ وہ حضور علیہ السلام سنتیں ادا کررہے ہیں۔ ہم نے غور سے دیکھا تو ہمیں وہاں حضور ﷺ کی بجائے حضرت مفتی صاحب نظر آئے۔ پھر

لوگ کہنے لگے کہ حضرت مفتی صاحب اور حضور ﷺ بالکل ہم شکل ہیں۔!

(مختصر حالات مفتی عبدالقادر صفحہ نمبر ۴۵ طبع دار العلوم کبیر والا ۲۰۰۳ء)

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

(مولوی عبدالواحد نے ایک یہ خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے اور اسکے پیچھے اتنا بڑا ہجوم جسے شمار کرنا بھی ممکن نہیں مخلوق جنازہ کے پیچھے دوڑ رہی ہے اور ہجوم بڑھتا ہی جارہا ہے میں بھی اس ہجوم میں شریک ہوگیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بتایا گیا کہ یہ جناب رسول اکرم ﷺ کا جنازہ ہے جسے لوگ تبرکاً اور حصول برکت کیلئے کاندھا دینے کیلئے دوڑ رہے ہیں میں نے ہجوم سے کہا ذرا ٹھہرو ٹھہرو میں جناب رسول اکرم ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کرنا چاہتا ہوں میری بے قراری پر جنازہ مبارک زمین پر رکھ دیا گیا اور ہجوم نعش مبارک کے قریب سمٹنے لگا میں نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی تو وہ بعینہٖ چہرہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔(حیات کشمیری صفحہ نمبر ۶۸ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)(ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ)

الزام نمبر ۸۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور ﷺ بہاولپور آیا کرتے تھے''

اس کے بعد ''مصنف سید المرسلین'' کا واقعہ خود ان کی زبانی لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: موسم گرما کی سخت گرم دوپہر کا وقت تھا، حسب استطاعت ڈاکٹروں اور طبیبوں سے علاج کروایا، مگر مایوسی ہی مایوسی نظر آئی۔ میں نے دل ہی دل میں حضور پر نور ﷺ کو یاد کیا۔ بھری نگاہ سے مدینہ منورہ کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ بندہ کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے...... بستر کے گرد ایک چکر لگایا، سایہ رحمت سے نوازش فرمائی، چند ہدایات فرمائیں۔ بیماری کا نام ونشان نہ رہا الخ۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۸ تا ۲۵۰ حصہ دوم)

الجواب: حضرت ابوسعید قیلوی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسے کے زمانہ میں ہوائیں الخ۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷۳ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں زمین و آسمان میں اور آپکے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ طبع ترکی)

علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں اسی طرح کا ایک واقعہ ابن بشکوال نے عبد الواحد ابن زید سے روایت کر کے لکھا ہے فرماتے ہیں میں حج کے ارادہ سے گھر سے نکلا ایک شخص اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا تھا میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کئی سال پہلے میں مکہ شریف کا ارادہ کر کے نکلا میرا والد بھی میرے ساتھ تھا، جب ہم واپس لوٹے تو کسی جگہ ہم نے قیلولہ کیا، میں سویا ہوا تھا ایک آنے والا آیا اور کہا اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں اٹھا پریشانی کے عالم میں، میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا وہ مردہ تھا اور چہرہ بھی سیاہ تھا دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ اسی قسم کی حالت میں مجھے پھر نیند آ گئی اچانک میں نے دیکھا کہ چار آدمی ہاتھوں میں گرز لئے ایک سر کی جانب ایک پاؤں کی طرف ایک دائیں اور ایک بائیں جانب کھڑا ہے تو فوراً ایک شخص سفید کپڑوں والے، خوبصورت چہرے والا آیا اس نے ان کو کہا ہٹ جاؤ پھر خود میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا پھر میرے پاس آیا اور کہا اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے چہرہ کو سفید کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو کون ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ بالکل سفید تھا میں نے اس کو درست کر کے دفن کر دیا۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۲۴۶ مترجم طبع لاہور)

اسی کی مثل ایک واقعہ مولانا محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی نے بھی فضائل درود میں لکھا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں فضائل درود)

عبارت نمبر ۸۲: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا

ہے:

"امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت"

......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک بیویوں اور اپنی آل اطہار کیلئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض وجنابت مسجد میں بیٹھیں۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۵۹۵)

مصنف رضاخانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

مذکورہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہرگز منقول نہیں۔ اسی قسم کی تمام لغویات رضا خانیوں کی ہی زبان بے لگام سے نکلا کرتی ہیں۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۵ حصہ دوم)

الجواب: مولانا منظور احمد فیضی لکھتے ہیں: کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرمادیا۔

(مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۳۶۴)

اس کے بعد آپ نے درج ذیل احادیث نقل کی ہیں، جن کو "مصنف رضاخانی مذہب" شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا ہے۔

۱۔الا ان ھذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الاللنبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد وعلی الاہیت لکم ان تضلوا۔ (طبرانی)

۲۔و اخرج البیھقی عن ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل ھذا المسجد لجنب ولا لحائض الالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی و فاطمه والحسن والحسین۔ (الخصائص الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۴۳ جلد ۲)

اور پیغمبر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل پر تمسخر اڑانا کفر ہے۔

(دیکھیے الشفاء از قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

عبارت نمبر ۸۳: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بحالت جنابت مسجد میں"

رضاخانی ملاں منظور احمد فیضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یوں

گستاخی کرتے ہیں کہ

......"حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی مباح کہ حالت جنب مسجد میں رہیں"

(مقام رسول ﷺ صفحہ نمبر ۵۹۵)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانی اکابر چونکہ مساجد میں مخصوص کاروبار کرنے کے عادی ہیں اس لئے ایسی ایسی بکواس کررہے ہیں الخ۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۶ حصہ دوم)

الجواب: و اخرج البیھقی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ لا یحل ھذا المسجد لجنب ولا لحائض الا رسول اللہ ﷺ وعلی و فاطمہ والحسن والحسین۔(خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۲۴۳ جلد ۲)

نیز مصنف مذکور کا یہ کہنا کہ رضا خانی اکابر چونکہ مساجد اللہ میں مخصوص کاروبار کرنے کے عادی ہیں۔اس لئے ایسی بکواس کررہے ہیں الخ جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔(لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اور امام الانبیاء ﷺ کے کلام پاک کو خط کشیدہ الفاظ سے تعبیر کرنا کفر ہے۔(المرء یقیس علی نفسہ۔(ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

عبارت نمبر ۸۴: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بغیر رضا کے عورت سے نکاح"

رسوائے زمانہ رضا خانی ملاں منظور احمد فیضی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ اختیار تھا کہ بغیر حق مہر اور بغیر گواہی کے عورت سے نکاح کرتے، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......"آپ کو یہ بھی اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کر لینا"۔(مقام رسول ﷺ صفحہ نمبر ۵۵۱)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام! رضا خانی ملاؤں کا امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر صریح بہتان ہے الخ۔(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

الجواب: اخرج البیھقی فی سننہ عن ابی سعید قال لا نکاح الا بولی و شھود و مھر الا ما کان النبی ﷺ نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے نبی ہم نے آپ کیلئے آپ کی وہ بیویاں حلال فرمادیں جنہیں آپ ان کا مہر دے چکے ہیں اور (کنیزیں) جن کے آپ مالک ہیں جو اللہ نے غنیمت میں آپ کو عطا فرمائیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر (بلا عوض) اپنے آپ کو نبی کیلئے دے دے اگر نبی اسے اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم آپ کیلئے خاص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے بے شک ہم جانتے ہیں جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ان کی بیویوں اور کنیزوں (کے بارے) میں (آپ کی یہ خصوصیت) اس لئے (ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (البیان)

(سورہ احزاب آیت نمبر ۵۰)

تشریح نمبر ۱: معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کیلئے اس مومنہ عورت کو حلال کیا جو بغیر مہر اور بغیر شروط نکاح اپنی جان آپ کو ہبہ کرے بشرطیکہ آپ اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے۔ کیونکہ وقت نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعے مشرف زوجیت ہوئی ہوں۔ (تفسیر احمدی بحوالہ تفسیر خزائن العرفان)

تشریح نمبر ۲: یعنی نکاح بے مہر خاص آپ کیلئے جائز ہے۔ امت کیلئے نہیں۔ امت پر بہر حال مہر واجب ہے۔ (نور العرفان) اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بلا مہر کے نکاح میں آنا چاہے وہ بھی حلال ہے اگر آپ اس طرح نکاح میں لانا پسند کریں یہ اجازت خاص پیغمبر کیلئے ہے...... پیغمبر پر سے اللہ تعالیٰ نے یہ مہر کی قید اٹھا دی تھی برخلاف مؤمنین کے کہ ان کو نہ چار سے زائد کی اجازت نہ بدوں مہر کے نکاح درست۔

(تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۵۵۰)

عبارت نمبر ۸۵: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا

ہے:

''بغیر رضا کے نکاح کریں''

رضا خانی ملاں منظور احمد فیضی لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد کے ساتھ بغیر عورت کی رضا مندی کے نکاح کریں کر سکتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں بغیر اس کی اجازت و رضا اور بغیر اس کے وارث کی اجازت کے نکاح کر دیں''۔

(مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۵۵۱)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

میرے سنی بھائیو! مذہب اسلام میں اس بات کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا کہ بغیر عورت کی رضا مندی کے نکاح جائز ہو الخ۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم)

الجواب: اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا داد یہ اختیار اور ملکیت و تصرف حاصل ہے کہ جس عورت کا جس سے چاہیں نکاح کر دیں نہ کوئی مسلم چوں کر سکتا ہے اور نہ کوئی مسلمہ چرا کر سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی کو فوقیت و برتری حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: ''اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ایک کام کا فیصلہ فرمادیں تو ان کیلئے اپنے (اس) کام میں کوئی اختیار ہو''۔

(البیان)

شان نزول: یہ آیت زینب بن جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور

ان کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی۔ اُمیمہ حضور سید عالم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور ہی کی خدمت میں رہتے تھے حضور ﷺ نے زینب کیلئے ان کا پیام دیا۔ اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہوگئے اور حضور سید عالم ﷺ نے حضرت زید کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔

اس آیت و واقعہ سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول اکرم ﷺ کی اطاعت ہر امر میں (اگرچہ رشتہ کے بارہ میں بھی ہو) واجب ہے اور آپ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے نفس کا خود مختار نہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر ۶۷۴ ☆ تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ ☆ تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ☆ تفسیر مظہری جلد ۷)

عبارت نمبر ۸۶: ''مصنف رضا خانی مذہب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر الزام''

رضا خانی ملاں منظور احمد فیضی حضور اقدس کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس عورت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رغبت ہو جاتی تو اس عورت کے خاوند کیلئے ضروری تھا کہ اس کو طلاق دے تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عورت سے نکاح کریں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......''جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پر لازم تھا کہ اس کو طلاق دے تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عورت سے نکاح کر سکیں''۔

(مقام رسول صفحہ نمبر ۵۵۱)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

قارئین کرام! رضا خانیوں کو گستاخیوں میں داد دیجئے کہ پیغمبر دو عالم پر کس قدر الزام ہے الخ۔ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۷۷ حصہ دوم)

الجواب: ایک استفتاء کے جواب میں دیوبندی مکتبہ کے دارالعلوم کراچی نے جو کچھ لکھا ہے ہم اسے ہی نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

استفتاء: ایک صاحب علم نے امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۹ مطبوعہ مصر کے حوالہ سے لکھا کہ آپ ﷺ کو اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کر لینا۔ نیز جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پر لازم تھا کہ اس کو طلاق دے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عورت سے نکاح کر سکیں۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ ایک شخص (جو امام بھی ہے) مترجم ناقل پر اور کشف الغمہ پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ شیعہ کی کتاب ہے کیا شعرانی شیعہ تھے یا سنی۔ اہل سنت و جماعت (حضرات دیوبند) کے نزدیک شعرانی معتمد ہیں یا نہیں۔ معترض کا اعتراض صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو کس درجہ۔ کیا اس معترض کے پیچھے نماز درست ہے جس نے مذکورہ عبارت پر طعن و تشنیع کر کے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے الخ۔ سائل عبدالعزیز رحمانی ۱۴ ارشوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: حامدا و مصلیا۔

علامہ شعرانی علماء اہل سنت و جماعت میں سے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے غلط نہیں ہے۔ حضور ﷺ کیلئے بلا مہر، بلا ولی، بغیر گواہ اور بغیر عورت کی رضا کے نکاح کا جائز ہونا یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ علماء اہل سنت کا اس میں غالباً کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح آپ کو کسی عورت سے رغبت ہونے کی صورت میں اس عورت کے شوہر پر طلاق دینا واجب ہونے کا مسئلہ بھی غلط نہیں ہے۔ علماء کی تصریحات کے علاوہ قرآنی آیت ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المؤمنین کا تقاضا بھی یہی ہے۔ بہر حال یہ مسائل صحیح ہیں غلط نہیں ہیں۔ معترض کا اعتراض غلط ہے۔ بے چارے معترض کو ان مسائل کا علم نہیں ہے۔ اس لئے یہ الجھن پیش آئی۔ چونکہ اعتراض علم عدم کی وجہ سے ہے اس لئے اس معترض کے پیچھے نماز درست ہے۔ لیکن آئندہ کو توبہ کرے۔ واللہ سبحانہ اعلم

کتبہ محمد عبدالغفار اراکانی عفاء اللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۹۵/۸/۱۱ھ، الجواب صحیح محمد عاشق الٰہی

(مقام رسول ﷺ صفحہ نمبر ۵۸۶)

بقول مفتی عبدالغفار دیوبندی مذکورہ بالا مسائل میں غالباً علماء اہلسنت کا کوئی اختلاف نہیں ۔ معلوم ہوا "مصنف رضا خانی مذہب" اور درج ذیل علماء دیوبند جنہوں نے اس کتاب پر تصدیقات کی ہیں ۔ دائرہ اہل السنّت والجماعت سے خارج ہیں۔

۱۔ مولوی محمد شریف (سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان)۔

۲۔ مولوی قاضی شمس الدین (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ)۔

۳۔ مولوی محمد مالک کاندھلوی (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)۔

۴۔ مولوی حبیب اللہ رشیدی (ساہیوال)۔

۵۔ مولوی عبید اللہ انور (لاہور)۔

۶۔ مولوی مفتی محمد عیسیٰ (استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)۔

۷۔ مولوی محمد دین (صدر مدرس جامعہ فضلیہ لاہور)۔

۸۔ پروفیسر نور الحسن خان (پنجاب یونیورسٹی لاہور)۔

۹۔ مولوی ضیاء القاسمی (فیصل آباد)۔

۱۰۔ مولوی محمد اجمل خان (لاہور)۔

عبارت نمبر ۸۷: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"حضور ﷺ لوگوں کو جلسہ کی طرف بلاتے ہیں"

رضا خانی ملاں بدنام زمانہ منظور احمد فیضی اپنی دستار بندی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی

کتاب ''مقامِ رسول ﷺ'' میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بایں الفاظ توہین کرتا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''ماہِ شوال ۱۳۷۸ھ کا واقعہ ہے جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی رازیؔ دوراں شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ سیدی استاذی سید احمد سعید شاہ کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تھا۔ حضرت مرشد کریم شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور ﷺ کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لانگے خاں کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کیلئے بلاتے تھے۔ فللہ الحمد (مقام رسول صفحہ نمبر ۵۶۲ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۳ حصہ دوم)

الجواب: اگر آقائے دو عالم ﷺ اپنے غلام پر کرم فرمائیں تو کوئی بعید بات نہیں سینکڑوں ایسے واقعات اسلامی کتب معتبرہ میں منقول ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں زمین و آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ طبع استنبول (ترکی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی۔ ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے ولی نے فرمایا۔ یہ نبی کریم ﷺ تیرے سر پر قیام فرما ہیں، اور فرما رہے ہیں یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے ہٹا لئے گئے، چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ (الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۱۴ جلد ۲ طبع فاروقی کتب خانہ ملتان)

الزام نمبر ۸۹: ''مصنف رضا خانی مذہب'' لکھتا ہے: یہی نظریہ حلول آج نام نہاد دین تصوف کی رگوں کا خون بنا ہوا ہے اور اسی نظریے کی بنا پر بریلوی کہتے ہیں۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفٰے ہو کر

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۸۳ حصہ دوم)

الجواب: یہ شعر کسی مقتدر عالم دین اہل سنت کا نہیں، اس لئے اس کی نسبت ہماری طرف کرنا کذب بیانی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اس کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل)

غرض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عکس ہیں انوار ربانی کے اور ظل ہیں تجلیات وکمالات الٰہیہ کے، ہاں معاذ اللہ! حلول وغیرہ کا تخیل پیدا نہ کریں۔ کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کرسکتا اس کا عکس اور ظل جلوہ گر ہوتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور اس کا جواب

"منصف رضاخانی مذہب" نے رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۳۰۵ حصہ دوم پر جو فتویٰ نقل کیا اس کا جواب یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کی طرح مخلوق کی صفات کو ذاتی، قدیم اور لامتناہی مان کر ان سے استعانت وامداد طلب کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ ذاتی طور پر لامتناہی علم غیب جانتے ہیں واقعی کفر ہے۔ اگر مظہر عون الٰہی اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کو (جس قدر اس نے ان کو عطا کی ہیں) مدنظر رکھتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت امداد فرماتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ متناہی، عطائی اور حادث علم غیب جانتے ہیں عین راہ حق ہے۔

الزام نمبر ۹۰: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"رضاخانی ملاؤں کی شہادت"

......"ساٹھ سال تک آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نجاتِ آخرت کا علم نہیں تھا"۔ (العیاذ باللہ) (رسالہ وما ادری صفحہ نمبر ۶ مصدقہ مولوی ابوالبرکات ومولوی ابوالحسنات لاہور☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۰۷ حصہ دوم)

الجواب: صاحب رسالہ "وما ادری" ان منکرین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں: ساٹھ سال تک آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نجات اخروی کا علم نہیں تھا۔ منکرین کے قول کو "صاحب رسالہ وما ادری" کا قول کہہ کر ایک سنی عالم دین پر طعن و تشنیع کرنا سراسر قارئین کرام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من غش فلیس منا"۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۷۵ جلد ۲)

"جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں"۔

قطب عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں:

نیز اس شرح عقائد میں ہے جو شخص حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وسلم کو انما انا بشر مثلکم، و ما ادری مایفعل بی ولابکم و قل انی الخ اور اس کے نظائر و امثال پر نظر کر کے تمام انسانوں کے برابر خیال کرے اور عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے وہ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ مثلکم کے بعد یوحیٰ الی نے کس قدر امتیاز پیدا کر دیا ہے اور وما ادری اور لااملک تو باعتبار ذات نفس ذات وارد ہوئی ہیں ورنہ اگر اللہ کی وحی کرنے کا لحاظ کیا جائے اور اعلام الٰہی کو مد نظر رکھا جائے اور تملیک الٰہی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو علم مایفعل بی ولابکم بھی حاصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مالک بنانے کا لحاظ کرنے سے ضرر اور رشد کا ملک بھی واضح ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ نمبر ۱۷۹)

(نوٹ) کرامات غوثیہ ہمارے نزدیک معتبر کتاب نہیں ہے ہم اس میں سے صرف وہ باتیں مانتے ہیں جن کا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "زبدۃ الآثار" میں ذکر کیا ہے۔ (صفحہ نمبر ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴ کا جواب مکمل ہوا)

شعر: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"مختار کل کون"

خدا جس کو پکڑے چھڑا لیں محمد (ﷺ)
محمد (ﷺ) جو پکڑیں چھڑا کوئی نی سکدا

جاہلانہ تبصرہ اور اہل سنت پر الزام

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ پکڑیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو چھڑا لیں گے اور جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ لیں تو اس کو خدا تعالیٰ بھی نہیں چھڑا سکتے کیونکہ حق تعالیٰ کا اپنے پیغمبر کے آگے بس نہیں چلتا۔

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۳۱۶ حصہ دوم)

الجواب نمبر ۱: مصنف مذکور نے اہل سنت کی طرف جو عقیدہ منسوب کیا ہے کذب بیانی اور دروغگوئی پر مبنی ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

الجواب نمبر ۲: شاعر کہتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کا بروز محشر گناہوں کا پلڑا جھک گیا اور اسے سزا کا حکم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ دربارِ خداوندی میں اس کی شفاعت کر کے اس کی سزا کو منسوخ کرا دیں گے۔ اور وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ صفحہ نمبر ۸۷ جلد ۳ مترجم)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا گزشتہ رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی پیٹ کے بل رینگ کر چل رہا ہے اور کبھی نیچے لٹک جاتا ہے پس اس کا درود مجھ تک پہنچا (جو دنیا میں مجھ پر پڑھا کرتا تھا) پس میں نے اس کے ہاتھ سے پکڑا اور پل صراط پر سیدھا قائم کر دیا حتی کہ وہ صحیح وسلامت (پل صراط) سے گزر گیا۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۲۱۹ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے یا احمد یا احمد! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے، لبیک اے ابوالبشر، آدم علیہ السلام کہیں گے آپ کا یہ امتی دوزخ میں جارہا ہے پس میں بڑی چستی کے ساتھ تیز تیز فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا اے میرے رب کے فرستادو! ٹھہرو وہ کہیں گے ہم سخت فرشتے ہیں جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے میرے پروردگار کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ تو مجھے اپنی امت کے بارے میں رسوا نہ کرے گا عرش سے ندا آئے گی اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اسے لوٹا دو پھر میں اپنی گود سے سفید کاغذ انگلی کے پورے کی مانند نکالوں گا اور اسے دائیں میزان کے پلڑے میں ڈال دوں گا اور میں کہوں گا بسم اللہ! پس وہ نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی خوش بخت ہے سعادت یافتہ ہو گیا۔ اور اس کا میزان بھاری ہو گیا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ (مفہوماً) (القول البدیع صفحہ نمبر ۲۱۶ مترجم طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

(نوٹ) گو اس کی سند میں کلام ہے مگر ضعیف ہے موضوع نہیں اور بقول امام سخاوی کے شیخ الاسلام ابوزکریا النووی ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں کہ علماء حدیث (یعنی محدثین) اور فقہاء وغیرہ فرماتے ہیں کہ فضائل، اعمال، ترغیب اور ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۴۴۰ مترجم)

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تنقیص رسالت کا مرتکب ہو تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ درمختار باب المرتدین میں ہے کہ جو کوئی شان خداوندی میں گستاخی کرے وہ کافر ہے واجب القتل ہے مگر توبہ کرلے تو توبہ سے معافی ہو جائے گی، لیکن جو شخص بارگاہ رسالت میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور اگر بعد میں توبہ بھی کرے تو بھی قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ حق اللہ تعالیٰ کا تھا اور یہ حق نبی اور توبہ سے حق اللہ معاف ہوتا ہے نہ کہ حق عبد ا۔ (شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۷۹)

(ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ) (اور درمختار علی الرد المحتار صفحہ نمبر ۴۰۰ جلد ۳ طبع استنبول)

مدائح اعلیٰ حضرت، اور باغ فردوس کے اشعار کا جواب

(جو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی شان میں کہے گئے ہیں)

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس میں ذرہ بھر کلام نہیں ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت ہیں اولیاء اللہ میں ان کو برتری حاصل ہے ان کی برکات کا آفتاب روز حشر تک ضیاباریاں کرتا رہے گا۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ نمبر ۲۱ طبع لاہور ۱۹۵۸ء، محمد دین کلیم)

حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) ابھی نوجوان ہیں مگر میں ان کے سر پر دو جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں یہ جھنڈے ولایت کے ہیں ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملک اعلیٰ تک ہے میں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلیٰ پر سنا کہ انہیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ نمبر ۳۷ طبع لاہور ۱۴۰۲ھ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ عارف سنجاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں، اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں وہ شخص خوش قسمت ہے اور بشارت ہے اس کیلئے جو آپ کی صحبت میں بیٹھا، یا جس کے قلب میں آپ کا تصور آیا۔

(قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تاذفی صفحہ نمبر ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر گیلانی ہر ولی کے ظاہری و باطنی احوال پر نظر رکھتے ہیں کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری و باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۳۹ طبع لاہور)

عارف باللہ ابراہیم غارب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے سرتاج محققین کے شیخ صدیقین کے امام، عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصۃ المفاخر، صفحہ نمبر ۱۸۰، امام یافعی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راہ ولایت میں فیوض و برکات جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ (سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ (مکتوبات جلد ۳ مکتوب نمبر ۱۲۳)

شیخ قدوۃ ابی سعید قیلوی (م ۵۵۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میں چند انبیاء کرام اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی بار جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلاموں کو شرف بخشتے ہیں۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور ☆ بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور)

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو، ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۶، طبع فیصل آباد)

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو، جو کوئی شخص مصائب و مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے اور جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ (زبدۃ الآثار صفحہ نمبر ۱۱۵، طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب امام الاولیاء و محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں۔ (غوث اعظم صفحہ نمبر ۵ ناشر تبلیغی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۸ء)

نیز لکھتے ہیں صاحب نفحات نے لکھا ہے کہ چار اولیاء ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ بزرگوں کی طرح روحانی تصرف میں مشغول رہتے ہیں۔ مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک حضرت معروف کرخی دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل بلخی چوتھے شیخ حیات حراتی رحمۃ اللہ علیہم۔

(غوث اعظم صفحہ نمبر ۵ ناشر تبلیغی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۸ء)

صاحب مدائح اعلیٰ حضرت اور صاحب باغ فردوس نے بزرگان دین کے انہی ارشادات کو نظم کی صورت میں پیش کیا ہے۔ نیز مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کے تاثرات نقل کر دیئے ہیں۔

"مدائح اعلیٰ حضرت" اور "باغ فردوس" میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شان میں کہے ہوئے اشعار کا جواب

علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے پیرو مرشد میاں جیو نور محمد جھنجانوی کی شان میں لکھتے ہیں:

سرور عالم شہ دُنیا و دیں ...... عاشق و معشوق رب العالمین
ماحی دریائے توحید خدا ...... مظہر حق ' مصدر سرِّ خدا
واقف اسرار حق دانائے راز ...... بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیل جملہ اولیاء ...... تاج بخش اصفیاء و اتقیاء
اختر چرخ ھدیٰ ماہ عطا ...... بحر علم معرفت نجم الھدیٰ

قبلہ ارباب و اصحاب یقیں ...... کعبہ عباد و زہاد و اہل دیں
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے ...... حضرت نور محمد نیک پے
حضرت نور محمد اولیاء ...... پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق ...... سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھ تک جلوہ ذرا اس نور کا ...... جس سے ہیں پر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اس کا پرتو ...... کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
جس کے سر پر خاص سایہ اس کا ہو ...... ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر ...... ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
چاہیئے تجھ کو اگر وصل خدا ...... سایہ نور محمد میں تو آ
گرچہ یہاں سے کر گئے ہیں انتقال ...... فیض باطنی ہے دلے ان کا بحال
۱۲۵۹ھ میں کر کے انتقال ...... اس جہاں سے جا ملے باذوالجلال
جس کو ہووے شوق دیدارِ خدا ...... ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں ...... اس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقیں ...... اس کو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی ...... ہوویں ظاہر اس پہ اسرار خفی
کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا ...... سایہ نورِ محمد میں تو آ

....

نیر برج کرم ماہ عطا ...... گوہر دُرج نعم بحر سخا
صاحب ارشاد و تلقین ہدیٰ ...... عاشق رب نائب خیر الوریٰ
عالم و زاہد ولی اہل مقام ...... متقی و پارسا و نیک نام
یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب ...... فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب

(ماھو جوابکم فھو جوابنا)

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸،۱۵۹)

دامن کو ذرا دیکھ

مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر مرثیہ

از قلم مولوی محمود الحسن کے چند اشعار

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُعل وھبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اِس نورِ مجسم کے کفن میں وہی عریانی

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

رہے منہ آپ کی جانب تو بُعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

؎ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

؎ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

؎ پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

''مصنف رضا خانی مذہب'' مندرجہ بالا مرثیہ گنگوہی کے اشعار بار بار پڑھ کر جواب دے کیا یہ اشعار درست ہیں؟

عبارت نمبر ۸۸: ''مصنف رضا خانی مذہب'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وزیر اعظم ہیں''

رضا خانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

......''مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔......جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم ہیں''۔

(شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۴۱ ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۳۵ حصہ دوم)

الجواب: مصنف مذکور نے ''شان حبیب الرحمٰن'' سے عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ہے، مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

کلمہ محمد حضور علیہ السلام کا اسم ذاتی ہے اور باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفاتیہ جیسے کلمہ اللہ، خدا کا اسم ذاتی، باقی اسماء صفاتیہ ہیں، مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ محمد میں حرف چار ہیں، اللہ میں بھی چار، محمد میں تشدید ایک، اللہ میں بھی ایک، مگر لفظ اللہ کی تشدید پر الف ہے اور یہاں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم، پھر اللہ بولو تو دونوں لب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں اور محمد بولو تو نیچے کا ہونٹ اوپر

سے مل جاوے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات بلند و بالا کہ ہم بندوں کی وہاں تک رسائی ناممکن مگر محمد رسول اللہ ان نیچوں کو اس بلند و بالا تک پہنچانے والے ہیں۔

(شان حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۴۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۱۵ فارسی)

حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں جو کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے احکامات، منہیات اور وعدہ وعید پہنچاتے ہیں اور انہیں وہ باتیں بتاتے ہیں جو وہ نہیں جان سکتے۔ (الشفاء (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۲ طبع لاہور)

قارئین کرام!

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام الناس کو پیش نظر رکھتے ہوئے "خلیفہ مطلق اور نائب کل" کا ترجمہ وزیر اعظم کیا ہے۔

<u>عبارت نمبر ۸۹</u>: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنا دیں"

رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنا دیتے، اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

......"حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جسے جو چاہیں بنا دیں اگر چاہیں تو گجرات (شہر) کو مدینہ بنا دیں"۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۳۸ جلد ۸)

مصنف رضا خانی مذہب کا جاہلانہ تبصرہ

رضا خانیوں کا خیال ہے کہ مدینہ منورہ گجرات شہر میں ہونا چاہیے تھا تاکہ یہ لوگ

روضہ کے مجاور بن کر خانقاہی کرشمے دکھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ نے رضا خانی عقیدے کے مطابق (نعوذ باللہ) بہت بڑی غلطی کی ہے الخ

(رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۶۶ حصہ دوم)

الزام کا جواب: مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے منصب مختاریت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بدر میں حکماً شریک تھے (یعنی بنفس نفیس موجود نہ تھے)۔ کہ اُن کا گھر اُن کیلئے میدان بدر بنا دیا تھا کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کیلئے (مگر پھر بھی ان کا شمار بدری صحابہ میں ہوتا ہے) (معلوم ہوا کہ) حضور جسے جو چاہیں بنا دیں، اگر چاہیں تو گجرات کو (اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت) مدینہ بنا دیں ہر مومن کی قبر انشاء اللہ مدینہ (راحت کا گھر) ہوگی۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۳۸ جلد ۸ نعیمی کتب خانہ گجرات)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں تو گجرات شہر کو مدینہ منورہ بنا دیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور خلیفہ اعظم ہیں اور اس بیان سے فقط آپ کا منصب مختاریت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اس عبارت سے یہ اخذ کرنا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ گجرات میں ہونا چاہیئے تھا سراسر دروغگوئی کذب بیانی اور بہتان عظیم ہے

دامن کو ذرا دیکھ

محمد اقبال دیوبندی (ساکن مدینہ منورہ) لکھتے ہیں:

۱۰ ربیع جمادی الاول ۱۴۰۱ھ/۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت (مولانا محمد زکریا) کی صحت اور رمضان شریف کے بارے میں جہاں خیر ہو وہاں کیلئے دعا اور توجہ کیلئے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے سکوت فرمایا تھوڑی دیر بعد موصوف نے پھر عرض کیا اور یہ بھی کہ ان کے (حضرت شیخ)

دل میں پاکستان آرہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل میں تو اللہ ہی کی طرف سے آرہا ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی طرف سے بھی کچھ چاہیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسی دُعا فرمائی شروع کر دی۔ کافی دیر تک متوجہ رہے اور پھر فرمایا" رحلة الخير الكثير الى باكستان ان شاء الله "اس عبارت کو دو تین بار بہت سنجیدگی سے فرمایا۔ پھر جیسے فیصل آباد کا دار العلوم نظر آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ فرمایا یہ ٹکڑا تو رمضان میں انشاء اللہ ریاض الجنۃ بن ہی جائے گا گو ذکر کثیر کی طرف اشارہ فرمایا الخ

(بہجۃ القلوب صفحہ نمبر ۳۹ مرتبہ محمد اقبال طبع لاہور ۱۴۰۱ء)

۲۳ رجب ۱۴۰۱ھ، ۶ رجون ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء عزیز عبد الحفیظ نے صلوٰۃ وسلام کے بعد میری (حضرت شیخ) طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہاں حرمین کا رمضان چھوڑ کر پاکستان (فیصل آباد) اس لئے جارہا ہوں کہ وہاں جا کر لوگوں کو اللہ اور اس کے حبیب کا نام لینا آجائے اس کیلئے دعا رمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بڑھ کر کون سا کام ہوسکتا ہے پھر فرمایا کہ حرمین ثواب تو انشاء اللہ کہیں گیا نہیں۔ پھر بہت دیر تک دعا فرماتے رہے الخ۔ (بہجۃ القلوب صفحہ نمبر ۱۴ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

"مصنف رضا خانی مذہب" ذرا خط کشید ، لفاظ کو پڑھیں کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مختاریت ثابت نہیں ہوتا۔

عبارت نمبر ۹۰: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"فرشتے عورتوں سے صحبت کرتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ فرشتے انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور عورتوں سے ہمبستری بھی کرتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"......فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ (عورتوں سے صحبت بھی کر سکتے تھے)"۔ (مرآۃ المناجیح صفحہ نمبر ۲۴ جلد اول ☆ رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۱ حصہ دوم)

الجواب: حضرت قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حدیث جبرئیل کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کے بال کا۔ے کپڑے سفید (چٹے) ہونا شکل بشری کا

اثر تھا ورنہ وہ خود نوری ہیں لباس اور سیاہ بالوں سے بری ہاروت وماروت فرشتے شکل انسانی میں آ کر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی کر سکتے تھے عصا موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر ہیں کھانا پینا نکاح اس بشریت کے احکام تھے روزہ وصال میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی بغیر کھائے پیئے عرصہ دراز گزار لیتے تھے آج صدہا سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کھائے پیئے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ نورانیت کا ظہور ہے۔(مرأۃ المناجیح صفحہ نمبر ۲۴ جلد اوّل)

ہاروت وماروت کے قصہ کو جلیل القدر صحابہ کرام تابعین اور مفسرین سلف وخلف نے نقل کیا ہے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ہاروت ماروت کا یہ قصہ تابعین میں سے بھی اکثر لوگوں نے بیان کیا ہے جیسے مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقتل بن حیان وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین اور متقدین اور مفسرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں اسے نقل کیا ہے لیکن اس کا زیادہ تر دارومدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ قرآن کریم میں اس قدر بسط وتفصیل ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔(قرآن کریم کے ظاہری الفاظ، مسند احمد، ابن حبان (بیہقی وغیرہ کی مرفوع حدیث، حضرت علی، حضرت ابن عباس) ابن مسعود وغیرہ کی موقوف روایات، تابعین وغیرہ کی تفاسیر وغیرہ ملا کر اس واقعہ کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے اس میں کوئی محال عقلی ہے نہ اس میں کسی اصولِ اسلامی کا خلاف ہے۔ پھر ظاہر سے بے جا ہٹ اور تکلفات اٹھانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ واللہ اعلم

(فتح البیان ☆ تفسیر ابن کثیر مترجم صفحہ نمبر ۱۷۳ جلد اوّل طبع لاہور)

عبارت نمبر ۹۱: "مصنف رضا خانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"ابلیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سی آواز نکال سکتا ہے"

مولوی احمد رضا بریلوی کے خلیفہ رضا خانی ملاں احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ

"شیطان اپنی آواز حضور کی آواز کے مشابہ کر سکتا ہے"۔

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۲۳ ☆ مواعظ نعیمیہ جلد ۲)

جواب: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن راقم کے نزدیک یہ صحیح نہیں۔ اس سلسلہ میں جو مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ ان میں اضطراب ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔ نیز ان روایات میں ایسی روایات موجود ہیں جو کہ مجاہیل اور متہم بالکذب ہیں۔ طوالت کے پیش نظر مختصر اور جامع و مدلل جواب دینے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں لکھتے ہیں:

(۱)۔ (واکثر الطرق) التی روایات معها (عنهم فیها) ای فی هذه القصة (واهیه) ساقطة الخ۔

(۲)۔ واختلاف کلماته، هو قریب من الاضطراب الخ۔

(۳)۔ وفی سیرة مغلطائی: ان الشیطان القاه فی امنیته کما ذکره الکلبی عن باذان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما، وقد قالوا: انه باطل نقلاً و عقلاً وسیأتی مافی سنده۔

(۴)۔ کلبی کے متعلق علامہ جرجانی اور ابن معین فرماتے ہیں:

انه یضع الاحادیث و کذاب لایحتج به۔

(۵)۔ محدث بزار فرماتے ہیں:

انه کذاب وضاع لایوثق به۔

(نسیم الریاض صفحہ نمبر ۲۶۲ تا ۲۶۶ جلد ۵ طبع بیروت ۱۴۲۱ھ)

(نوٹ): علماء سے سہو ہو جانا ممکن ہے مگر اس وجہ سے ان پر طعن کرنا بدبختی ہے۔ نیز مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا خلیفہ لکھنا سراسر بہتان تراشی اور کذب بیانی ہے۔

عبارت نمبر ۹۲: "مصنف رضاخانی مذہب" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"روضہ رسول تین روز خالی رہا"۔

رضا خانی مولوی احمد رضا بریلوی کی شان بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بایں طریقہ توہین کرتے ہیں

......ایک عورت عالم خواب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئی وہاں اس نے (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ الخ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۲۴۵ حصہ دوم)

جواب: اس واقعہ کا تعلق خواب سے ہے اس پر شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ دیوانے سے جب تک وہ ہوش میں نہ آئے اور بچے سے جب تک بالغ نہ ہو جائے۔ اور سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو جائے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ (بخاری (مترجم) صفحہ ۶۳۱ جلد ۳)

نیز جس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ ہمارے کسی بھی جید عالم کی کتاب ہی نہیں۔

اور مقام الحدید مصنفہ مولانا عبدالعزیز مبارکپوری میں یہ عبارت منقول ہی نہیں۔

اس لئے اس خواب کے پیش نظر مذہب حقہ اہل سنت پر طعن و تشنیع کرنا سراسر جہالت ہے۔

ضمیمہ

مصنف رضاخانی مذہب کے دس سوال اور اُن کا جواب

(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ حصہ دوم)

سوال کی دس شکلیں

۱۔ اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائیے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دُوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

۲۔ بالفرض اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا یا اس کیلئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی؟

۴۔ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو نہ رہا ہو یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

۵۔ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے۔ اگر وہ دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

۶۔ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا

ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی کیا حاجت؟

۷۔ اگر غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑہ خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہئے کہ کون سی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کون سی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو؟

۸۔ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل سے نکال سکتی ہے وہ مشکل میں ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

۹۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ، مشکل ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا، بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مُصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کون سی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے گی؟

۱۰۔ کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کیلئے اللہ کو آواز دی جائے یا کسی مشکل کشا کو؟ (رضا خانی مذہب صفحہ نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۳ حصہ دوم)

یہ ہے سوال کی مکمل عبارت جو ہم نے لفظ بلفظ نقل کی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان کا تفصیلی جواب لکھیں۔ دو باتیں ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔

اوّلاً: دوست، مددگار، کارساز، فریادرس، مشکل کشا، یہ الفاظ اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن مفہوم اور مدلول ان سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی بیچارگی کی حالت میں کسی کی چارہ گری کرنا۔ اس مفہوم کیلئے قرآن مجید میں لفظ ولی استعمال ہوا ہے جو کہ مذکورہ بالا تمام الفاظ کو شامل ہے۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے لھم دار السلام عند ربھم و ھو ولیھم کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

”اللہ تعالیٰ یاری کرنے والا اور کارساز اور مددگار اُن کا ہے“۔

ثانیاً: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بالاصالت ہیں۔ مخلوق کے کسی بھی فرد میں کوئی صفت بالاصالت ماننا شرک ہے۔ البتہ بعض اوصاف خداوندی ایسے ہیں جو کہ اس کے مقبول و محبوب بندوں کو بالنیابت (نائب کی حیثیت سے) حاصل ہوتے ہیں۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ایمانداروں کا ولی یعنی دوست، مددگار، کارساز ہونا خاصہ خداوندی ہے یا اس میں نیابت جاری ہے۔ قرآن مجید اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوستی، مددگاری، کارسازی، بالاصالت تو اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے البتہ ازروئے نیابت رسول اکرم ﷺ اور آپ کے کامل متبعین بھی اسی صفت سے متصف ہیں۔

ثالثاً: بعض لوگ ہر بات میں اہل سنت کو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات قرآن مجید میں دکھاؤ یا حدیث شریف میں دکھاؤ۔ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے کسی معاملے کو حل کرنے کی صرف یہ دو ہی راہیں نہیں بلکہ ایک تیسری راہ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من عرض له قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله عزوجل، فان جاءه ماليس في كتاب الله فليقض بما قضى به رسول الله ﷺ فان جاءه ما ليس في كتاب الله ولم يقض به رسول الله ﷺ فليقض بما قضى به الصالحون۔ (دارمی شریف جزاول صفحہ نمبر ۵۴ مطبوعہ قاہرہ)

ترجمہ: ”آج سے لے کر قیامت تک اگر کسی کو معاملے کا فیصلہ درپیش ہو تو وہ قرآن مجید کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے اگر قرآن مجید میں اس کا فیصلہ نہ پائے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس کا فیصلہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں نہ پائے تو صالحین امت کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے“۔

مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ جس طرح قرآن و حدیث کی شہادت مقبول ہے اسی طرح اولیاء امت کی شہادت بھی دنیا اور آخرت میں مقبول ہے۔ ان تینوں میں

کسی ایک بھی شہادت کو رد کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو معاملہ ہمیں درپیش ہے (یعنی کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہمارا مددگار، کارساز ہے یا نہیں) اس کے بارے میں مذکورہ تینوں شاہد قرآن، حدیث اور اولیاء امت اثبات میں جواب دیتے ہیں یا نفی میں۔

شاہد اوّل قرآن مجید کی شہادت

ارشاد ربانی ہے:

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا۔ (پارہ ۶، المائدۃ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اولیاء تمہارے مددگار کارساز ہیں''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی بالاصالت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے۔ آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاہد ہے کہ اولیاء کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے نائب نہیں۔ وہ اصلی اور حقیقی کارساز ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اولیاء کرام کی کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ مددگاری، فریادرسی، کارسازی میں تینوں کا ایک ہی حکم ہے۔

گھر کی گواہی

محمد بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد وہابی تفسیر جامع البیان کے حاشیہ میں لکھتا ہے:

مذکورہ بالا آیت میں لفظ ولیکم ہے اور اولیاء کم نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔

لم یقل اولیاء اشارۃً الی ان المجموع فی حکم واحد والی التنبیہ علی ان الولایۃ علی الاصالۃ للّٰہ تعالیٰ وللباقین تبع۔

(تفسیر جامع البیان حاشیہ نمبر ۹۰ صفحہ نمبر ۱۷۱، جز اوّل)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ولیکم کی بجائے اولیاء کم نہیں فرمایا اس لئے کہ مجموعہ مذکورہ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء از روئے مددگاری، کارسازی، فریادرسی کے ایک کا ہی

حکم رکھتے ہیں اور اس میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ ولایت اللہ تعالیٰ کیلئے بالاصالت ہے اور دوسروں کیلئے بالتبع۔

اس مذکورہ تقریر سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کی کارسازی، فریادرسی، مشکل کشائی کو غیر خدا کی کارسازی یا فریادرسی یا مشکل کشائی قرار دینا مصنف رضاخانی مذہب کی جہالت ہے۔

شاہد دوم حدیث شریف کی شہادت

ان للہ تعالیٰ عباداً اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۹۳ جلد اوّل)

(طب) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجت روائی کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں“۔

یہ حدیث طبرانی شریف میں ہے اور حافظ حدیث امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔

اولیاء اللہ دین اور دُنیاوی نعمتوں کے خزانے ہیں

محدث عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

خصھم بالنیابة عنه فی خلقه وجعلهم خزائن نعمه الدینیة والدنیویة لینفقوا علی المحتاجین۔ (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۷۷)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں اپنا نائب کیا ہے اور ان کو اپنی دینی اور دنیاوی نعمتوں کے خزانے بنایا ہے تاکہ وہ ان خزانوں کو محتاجوں پر صرف کریں“۔

جب حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کا منصب عطا کیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حاجت روائی کے تمام

لوازمات سے بھی وہ مقبول بندے متصف ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حاجت روائی کے تمام لوازمات حاجت روا کو عطا فرمائے بغیر اسے اس منصب پر مقرر فرمادے تو یہ تکلیف مالایطاق ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ بلند اور برتر ہے۔

حاجت روائی کے لوازمات

حاجت روا کیلئے ضروری ہے:

ا۔ کہ وہ دور و نزدیک، حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں برابر سنے۔

۲۔ کہ وہ ہر فریادی کی زبان کو سمجھے۔ کیونکہ وہ مخلوق کا حاجت روا ہے اور مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں۔

۳۔ کہ وہ (حاجت روا) ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔

۴۔ کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم اور دائم ہو نیند یا اونگھ اسے محتاجوں سے غافل نہ کرے۔ جیسا کہ سرور انبیاء علی جمیعہا علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

تنام عینی ولاینام قلبی۔

یعنی میری آنکھ سوتی ہے میرا قلب نہیں سوتا۔ اس کی بھی یہ وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے ماویٰ اور مرجع ہیں۔ ولی بھی اپنے نبی ﷺ کا کامل طور پر متبع ہونے کی وجہ سے اپنے نبی ﷺ کا نائب ہے۔

۵۔ کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے ہی اپنی حاجت پیش کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے۔ یہ ہی وصف اس کے نائبوں کو از روئے نیابت حاصل ہونا چاہیئے ورنہ تو وہ بعض کا حاجت روا ہوگا اور بعض کا نہ ہوگا۔ لیکن اس بات کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث رد کرتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ ان مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر فرمایا ہے۔ لوگوں میں ہر قسم کے انسان ہیں۔ گونگے اور بولنے والے بھی۔

یہاں تک سوال کی پانچ شکلوں کا جواب ہو گیا ہے۔ اب صرف اتنا باقی ہے کہ جو پانچ باتیں لوازمات مشکل کشائی ہیں اور ان کے بغیر حاجت روا اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھا سکتا۔ کیا ازروئے قرآن مجید یا حدیث شریف یا اکابرین امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ان تمام باتوں کا ان نائبوں کو ملنا ثابت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی پر معین ومقرر فرمایا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذاء احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصرہ الذی یبصربه ویدہ التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۹۷)

ترجمہ: ''میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس کو محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے''۔

یہ حدیث قدسی ہے۔

اس حدیث مبارکہ پر ہم زیادہ حاشیہ آرائی نہیں کرتے صرف اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ جس انسان کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں خدائی قدرت ہوں اس کی طاقت کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ خدائی قدرت کی کوئی انتہا ہے ہی نہیں۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت له سمعاً وبصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعاً له سمع القریب والبعید واذا صار

ذالك النور بصراً له رأى القريب والبعيد واذا صار ذالك النور يدا له قدر على التصرف في الصعب والسهل والبعيد والقريب۔ (تفسیر کبیر جز ۲۱ صفحہ نمبر ۹۱)

ترجمہ: ”جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہ ہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ہی نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہوتا ہے۔

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

عارف کامل حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار اور بے جان وحوش وحشرات آسمان ستارے زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا اور تمام کرہ عالم اس سے مدد لیتا تھا وہ ایک لحظہ میں تمام کرہ عالم کی آواز اور کلام کو سن لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا۔ بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے بلکہ جہان کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کیلئے ایک جیسے تھے۔

(کتاب الابریز عربی صفحہ نمبر ۲۶۲، خزینہ معارف صفحہ نمبر ۲۶۸)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں:

الكمال المطلق عبارة عن مقام ولي فيه يعطى الكامل حقائق الاشياء حقها بالتمام والكمال فيتصف بسائر صفات الربوبية وبجميع صفات العبودية في آن واحد۔ (انفاس العارفین فارسی صفحہ نمبر ۱۵۱)

ترجمہ: ”کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی

کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے"۔

از روئے حدیث شریف اور اقوال بزرگاں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس انسان کو اپنی مخلوق کی حاجت روائی، مشکل کشائی، فریادرسی کا منصب عطا فرماتا ہے اسے اس منصب کے جمیع لوازمات بھی عطا کرتا ہے۔

چھٹا سوال: مصنف رضاخانی مذہب کے سوال کی چھٹی شکل کا مفہوم:

مصنف رضاخانی مذہب کہتا ہے کہ اگر تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرتا ہے تو غیر اللہ کی کیا حاجت؟ اگر تمام مشکلات غیر اللہ حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

جواب: ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنے والا ہے یا نہیں۔ اگر جواب نفی ہے تو یہ بات قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنے والا ہے تو اس عقیدے کے مطابق جب ہمارے کوئی بچہ پیدا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی پرورش پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ بچے کو ماں اور باپ کی کیا حاجت، اگر پرورش ماں باپ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو سب کے پالنے والا ماننے کی کیا حاجت؟ اس بات کا جو جواب تم سوچو گے وہی جواب مشکل کشائی کے مسئلے کا سمجھ لینا۔

ساتواں سوال: مصنف رضاخانی مذہب کے سوال کی ساتویں شکل:

کیا غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر ہے یا بعض؟

جواب: اس کا جواب وہ حدیث شریف جو ہم صفحہ نمبر ۵۶۱ پر تحریر کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض مقبولات کو لوگوں کی حاجت روائی پر مقرر کیا ہوا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان مقبولان بارگاہ ایزدی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں بعض و کل کی کوئی تقسیم نہیں۔ واللہ یھدی من یشآء۔

آٹھواں سوال: مصنف رضاخانی مذہب کے سوال کی آٹھویں شکل:

کیا مشکل کشا مشکل ڈالتا بھی ہے یا یہ صرف مشکل کشائی کرتا ہے اور ڈالنے والا

کوئی اور ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کو مشکل میں نہیں ڈالتا اور نہ ہی اس کا نائب کسی کو مشکل میں ڈالتا ہے کیونکہ جو مشکل کشاء ہے وہ کسی کو مشکل میں کیوں ڈالے گا۔ مشکلات میں تو انسان خود بخود پھنستا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۰)

"یعنی تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے برے عملوں کے سبب آتی ہے"۔

من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا۔ (سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت نمبر ۴۶)

"یعنی جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اُسی کی ذات کو ہے اور جو برائی کماتا ہے۔ اس کی عقوبت میں وہی پھنستا ہے"۔

ثابت ہوا کہ انسان اپنی بدعملی کی عقوبت میں خود پھنستا ہے۔ پھر عقوبت میں پھنسا ہوا انسان ان برگزیدہ ہستیوں کی طرف رجوع کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مشکل کشائی پر مقرر فرمایا ہوا ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ خود کسی پر مشکل ڈالتا ہے اور نہ ہی اس نے اپنے کسی مقبول بندے کو لوگوں پر مشکلات ڈالنے پر مقرر کیا ہوا ہے۔

مصنف رضاخانی مذہب کی بے شعوری اور نویں سوال کا جواب

مصنف رضاخانی مذہب کو اتنا شعور بھی نہیں کہ جو بت شکن ہیں وہ بت پرست کیسے ہو سکتے ہیں اور جو بت پرست ہیں وہ بت شکنی کیونکر کر سکتے ہیں۔ اس لئے جو مشکل کشاء ہیں وہ مشکل ڈالنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں اور جو مشکل ڈالے گا۔ وہ مشکل کشائی کیوں کرے گا۔

مشکل کشاء کا کام تو مشکل کشائی کرنا ہے۔ مشکلات میں انسان خود پھنستے ہیں لیکن اتنا ضروری ہے کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ سب مشیت ایزدی کے تحت ہوتا ہے۔ ہماری اس تقریر میں سوال نمبر ۹ کا جواب بھی ہو گیا۔

دسواں سوال: مصنف رضا خانی مذہب کے سوال کی دسویں شکل۔

مصنف رضا خانی مذہب کہتا ہے کہ اگر کسی کا جنازہ پڑھنا ہو تو بخشش کیلئے اللہ کو آواز دی جائے گی یا کسی مشکل کشاء کو؟

جواب: اگر مصنف رضا خانی مذہب ذرا تدبر سے کام لیتا تو اسے سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ موصوف ذرا یہ بتائیے کہ مشکل کشائی کے مسئلہ کو بخشش کے مسئلہ سے کیا واسطہ؟

مشکل کشائی، فریادرسی، حاجت روائی، اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جس میں نیابت جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ بالاصالت مشکل کشاء، فریادرس اور حاجت روا ہے اور اولیاء اللہ بالتبع ہیں لیکن شان غفاری تو خاصہ خداوندی ہے جس میں نیابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

من یغفر الذنوب الا اللہ۔

"یعنی کون ہے گناہ بخشنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے"۔

جس کام میں نیابت نہیں اس میں ایمان دراصل کو ہی پکارے گا اور جس میں نیابت جاری ہے وہاں نائب کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا۔ جس طرح ہم نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ شان غفاری خاصہ خداوندی ہے لہٰذا کسی دوسرے کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح اگر کوئی دوست قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر دکھائے کہ مشکل کشائی فریادرسی، حاجت روائی خاصہ خداوندی ہے اور یہ صفت از روئے نیابت کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔ ایسے صاحب کو ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

(کتاب الولایت صفحہ نمبر ۷ تا ۲۴ (بتغیر قلیل) از امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ)

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

خواص عباد کی صفات کو باطل نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے۔ جس سے صفات ربوبیت کی برتری وتقدس ظاہر ہوتا ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراطِ مستقیم پر ہے۔

(از افادات مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرماتا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی اور ارادہ مشیت ایزدی کے ماتحت ہے ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ معلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔ (از افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

نیز مشکل کشاء ایسا نام نہیں جس کا استعمال قرآن و حدیث نے باری تعالیٰ کیلئے مخصوص قرار دیا ہو اور دوسروں کیلئے شرک بتایا ہو۔ بلکہ یہ لفظ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جاسکتا ہے۔ البتہ خالق کیلئے استعمال ہونے کی صورت میں اس کے جو معنی ہوتے ہیں، مخلوق کیلئے وہ معنی مراد نہیں لئے جاتے جس طرح رؤف، رحیم، کریم، سمیع بصیر ہوتے ہیں مگر ہر جگہ معنی الگ الگ ہیں۔

مصنف رضاخانی مذہب سے سولہ (۱۶) سوالات

اہل سنت و جماعت کا یہ اسلامی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو تصرفات عطا فرمائے ہیں جن کی ایک مثال ''قرآن پاک'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف برخیاء کی ہے۔ جنہوں نے سینکڑوں میل دور سے ملکہ بلقیس کے تخت کو آنکھ جھپکنے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش فرما دیا تھا۔ اس قرآنی حقیقت سے انکار نے والوں سے چند سوالات:

۱۔ کیا شیطان مخلوق ہے اور وہ بھی جنات سے؟

۲۔ کیا شیطان ہر جگہ موجود ہوتا ہے؟

۳۔ کیا شیطان نے مختلف ملکوں کے دورے کیلئے فہرست بنا رکھی ہے اور اوقات مقرر کر رکھے ہیں؟

۴۔ کیا شیطان، انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے؟

۵۔ کیا شیطان انسانوں کے دلوں کے بھید اور خواہشات کو بھانپ جاتا ہے اور اسی لمحہ آ پہنچتا ہے؟

۶۔ کیا شیطان کو واقعی نیند، نہ اونگھ آتی ہے؟

۷۔ کیا شیطان تمام زبانیں جانتا ہے یا سمجھ لیتا ہے؟

۸۔ کیا شیطان انسان کو عیاشیوں میں اور بعض اوقات مشکلوں میں بھی مبتلا کر دیتا ہے؟

۹۔ کیا باری تعالیٰ (جل شانہ) شیطان پر قادر نہیں ہے؟

۱۰۔ کیا جن، انسانوں میں داخل ہو کر انسان کی حرکات اور سکنات کو اپنے تابع بنالیتا ہے؟

۱۱۔ کیا چور، ڈاکو، راہزن اور ظالم جو شیطان کے روپ ہیں ان سے نجات حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی بجائے تھانیدار، مجسٹریٹ یا جج کے پاس مدد کیلئے جانا شرک ہے؟

۱۲۔ کیا روحانی یا جسمانی مریض اپنی مشکل سے نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی بجائے ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتا ہے؟

۱۳۔ کیا ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے ناچ گانے کے پروگرام بھی واقعی اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کے حکم سے چلتے ہیں؟ اور اسی وجہ سے کیا ہزاروں میل دور دیکھے یا سنے جاسکتے ہیں؟

۱۴۔ کیا انسانوں کے بنائے ہوئے آلات سے ہزاروں میل دور سے گفتگو اور بغیر تار کے ریڈیو اور ٹی وی سے آوازیں اور تصاویر لاکھوں گھروں میں بیک وقت سنی اور

دیکھی جاسکتی ہیں؟

۱۵۔ اگر آپ تمام مندرجہ بالا غیر اللہ کے تصرفات کو مانتے ہیں تو کیا صرف انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے تصرفات سے ہی انکار ہے؟

''بخاری شریف'' و ''مشکوٰۃ شریف'' کی حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت فرماتا ہوں اور جب میں اسے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے''۔ (الخ)

۱۶۔ درج بالا حدیث شریف کو مدنظر رکھیں اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے تصرفات کی حدود متعین کریں۔ کیا یہ کام آپ کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ایمان اور عقائد کی درستگی عطا فرمائے۔ آمین

کتاب ''اوراق غم'' کی عبارتوں کا جواب

خدا شرے برانگیز د کہ خیرے دراں باشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین شکند

قیمت سنگ نیفزاید وزر کم نشود

عرض حال

اوراق غم میری ایک تاریخی کتاب ہے۔ جسے تالیف کئے آج سات سال ہو جاتے ہیں۔ اور یہ میری تالیف ہے جو فن تاریخ میں لکھی تھی۔ چونکہ مجھے ریاست الور کے قیام میں روافض کی حقیقت اتنی ظاہر تھی کہ یہ جماعت قرآن کی منکر ہے خلفاء راشدین کو گالیاں دیتی ہے۔ میں نے قیام الور میں ان کا رد شروع کیا عوام جہلا محرم میں تعزیہ داری

وغیرہ اس کثرت سے وہاں کرتے تھے کہ روافض کے صرف دو یا تین تعزیہ نکلتے تھے۔ اور سنیوں کے سینکڑوں کی تعداد میں مجالس ماتم میں زیادہ اجتماع سنیوں کا ہی ہوتا تھا۔ مہندی جتنی زیادہ تعداد نکلتیں ۔ وہ عام طور پر سنی جہال کی طرف سے غرضیکہ اس کا سد باب کرنے میں اس قدر مساعی کی گئیں کہ عشرہ کے جلسے مقرر کئے جس سے بفضلہٖ سنی راہ راست پر آئے لیکن پھر بھی تعزیہ داری کا سلسلہ باقی رہا۔ اسی حالت میں مجھے فرمائش کی گئی ۔ کہ ایک کتاب تاریخ شہادت پر لکھوں چنانچہ جو کتابیں مجھے وہاں میسر آئیں ۔ ان سے میں نے اس کتاب کو جمع کیا جس کی فہرست دیباچہ کتاب میں لکھ چکا ہوں ۔ اسکے ساتھ معذرت بھی پیش ناظرین کی ہے ۔ کہ اگر کسی مقام پر کہیں غلطی یا لغزش ملاحظہ فرمائیں ۔ تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ کریں ۔ بلکہ فقیر کو اس غلطی سے مطلع فرما کر مشکوریت کا موقعہ بخشیں۔

چنانچہ اس پر اگر عمل کیا تو دہلی سے میرے ایک مخلص دوست نے کیا کہ مجھے برادران یوسف علیہ السلام اور فضائل صحابہ کے اندر ایک عبارت کی اصلاح کیلئے لکھا ۔ اس واقعہ کو دو سال گزر جاتے ہیں ۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ مفتی عبدالقادر عبدالحمید کے پردہ میں مجھے الوری رافضی لکھ رہے تھے میں نے اسی وقت ایک دو ورقہ میں عبدالحمید وغیرہ کی شرانگیزی دکھاتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ۔ اور اوراق غم کے ساتھ وہ پرچہ جانے لگا ۔ ان کی حسد پروری کی سزا خدا نے انہیں دی ۔ اور وہ انجام ہوا ۔ جو اہالیان لاہور نے دیکھا ۔

پھر ہاشم علی نامی ایک شخص نے شاہی جنتری والد قبلہ کو لا کر دکھائی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علماء احناف سے اس پر ریویو کرایا چونکہ اس جنتری میں کوئی بے دینی نہ تھی ۔ سب نے ریویو کر دیا ۔ پھر ۳۳ء اور ۳۴ء کی جنتری میں وہ کھیل کھیلا اور اس نے غلط حوالہ کتابوں کے لکھ کر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے ایمان پر چوٹ کی ۔ حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں وہ گستاخیاں کیں کہ العیاذ باللہ ۔ حتیٰ کہ حضرت علی کو مجسم اللہ علی لکھ مارا ۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ حضور سے حضرت علی کو افضل لکھ گیا ۔ اس پر

والد قبلہ نے اس کارڈ کیا۔ پھر کیا تھا۔ وہ والد قبلہ کے منہ آتے آتے مجھ پر بھی حملہ کرنے لگا۔ حالانکہ مجھے نہ اس کی جنتری کا علم تھا۔ نہ میں اسے جانتا تھا لیکن جب "باپ بیٹا" عنوان کا پرچہ نظر سے گزرا تو اس کی جنتری دیکھی۔ تو ظاہر ہوا کہ یہ تو کوئی رافضی ہے لیکن اس کے حملوں پر سکوت کیا گیا کیونکہ بہت سے اعتراضات محض لایعنی تھے۔ اور ایسے لایعنی کہ اردوخوان خود انہیں دیکھ کر اس کی جہالت کا اندازہ کرسکتا تھا۔ منجملہ اس کے اس نے لکھا تھا کہ اوراق غم کے صفحہ نمبر ۱۱۱ پر وفات سید المرسلین میں تمہیدی مضمون جو میں نے لکھا ہے۔ اسے کاٹ کر لکھا ہے۔ اور اصل مضمون یہ ہے:

"جس سرد سہی نے چمن وجود میں بلندی حاصل کی۔ اسے اژدہ فنا نے بیخ و بن سے کاٹا جس نہال تازہ نے گلشن حیات میں نشوونما پائی تیر ممات نے اسے فنا کیا۔

کدامی سرد را داد او بلندی
کہ بادش خم نہ کرد از دردمندی"

اس پر آپ جہالت میں آکر مجھے لکھتے ہیں "موذی مفتری مؤلف اوراق غم سن اور کان کھول کر سن۔ نیز امام اہل سنت ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ تو کذاب دریدہ دہن ہے"۔ الخ غرضیکہ ایسی ایسی بیہودہ چیزیں وہ لکھ کر اپنی جہالت دکھاتا رہا۔ میں نے التفات نہ کیا اور اذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما پر عمل کیا۔

پھر جب فیصلہ کن مناظرہ مسجد وزیر خان میں ہوا اور تمام مسلمانان لاہور پر واضح ہوگیا کہ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ اور ثناء اللہ امرتسریہ یہ سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ اور اثناء مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ کو جب مولوی احمد علی کی جماعت نے اسٹیج پر براجمان کرایا تو لوگوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جمعیت الاحناف حقیقتاً جمعیۃ الثنائیہ ہے

اس میں میرا کیا قصور تھا جیسا کیا ویسا پایا!!

دوسرے جمعیۃ الاحناف کے سیکرٹری نے تحریر میں یہ لکھا تھا کہ مناظرہ کیلئے مولوی اشرف علی کو لائیں گے۔ یا ان کے وکیل مناظرہ کو اور مناظرہ حفظ الایمان، براہین قاطعہ

مولوی خلیل احمد، صراط مستقیم اور تحذیر الناس کی عبارات کفریہ پر ہوگا۔ مگر مولوی اشرف علی کو تو نہ آنا تھا نہ آئے اور چونکہ وہ کم از کم عالم ہیں سمجھتے تھے کہ میں اپنے کفر کا وکیل شرعاً کیسے بنا سکتا ہوں۔ انہوں نے بہت کچھ ٹالا جب یہ نمائندے مصر ہوئے تو مجبوراً انہوں نے ایک رقعہ لکھ دیا جس میں لکھا کہ حفظ الایمان کی عبارت کی تفہیم کیلئے فلاں فلاں کو میں بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اسی معاملہ میں دو دن نکل گئے کہ اخیر میں مولوی ثناء اللہ کی مدد لینے نے ان کا رہا سہا بھرم خاک میں ملا دیا۔ کافی رسوائی ہوگئی میں بوجہ بیماری اہلیہ اپنی پریشانی میں تھا۔ اس وجہ سے ایام مناظرہ میں شریک مناظرہ بھی نہ ہو سکا۔ اور ناظم جمعیۃ الاحناف نے جب بات بگڑتی دیکھی۔ فوراً کوتوال صاحب سے کہا کہ اب نقص امن کا خوف ہے۔ انہوں نے قانوناً جلسہ بند کر دیا۔

پھر کیا ہوا؟

یہ سب جماعت مذبوحی حرکات کیلئے رخنہ کی متلاشی رہی کہ ہاشم علی کی آواز جو ہمارے خلاف سنی بلاخوف مذہب اس کی پیٹھ جا ٹھوڑی جب دیکھا کہ اس پر بھی ہمارا کام نہ بنا اور سمجھا کہ جمعیۃ الاحناف کا نام تو بدنام ہو چکا ہے فوراً جماعت المسلمین نام رکھ کر چند خوارج شریک کر کے اس کے پردہ میں مجھ پر حملہ شروع کر دیئے۔ لیکن ان حملوں میں یہ ضرور کہوں گا کہ بعض حملے میرے حق میں مفید ہوئے کہ مجھے میری غلطی پر اطلاع ملی۔

اس امر میں، میں جماعت المسلمین کا مشکور ہوں

اس لئے کہ نہ صرف میں بلکہ ہماری جماعت بفضلہ ہمیشہ سے حق گو اور حق نوش و حق نیوش رہی ہے۔ قبول حق میں ہمیں کبھی عار نہ ہوئی اور خدا کرے کہ کبھی مثل مولوی اشرف علی یا دیوبندی وہابیوں کے ہمیں ضد نہ آئے۔ خدا حق نوشی حق گوئی حق نیوشی پر ہی خاتمہ فرمائے۔ آمین

یہ حملہ کیوں کیا اور اوراق غم کیوں اٹھایا؟

محض اس خیال خام میں کہ اس میں تقریظین مولوی سید احمد اور حضرت قبلہ کی ہیں

وہ بدنام ہوں اور خاک بدہن بدخواہ حزب الاحناف کو قوی صدمہ پہنچے جس میں اس وقت کافی تعداد منتہی طلباء کی دورۂ حدیث کر رہی ہے اور ستر (۷۰) کے قریب دیگر علوم منطق فلسفہ دینیات کے طلباء ہیں مگر

ایں خیال است ومحال است وجنون

اور یہ خبر نہیں کہ وہ اپنی تقریظوں میں صاف لکھ رہے ہیں۔ کہ اگرچہ من اولہ الی الاخر نہ دیکھ سکا۔ مگر بعض مضامین مختلف مقامات سے دیکھے۔ عمدہ تحقیق کی ہے۔ اور مخالفین بدآئین کو دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ پھر آگے تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں بوجہ رعایت فصاحت و بلاغت وطرز ناول جوفی زمانہ عام پسند ہے۔ مسلک ادب عالمانہ کا البتہ بعض جگہ خیال نہیں رہا ہے۔ رہیں وہ روایتیں جن میں حضرت خاتون جنت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گریہ وزاری کا فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر گریہ وزاری اہل بیت کرام کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے غم میں کیا گیا ہے وہ روایتیں اوّل تو مختلف فیہ ہیں۔ الخ

اسی طرح عزیز از جان مولوی ابوالبرکات سید احمد لکھتے ہیں۔ اس کتاب کو فقیر نے چند روز تک اپنے پاس اس غرض سے رکھا کہ میں اس کو از اوّل تا آخر بغور پڑھوں۔ اور حظ اٹھاؤں۔ اور اگر بعض امور مرے فہم ناقص سے بالاتر ہوں تو حضرت مؤلف ممدوح کی خدمت میں گزارش کروں۔ لیکن ایک جانب تو دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی مفوضہ اسباق دوسری جانب فتوئی نویسی۔ الخ

غرضیکہ ہر دو حضرات بالاستیعاب نہ دیکھ سکے۔ لہٰذا ان پر اعتراض بے جا ہے اور مخلصانہ تحقیق ہوتی تو میری ابتدائی معروض کے مطابق مجھے مطلع کرتے مگر جہاں اپنی رسوائی کا انتقام لینا مقصود ہو وہاں حقائق حق کہاں۔ اور چونکہ میں زمانہ تالیف میں انسداد فتنہ ارتداد میں بھی مشغول تھا۔ جلدی جلدی مسودہ لکھ کر یہاں لاہور بھیجا۔ اور یہاں کی عدیم الفرصتی اس کے مطالعہ سے مانع رہی۔ افسوس

مہ نوری فشاند و سگ بانگ می زند
سگ را بپرس خشم تو با ماہتاب چیست

خیر مختصر یہ کہ مجھے قبول حق میں کبھی عار نہیں۔ میں ان غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں اور جو اوراق غم میں ہوئیں۔

بندہ ہمان بہ کہ زتقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد

ناظرین کرام کو چاہیے کہ مندرجہ ذیل مقامات پر اوراق غم میں اصلاح فرمالیں:

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	شکار تیر مذلت	مزلت ز سے ہے۔ فازلہما الشیطان کی طرف اشارہ ہے
۶۳	۳	اتالیق سینہ کوٹتا ہوا آیا	روتا ہوا آیا
۱۷۱	۱۷	تو اب نظر سفلا میں اس کا زوال لازمی ہوا	تو اب ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر اس کا اپنے مبداء اصلی کی طرف لوٹنا ضروری ہوا
۱۷۱	۸	ولادت علی کرم اللہ وجہہ	یہ ایک روایت ہے نہ معلوم کہاں تک صحیح ہے اسے بھی کاٹ دیں
۱۷۳	۱	علی علا سے مشتق ہے	اس میں برائی بھی نہیں بلندی کے معنی ہیں ناپسندیدہ ہو کاٹ دیں
۳۰	۱۷،۴	بیوقوفوں، بے رحموں	انہوں نے لکھ لیں
۱۷۶	۱۷	خلافت پر اترے الخ	اس سے اوپر کی عبارت یوں پڑھیں صاحب حدیقۃ المذاہب نے رافضیوں کے مذہب کی تردید میں اپنی مسدس میں خوب لکھا ہے
۲۹۴	۵	زبہر ماتم آل محمد	اس شعر کو کاٹ دیں

۳۰۸	سطر اوّل سے	ہم تو سر ننگے ہیں	یہ کسی کا مسدس رقت آمیز لکھ دیا تھا اس سارے مسدس کو نہ پڑھیں

غرضیکہ جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو ہمارے اوراق غم کا غلط نامہ سمجھیں اور اصلاح کر لیں۔ دوسرے ایڈیشن میں ہم کافی تحقیق کے ساتھ خود مضامین بدل دیں گے۔ اور جماعت المسلمین نے اپنے بدعت کے جام جم میں سلسلہ حنفیہ کے متعلق جو اعتراض کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جماعت المسلمین درحقیقت ایک نمائشی نام ہے ورنہ یہ وہی ہیں جو تنقیص شان سید اکرم ﷺ کرنے والوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے عقیدہ میں حضور سید اکرم ﷺ بعطاء الٰہی مختار عالم ہیں اور یہی تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اوراق غم کی غلطیاں جن سے جماعت المسلمین مجھے شیعہ لکھ رہی ہے۔ اس سے مجھ پر کیا حکم لگتا ہے۔ علماء احناف سے اگر استفتاء کیا جائے گا۔ تو غایت مافی الباب ان اغلاط کی صحت پر اصرار کرنے والے کو گنہگار کہہ سکیں گے۔ اور میں تو ان غلطیوں کو تسلیم کر رہا ہوں کیا اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ پھیلانے سے وہ اپنے دیوبندی مولویوں کے کفر کو اٹھانا چاہتے ہیں۔

مجھے رافضی لکھ کر

تو رافضی کہنے والے خود رافضی بنے۔ اس لئے کہ رافضی وہ ہے جو سب شیخین کرے۔ قرآن کریم کو منحرف مانے، ماتم کرنے والا، تعزیہ نکالنے والا گنہگار ہوگا۔ نہ کہ خالص رافضی بے دین ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ افعال کرنے والا عاصی اور سخت گنہگار ہے۔ روافض کا کفر تو ان کے اعتقادات کی وجہ میں ہے۔ خیر اب دعا ہے کہ جس طرح ہم نے اپنی غلطیاں تسلیم کیں۔

خدا کرے کہ اسی طرح

مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے علماء حفظ الایمان وغیرہ کی عبارتوں سے

رجوع کا اعلان کردیں۔ اور ہمیشہ کیلئے تائب ہوکر زمرہ مسلمین میں داخل ہوجائیں۔ آمین ثم آمین ۔ اور خدا کرے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی اب آخری وقت اپنے چالیس وجہ کے کفر سے توبہ کرلیں۔ جو ان کے اساتذہ اور نجدی مولویوں کی طرف سے شائع ہوچکا ہے۔ اب

آخری عرض یہ ہے کہ

اوراق غم محض ایک تاریخی کتاب ہے۔ اس کو اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے جماعت المسلمین کے پمفلٹ کو اپنے اوراق غم کا غلط نامہ تسلیم کیا ہے۔ اس واسطے کہ اگر اس کی تمام روایات کی بھی کوئی مخالفت کرے تو کرے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ ہاں شرکیہ تعلیم کی سرخی جو بدعت کے جام جم میں قائم کی ہے ۔ اور ہمارے سلسلہ دینیات کے پہلے نمبر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم بتادینا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مذہب ہے۔ اور ان کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ باقی صرف اوراق غم کے متعلق جو بھی لکھیں۔ اس پر ہمیں عذر نہیں۔ مگر انصاف یہ چاہتا تھا کہ وہ انصاف سے کام لے کر جہاں بعض اشعار میں سے چند الفاظ لے کر تش کردیئے ہیں ۔ وہاں اوراق غم کی وہ عبارتیں بھی درج کردیتے جن میں رافضیوں کا مَیں نے رد کیا ہے ۔ جو مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۰۸ "اے پسر عوف محض آنسوؤں سے رونا تو سبب رحمت ہے۔ میں نے جو منع کیا ہے وہ منہ اور سینہ کوٹنے کپڑے پھاڑنے کو کیا ہے" آگے حدیث ہے۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۷۸ "اس کے (خلافت) متعلق حضرات شیعہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی عداوت باطنی کی وجہ سے بہت لمبا چوڑا قصہ بنا گئے ہیں"۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۸۹ "مگر ہاں سب وشتم کی وہی جرأت کرسکتا ہے جو رفض امر شیر خدا کرے اور حضرت علی کو اپنا پیشوا زبان سے ہی مانے اور دل میں ان کی کوئی وقعت نہ رکھے"۔

اوراق غم صفحہ نمبر ۱۸۰ ''اب وہ حضرات جو سب شیخین کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم اس رسالہ میں کچھ لکھ کر لطف مضمون کو خراب کرنا نہیں چاہتے، مگر ہاں اتنا کہنا بے جا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ شیر خدا کو دروازہ عرفان سمجھ کر اس محل عرفان کی دو دیواریں منہدم کر کے اس محل کو غیر محفوظ کر چکے ہیں۔ جس مکان جس قلع میں دروازہ مستحکم ہو اور دیواریں منہدم وہ قلعہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ان حضرات نے اس ضد میں کہ جامع قرآن عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں قرآن کریم تک سے انحراف کر کے قرآن کریم کو محرف مان کر اپنا حصہ اسلام سے بھی چھوڑ دیا''۔

اس قسم کے بہت سے مضامین تھے

جو اوراق غم میں ہیں۔ مگر جہاں حسد وعناد ہو۔ وہاں حق گوئی سے کیا تعلق۔ فدک کے مسئلہ پر میں نے اوراق غم کے صفحہ نمبر ۱۶۴ میں کافی بحث کی ہے۔ مگر جہالت وحسد کا برا ہو۔ کہ محض باقتضائے مضمون جو اشعار رقت آمیز لکھے۔ انہیں جوش انتقام میں فتویٰ بنا کر عوام میں فتنہ پھیلا دیا۔

اب ذرا جماعت المسلمین اور دیوبندی جماعت کے عقائد کو بھی ملاحظہ فرمالیں:

شیطان وملک الموت کو حضور سے زیادہ علم تھا

براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۴۷، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو ردّ کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

صحابہ کرام کو معاذ اللہ کافر کہنے والا سنی ہے

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۲، جو صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

حضور جیسا علم معاذ اللہ بچے پاگلوں اور جانوروں کو ہے

حفظ الایمان ۲ صفحہ نمبر ۷، پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ (۲ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

خدا معاذ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے

براہین قاطعہ ۳ صفحہ نمبر ۲، امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا ہے۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے اور بہت سی کتابوں میں اس مسئلہ کو بڑے شدومد سے لکھا ہے۔ (۳ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

رحمۃ للعالمین حضور کی صفت خاص نہیں

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۲، رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔

علاوہ اس کے ان حضرات کی بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو کفر و اسلام کا سوال پیدا کرتی ہیں۔ جو انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر نذر ناظرین کی جائیں گی۔

آخری معروض

ہم بفضلہٖ تعالیٰ حنفی سنی ہیں، رہی غلطی تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان ، ہمارا یہ کام نہیں کہ قبول حق میں عار کی جائے۔ اب اس جماعت والوں کو بھی اللہ توفیق تو بہ دے جو دیوبندی مولوی کی طرف داری میں ایمان کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ میں نے اراکین دائرۃ الاصلاح کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا ہے۔ اور میری تصدیق پر انہوں نے اپنا اطمینان کر کے ایک اشتہار بعنوان "عزاداری حسین کی حقیقت" شائع بھی

کر دیا ہے جس سے حق پسند طبائع حقیقت حال معلوم کرلیں گی اور آئندہ میری نسبت غلط فہمی میں نہ پڑیں گی۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد
خطیب مسجد وزیر خان لاہور

عرض ضروری

از جانب سیکرٹری بزم تنظیم مسجد وزیر خان لاہور

چونکہ ہاشم علی کی اشتہار عزاداری حسین میں نہایت چالاکی سے کام لیا گیا تھا۔ یعنی مشتہر کا نام نہایت باریک قلم سے لکھ کر عوام کو جلی خط سے حضرت مولانا نام دکھا دیا۔ لیکن الحمد للہ اس کی فریب کاری بہت جلدی ظاہر ہوگئی اور دائرۃ الاصلاح نے اس کا رد چھاپ دیا۔

اب بالخصوص برادرانِ ملت سے گزارش ہے کہ اس پروپیگنڈہ میں سیکرٹری جمعیت الاحناف اور وہ جماعت جو مناظرہ میں زک اٹھا کر گئی ہے۔ شریک ہے میں نے خود جمعیت الاحناف کے سیکرٹری کو ہاشم علی کے ساتھ ساز باز کرتے دیکھا ہے۔ لہٰذا ان کے دام میں آکر آپ اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ لہٰذا بغرض اطلاع یہ پمفلٹ حاضر کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ہاشم علی کے پردہ میں اس پمفلٹ پر بھی انہیں صبر نہ آئے اور پھر بھی زہر اگلتے رہیں تو ہم مطلع کر دینا چاہتے ہیں کہ جو چاہیں لکھیں ہم آئندہ جواب دے کر قوم کا پیسہ برباد اور حضرت مولانا کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ہم وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس سے قوم کا بھلا ہو اور عنقریب اوراق غم کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے حاضر کیا جائے گا جس کے مطالعہ سے آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جس سنی کے پاس اوراق غم ہوگی وہ اپنے آپ کو مذہب شیعہ کا بہترین مناظر سمجھے گا۔ اس لئے کہ دوسرے ایڈیشن میں تمہیدی مضمون خصوصیت سے ردِّ شیعہ کا علیحدہ لکھا جائے گا۔ یہ ایڈیشن زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو ماہ میں انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا اور

ہاشم علی کی جنتری ۳۴ء

میں اس قدر بد اعتقادیاں ہیں جن کے پڑھنے سے ایک سنی مسلمان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ یہ جنتری والا یقیناً رافضی ہے۔ اگر ملاحظہ کرنا ہو...... تو دفتر بزم تنظیم میں تشریف لا کر ملاحظہ فرمالیں۔

والسلام

سیکرٹری بزم تنظیم

بادبان، جسارت اور اسلامی جمہوریہ کی غلط بیانی کا پردہ چاک ہو گیا

فیصل آباد میں مولانا نورانی کے بارے میں اسٹیج سیکرٹری سے غلط الفاظ منسوب کیے گئے

جامعہ امینیہ فیصل آباد کے جناب غلام رسول نے جسارت کے ایڈیٹر کو ایک مکتوب تحریر کیا ہے۔ آزادی صحافت کے دعویداروں کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس کو شائع کریں یا نہ کریں بہرحال مکتوب نگار کی درخواست پر ہم اس خط کا متن افق میں شائع کر رہے ہیں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ جسارت کراچی!

جسارت کے حالیہ شمارہ کا اداریہ پڑھ کر از حد افسوس ہوا کہ آپ جیسا سنجیدہ متین صحافی بھی ملکی سیاسیات میں الجھ کر صحافتی اصولوں کو فراموش کر بیٹھا۔

۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد ماجد مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) کا عرس تھا۔ مہمان خصوصی علامہ شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔ میں نے اسٹیج سیکرٹری کی حیثیت سے مولانا کی تقریر سے پہلے یہ کلمات کہے تھے کہ موجودہ دور میں حضرت نورانی کا چہرہ دیکھنا کفارۂ گناہ ہے مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھی باک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے غلام کا چہرہ دیکھنا گناہوں کے معاف کرانے کے مترادف ہے۔ میں یہ واشگاف الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ہرگز ہرگز مندرجہ ذیل الفاظ ادا نہیں کیے کہ "مولانا نورانی

کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے برابر ہے"

جب میرا ایمان یہ ہے کہ مولانا نورانی سمیت کل کائنات کو جو بھی مقام ملا ہے وہ سب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاک پا کی غلامی کے صدقہ میں ملا ہے۔ یہ منسوبہ الفاظ کہنے کی کس طرح جرأت کر سکتا ہوں۔

میں ایک بار پھر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں منسوبہ الفاظ کو سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحتاً گستاخی سمجھتا ہوں اور ایسے الفاظ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کرتا ہوں کہ "الٰہی جو الفاظ میری طرف منسوب کئے گئے ہیں ان پر میں اپنی طرف سے اسلامی جمہوریہ کے رپورٹر، ہفت روزہ بادبان اور روزنامہ جسارت کے مدیر صاحبان کی طرف سے تیرے دربار میں معافی کا طلبگار ہوں خدایا تو ہی گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے اور سیدھا راستہ دکھا کر حسد اور کینہ سے بچانے والا ہے۔

فقط والسلام

غلام رسول غازی ایم اے

معرفت جامعہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد

(ہفت روزہ افق ۲۳ / اکتوبر تا ۲۸ / اکتوبر ۱۹۷۸ء/ ۱۹ / ذی قعدہ تا ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ صفحہ نمبر ۱۶)

جھوٹوں پر خدا کی لعنت

مودودی، وہابی رسائل، اسلامی جمہوریہ، نقیب ملت، بادبان اور جسارت کی

شرمناک

صحافتی غنڈہ گردی

فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بیان سے قبل سٹیج سیکرٹری نے کہا ہے۔ کہ معاذ اللہ "مولانا نورانی کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے برابر ہے"۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

پہلے ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ میں یہ خبر شائع کرائی گئی۔ پھر رسالہ بادبان نے بڑھا چڑھا کر بیان کی۔ اور بادبان کے حوالہ سے نقیب ملت اور جسارت کراچی نے اس کو اچھالا۔ اور پھر بغیر کسی تحقیق وحقیقت کے اس خود ساختہ جعلی خبر کو نہایت ڈھٹائی وسینہ زوری کے ساتھ مولانا نورانی و سٹیج سیکرٹری کی گستاخی قرار دے کر فی الواقع بے ادب گستاخ دیوبندی، مودودی اور غیر مقلد وہابیوں نے تحریری وتقریری طور پر ملک بھر میں طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ اور صحافتی غنڈہ گردی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا کہ خود ہی جھوٹی خبر گھڑی۔ اپنے ہی راوی تیار کئے اور اپنے ہی مودودی، وہابی خاندان کے رسائل سے یکے بعد دیگر نقل کرتے اور بات کا بتنگڑ بناتے چلے گئے۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حالانکہ مفتی مختار احمد صاحب سے منسوب جعلی بیان کی طرح اس جھوٹی خبر کے تیور ہی بتا رہے تھے۔ کہ یہ بے تکی سی بات ہے اور نجد و دیوبند کے گستاخوں کو للکارنے والے کسی سنی بریلوی سے ایسی جسارت کی ہرگز توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سٹیج سیکرٹری صاحب کے وضاحتی بیان نے اچھرہ و دیوبند کے گستاخوں کو بے نقاب کر دیا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہو گیا۔ مولانا غازی غلام رسول صاحب نے فیصل آباد سے اطلاع دی ہے کہ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء بعد نماز عشاء فیصل آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد ماجد مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا۔ جس میں مہمان خصوصی مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور سٹیج سیکرٹری میں تھا۔ میں نے مولانا نورانی کی تقریر سے پہلے یہ کلمات کہے تھے کہ موجودہ دور میں حضرت نورانی کا چہرہ دیکھنا کفارۂ گناہ ہے۔ میں یہ واشگاف الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ہرگز ہرگز مندرجہ ذیل الفاظ ادا نہیں کئے کہ "مولانا نورانی کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے برابر ہے" جب میرا ایمان یہ ہے کہ مولانا نورانی سمیت کل کائنات کو جو بھی مقام ملا ہے وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے صدقہ میں ملا ہے۔ تو میں منسوبہ الفاظ کہنے کی کس طرح جرأت کر سکتا ہوں۔ میں ایک بار پھر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں منسوبہ الفاظ کو

سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحتاً گستاخی سمجھتا ہوں اور ایسے الفاظ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس وضاحت سے یہ واضح ہو گیا کہ مودودی وہابی رسائل کا پروپیگنڈہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اس وضاحت میں "کفارۂ گناہ" کے لفظ میں قیل و قال اور اتفاق وعدم اتفاق الگ چیز ہے لیکن وہ بات ہرگز نہیں جس کا وہابیہ نے تاثر دیا ہے۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۷۸ء/ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ)

ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ، اہل سنت و جماعت کا مخالف رسالہ تھا اور مخالف کی روایت قبول کرنا اصول حدیث کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے۔ لیکن ہم رعایت دیتے ہیں اور مخالف کو کنز العمال شریف کی ایک حدیث سناتے ہیں۔

من زار العلماء فقد زارنی۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۸۷۹)

ترجمہ: "یعنی جس نے علماء کی زیارت کی تو بے شک اس نے میری زیارت کی"۔

مولانا نورانی ہی کیا جتنے علماء حق ہیں سب کی زیارت کے بارے میں یہ حدیث ہمیں کچھ بتا رہی ہے۔ کیا معترض بتائیں گے کہ یہ حدیث کیا بتا رہی ہے؟

(ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

۱۵/مارچ ۱۹۸۲ء بروز پیر